Presented by: Rana Jabir Abbas

نہج البلاغہ

مکتوباتِ مولا علی علیہ السلام

مترجم: حجت الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مدظلہ

jabir.abbas@yahoo.com

فہرست

1 مکتوب جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہو تے ہوئے اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا:..4
2 مکتوب جو فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کی طرف تحریر فرمایا:...6
3 مکتوب دستا ویز جو آپ نے شریح ابن حارث قاضی کوفہ کے لیے تحریر فر مائی :-...7
4 مکتوب ایک سالار لشکر کے نام !...9
5 مکتوب اشعث ابن قیس والی آذر بائیجان کے نام:..10
6 مکتوب معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:..11
7 مکتوب معاویہ ابن ابی سفیان کے نام :..12
8 مکتوب جب جریر ابن عبداللہ بجلی کو معاویہ کی طرف روانہ کیا اور انہیں پلٹنے میں تاخیر ہوئی, تو انہیں تحریر فرمایا :..13
9 مکتوب معاویہ کے نام :..13
10 مکتوب معاویہ کی طرف :..17
11 ہدایت دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدایتیں فرمائیں 19

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

12 ہدایت جب معقل ابن قیس ریاحی کو تین ہزار کے ہر ا دل دستہ کے ساتھ شام روانہ کیا .تو یہ ہدایت فرمائی 21
13 مکتوب فوج کے دو 2سرداروں کے نام:...22
14 ہدایت صفین میں دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو ہدایت فرمائی:..23
15 ہدایت جب لڑنے کے لیے دشمن کے سامنے آتے تھے تو بارگاہ الہی میں عرض کرتے تھے 25
16 ہدایت جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے : 26
17 مکتوب معاویہ کے خط کے جواب میں ! 26
18 مکتوب والی بصرہ عبداللہ ابن عباس کے نام :..30
19 مکتوب ایک عامل کے نام : 31
20 مکتوب زیاد ابن ابیہ کے نام : 32
21 مکتوب زیاد ابن ابیہ کے نام!...33
22 مکتوب عبداللہ ابن عباس کے نام:...33
23 وصیت جب ابن ملجم نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگا ئی تو انتقال سے کچھ پہلے آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا : 34
24 وصیت حضرت کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہوگا.................................35
25 وصیت جن کارندوں کو زکوۃ و صدقات کی وصولی پر مقرر فرمایا 37
26 مکتوب ایک کارندے کے نام کہ جسے زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لیے بھیجا تھا یہ عہدنامہ تحریر فرمایا:......................40
27 عہدنامہ محمد ابن ابی بکر کے نا م جب انہیں مصر کی حکومت سپرد کی : 41
28 مکتوب معاویہ کے نام:...43
29 مکتوب اہل بصر ہ کی طرف :..52
30 مکتوب معاویہ کے نام:...53
31 وصیت نامہ صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسن علیہ السلام کے لیے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا:...53
32 مکتوب معاویہ کے نام :...72
33 مکتوب والی مکہ قثم ابن عباس کے نام: 72
34 مکتوب محمد ابن ابی بکر کے نام :..73
35 مکتوب مصر میں محمد ابن ابی بکر کے شہید ہو جا نے کے بعد عبداللہ ابن عباس کے نام :..............................74
36 مکتوب جو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالب کے خط کے جواب میں لکھا ہے جس میں کسی دشمن کی طرف بھیجی ہوئی ایک فوج کا ذکر کیا گیا ہے 75
37 مکتوب معاویہ ابن ابی سفیان کے نام: 77
38 مکتو ب اہل مصر کے نام جب کہ مالک اشتر کو وہاں کا حاکم بنا یا 78

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

39 مکتوب عمر و ابن عاص کے نام :..79
40 مکتوب ایک عامل کے نام :..79
41 مکتوب ایک عامل کے نام :..80
42 مکتوب حاکم بحرین عمر ابن ابی سلمه مخزومی کے نام جب انہیں معزول کرکے نعمان ابن عجلان رزقی کو ان کی جگه پر مقرر فرمایا !...82
43 مکتوب مصقله ابن شیبانی کے نام جو آپ علیه السلام کی طرف سے ارد کا شیر خره حاکم تها 83
44 مکتوب زیاد ابن ابیه کے نام:..83
45 مکتوب جب حضرت کو یه خبر پہنچی که والی بصره عثمان ابن حنیف کو وہاں کے لوگوں نے کهانے کی دعوت دی ہے اور وه س میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا...85
46 مکتوب ایک عامل کے نام:...95
47 وصیت جب آپ کو ابن ملجم لعنه الله ضربت لگا چکا تو آپ نے حسن و حسین علیهما السلام سے فرمایا:..........96
48 مکتوب معاویه ابن ابی سفیا ن کے نام :..97
49 مکتوب معاویه کے نام:..98
50 مکتوب جو مدینه سے بصره کی جانب روانه ہو تے ہوئے اہل کوفه کے نام تحریر فرمایا: 98
51 مکتوب خراج کے تحصیلداروں کے نام: 101
52 مکتوب نماز کے بارے میں مختلف شہروں کے حکمرانوں کے نام :...102
53 عہد نامه ِا س دستاویز کو (مالک)اشتر نخعی رحمته الله کے لیے تحریر فرمایا 102
54 مکتوب جو عمر ان ابن حصین خزاعی کے ہاتھ طلحه و زبیر کے پاس بهیجا..128
55 مکتوب معاویه کے نام: 130
56 مکتوب جب شریح ابن ہانی کو شا م جانے والے لشکر کے آگے دسته (مقدمته الجیش)کا سردار مقرر کیا ,تو انہیں یه ہدایت فرمائی...131
57 مکتو ب مدینه سے بصره کی طرف روانه ہوتے وقت اہل کوفه کے نام:..131
58 مکتوب جو مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفین کی روئداد سے مطلع کرنے کے لیے تحریر فرمایا...............132
59 مکتوب اسودا ابن قطیبه والی حلوان کے نام: 133
60 مکتوب ان اعمال حکومت کی طر ف جن کا علاقه فوج کی گزر گاه میں پڑتا تها.......................................134
61 مکتوب والی ہیت کمیل ابن زیاد نحعی کے نام:..135
62 مکتوب جب مالک اشتر کو مصر کا حاکم تجویز فرمایا تو ان کے ہاتھ اہل مصر کو بهیجا : 135
63 مکتوب عامل کوفه ابوموسیٰ اشعری کے نام : 138
64 مکتوب بجواب معاویه : 140
65 مکتوب معاویه کے نام : 143

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

66 مکتوب عبداللہ ابن عباس کے نام:..........145
67 مکتوب والی مکہ قثم ابن عباس کے نام :..........146
68 مکتوب اپنے زمانہ خلافت سے قبل سلمان فارسی رحمتہ اللہ کے نام سے تحریر فرمایا تھا 147
69 مکتوب حارث ہمدانی کے نام :..........147
70 مکتوب والی مدینہ سہل ابن حنیف ا نصاری کے نام :..........150
71 مکتوب منذر ابن جارو عبدی کے نام جب کہ اس نے خیانت کی بعض ان چیزوں میں جن کا انتظام آپ نے اس کے سپرد کیا تھا 150
72 مکتوب عبداللہ ابن عباس رحمتہ اللہ کے نام :..........151
73 مکتوب معاویہ کے نام:..........152
74 نوشتہ جو حضرت نے قبیلہ ربیعہ اور اہل یمن کے مابین بطور معاہدہ تحریر فرمایا (اسے ہشام ابن سائب کلبی کی تحریر نقل کیاگیا ہے).........153
75 مکتوب شروع شروع میں جب آپ کی بیعت کی گئی تو آپ نے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام تحریر فرمایا 154
76 وصیت عبداللہ ابن عباس کے نام جب کہ انہیں بصرہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا :..........154
77 ہدایت جو عبداللہ ابن عباس کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجتے وقت فرمائی 155
78 ابو موسیٰ اشعری کے نام، حکمین کے سلسلے میں ان کے ایک خط کے جواب میں 155
79 مکتوب جو ظاہری خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوجی سپہ سالاروں کو تحریر فرمایا:..........156

1 مکتوب جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہو تے ہوئے اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا:

خدا کے بندے علی امیرالمومنین علیہ السلام کے نام جو مدد گاروں میں سر بر آور دہ, اور قوم عرب میں بلند نام ہیں .میں عثمان کے معاملہ سے تمہیں اس طر ح آگاہ کئے دیتا ہوں, کہ سننے اور دیکھنے میں کوئی فرق نہ رہے .لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تو مہاجرین میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو ,اور شکوہ شکایت بہت کم کرتاتھا .البتہ ان کے بارے میں طلحہ و زبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تند و تیز تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سختی و درشتی لیے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ہوئے تھی اور ان پر عائشہ کو بھی بے تحاشہ غصہ تھا .چنانچہ ایک
گروہ آمادہ ہوگیا اور اس نے انہیں قتل کردیا اور لوگوں نے میری
بیعت کرلی .اس طرح کہ نہ ا ن پرکو ئی زور زبردستی تھی اور نہ
انہیں مجبور کیا گیا تھا ,بلکہ انہوں نے رغبت و اختیار سے ایسا کیا .

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دارالہجرت (مدینہ) اپنے رہنے والوں
سے خالی ہوگیا ہے .اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے اکھڑچکے
ہیں.اور وہ دیگ کی طرح ابل رہا ہے اورفتنہ کی چکی چلنے لگی ہے
لہٰذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دشمنوں سے جہاد
کرنے کے لیے جلدی سے نکل کھڑے ہو.

jabir.abbas@yahoo.com

ابن میثم نے تحریر کیاہے کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام طلحہ و زبیر کی شورش انگیزیوں کی خبر سن کر بصر ہ کی جانب روانہ ہوئے تو مقام مائ العذیب سے امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسر کے ہاتھ یہ خط اہل کوفہ کے نام بھیجا اور ابن ابی الحدید نے یہ روایت لکھی ہے کہ جب حضرت نے زبذہ میں منزل کی تو محمد ابن جعفر اور محمد ابن ابی بکر کے ذریعہ اسے روانہ کیا .

حضرت علیہ السلام نے اس مکتوب میں واضح طور پر اس امر پرروشنی ڈالی ہے کہ حضرت عثمان کا قتل ام المومنین اور طلحہ و زبیر کی کوششوں کیا نتیجہ تھا اوروہی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور حضرت عائشہ تو اپنے حدو دکا ر کا لحاظ کئے بغیر عام اجتماعات میں ان کی بے عنوانیوں کو بے نقا ب کر کے ان کے قتل کا حکم دیا کرتی تھیں .چنانچہ شیخ محمد عبدہ نے تحریر کیا ہے کہ:

حضرت عائشہ نے جب کہ حضرت عثمان منبر پر تھے رسول کی جوتیاں اور قمیض نکالی اور ان سے کہا کہ یہ رسول اللہ کی جوتیاں اور ان کی قمیضہے .ابھی یہ چیزیں پرانی بھی نہیں ہوئیں کہ تم نے ان کے دین کو بدل دیا .اورسنت کو مسخ کردیا .پھر دونوں میں بہت زیادہ تلخ کلامی ہوئی .اور حضرت عائشہ انہیں ایک مشہور آدمی سے تشبیبہ دیتے ہوئے نعثل کہا کرتی تھیں.

لوگ حضرت عثمان کے ہاتھوں نالاں تھے ہی ان باتوں سے ان کی ہمت بندھی اور انہوں نے ان کو محا صرہ میں لے لیا تاکہ وہ اپنی روش میں ترمیم کریں یا خلافت سے کنارہ کش ہوجائیں اور ان حالات میں یہ قوی اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے ان دو میں سے ایک بات تسلیم نہ کی تو قتل کر دیئے جائیں گے اوریہ سب کچھ حضرت عائشہ کی نظر وں کے سامنے تھا .مگر انہوں نے اس کی طرف کو ئی توجہنہ کی اور انہیں محاصرہ میں چھوڑ کر مکہ جانے کا تہیہ

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرلیا.حالانکه ا س موقع پر مروان اور عتاب ابن اسید نے ان سے کہا بھی که اگر آپ اپنا سفر ملتوی کردیں تو ممکن ہے که ان کی جان بچ جائے اوریه ہجوم چھٹ جائے مگر آپ نے فرمایا میں نے حج کا اراده مصمم کر لیا ہے .جسے بدلا نہیں جاسکتا جس پر مروان نے بطور تمثیل یه شعر پڑھا .

حرق قیس علی البلاد حتی اذا اضطر مت اجذ ما

(ترجمه) قیس نے میرے خلاف شہروں میں آگ لگا ئی اور جب وه شعله در ہوئے تو دامن بچا کر چلتا ہوا .

اسی طرح طلحه و زبیر کے غصه کا پاره بھی ان کے خلاف چڑھا رہتا تھا اور وه اس آگ کوبھڑکانے اور مخالفت کو ہوا دینے میں پیش پیش رہتے تھے اور اس لحا ظ سے بڑ ی حد تک قتل عثمان میں شریک اور ان کے خون کے ذمه دار تھے .اوردوسرے لو گ بھی ان کو اسی حیثیت سے جانتے اورانہی کو قاتل ٹھہراتے تھے اوران کے ہوا خواه بھی صفائی پیش کرنے سے قاصر رہتے تھے .چنانچه ابن قیتبه تحریر کرتے ہیں .که جب مقام اوطاس میں حضرت عائشه سے مغیره ابن شعبه کی ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا که:

اے ام المومنین کہاں کا اراده ہے ?فرمایا بصرے کا کہا که وہاں کیا کام ہے ?فرمایا خون عثمان کاقصاص لینا ہے اس نے کہا که عثما ن کے قاتل تو آپ کے ہمراه ہیں .پھر مروان کی طرف متوجه ہوا ,اور پوچھا که تمہارا کہا ںکا اراده ہے ? اس نے کہا که میں بھی بصره جارہا ہوں کہا کس مقصد کے لیے ?کہا که عثمان کے قاتلوں سے بدله لینا ہے اس نے کہا که عثمان کے قاتل تو تمہارے ساتھ ہی ہیںاور انہی طلحه و زبیر نے تو انہیں قتل کیا تھا .

بہر صورت جب یه قاتلین عثمان کی جماعت امیر المومنین علیه السلام کو مورد الزام ٹھہر ا کر بصره میں ہنگامه آرائی کے لیے پہنچ گئی تو امیر المومنین علیه السلام بھی اس فتنه کو دبانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اہل کوفه کا تعاون حاصل کرنے کے لیے یه خط لکھا جن پر وہاں کے جانبازوں اور جانثاروںکی ایک عظیم جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ کی فوج میں آکر شامل ہوگئی اور پوری ہمت و جوانمردی سے دشمن کا مقابله کیا جس میں امیرالمومنین علیه السلام نے بھی اعتراف کیا ہے ,چنانچه اس کے بعد کا مکتوب اسی اعترا ف حقیقت کے سلسله میں ہے.

2 مکتوب جو فتح بصره کے بعد اہل کوفه کی طرف تحریر فرمایا:

خد اتم شہر والوں کو تمہارے نبی کے اہل بیت کی طرف سے بہتر سے بہتر وه جزا دے جو اطاعت شعاروں اور اپنی نعمت پر شکرگزار وں کو وه دیتا ہے تم نے ہماری آوا ز سنی ,اوراطاعت کے لیے آماده ہو گئے

jabir.abbas@yahoo.com

اور تمہیں پکارا گیا تو تم لبیک کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے .

3 مکتوب دستا ویز جو آپ نے شریح ابن حارث قاضی کوفه کے لیے تحریر فر مائی :-

روایت ہے کہ امیرالمومنین علیه السلام کے قاضی شریح ابن حارث نے آپ کے دور خلافت میں ایک مکان اسی 08دینار کو خرید کیا .

حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا مجھے اطلا ع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان اسی 08 دینار کو خرید کیا ہے اور دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈلوائی ہے ?شریح نے کہا کہ جی ہا ں یاامیر المومنین علیه السلام ایسا ہوا تو ہے .(راوی کہتا ہے)اس پر حضرت علیه السلام نے انہیں غصه کی نظر سے دیکھا اور فرمایا :دیکھو !بہت جلد ہی وہ (ملک الموت)تمہارے پاس آجائے گا جو نہ تمہاری دستاویز دیکھے گا اور نہ تم سے گواہوں کو پوچھے گا اور وہ تمہارا بوریا بستر بندھوا کر یہاں سے نکال باہر کرے گا اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا .اے شریح دیکھو ! ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسرے کے مال سے خریدا ہو, یا حرام کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو .ایسا ہو ا تو سمجھ لو تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی . دیکھو ! ا س کی خریداری کے وقت تمہارے لیے ایک ایسی دستاویز لکھ دیتا .کہ تم ایک درہم بلکہ اس سے کم کوبھی اس گھر کے خریدنے کو تیار نہ ہوتے .

وہ دستاویز یہ ہیں:

یہ وہ ہے جو ایک ذلیل بند ے نے ایک ایسے بند ے سے کہ جو سفر

jabir.abbas@yahoo.com

آخرت کے لیے پادر رکاب ہے خرید کیا ہے .ایک ایسا گھر کہ جو دنیائے پر فریب میں مرنے والوں کے محلے اور ہلاک ہونے والوں کے خطہ میں واقع ہے جس کے حدود اربعہ یہ ہیں.پہلی حد آفتوں کے اسباب سے متصل ہے ,دوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے ملی ہوئی ہے ,تیسری حد ہلاک کرنے والی نفسانی خواہشوں تک پہنچتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلق رکھتی ہے .اور اسی حد میں اس کا دروازہ کھلتا ہے .اس فریب خوردہ امید و آرزو نے اس شخص سے کہ جسے موت دھکیل رہی ہے اس گھر کو خریدا ہے اس قیمت پر کہ اس نے قناعت کی عزت سے ہاتھ اٹھایا اور طلب و خواہش کی ذلت میں جا پڑا .اب اگراس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ و بالا کرنے والے گردن کشوں کی جان لینے والے ,اور کسریٰ1#,قیصر اور تبع و حمیر ایسے فرمانرواؤں کی سلطنتیں الٹ دینے والے ,اور مال سمیٹ سمیٹ کر اسے بڑھانے اونچے اونچے محل بنانے سنوارنے انہیں فرش و فروش سے سجانے اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے والے اور جاگیریں بنانے والوں سے سب کچھ چھین لینے والے کے ذمہ ہے کہ وہ ان سب کو لے جاکر حساب و کتاب کے موقف اور عذاب وثواب کے محل میں کھڑا کرے .اس وقت کہ جب حق و باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے .

گواہ شد برایں عقل:جب خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دنیا کی وابستگیوں سے آزا دہو.

1#کسریٰ ,خسرو کا معرب ہے جس کے معنی اس بادشاہ کے ہوتے ہیں جس کا دائرہ مملکت وسیع ہویہ سلاطین عجم کا لقب تھا اور قیصر شاہان روم کا لقب ہے جو رومی زبان میں اس بچے کے لیے بولاجاتا ہے جس کی ماں جننے

jabir.abbas@yahoo.com

سے پہلے مرجائے اور اس کا پیٹ چیر کر بچے کو نکالا جائے چونکہ شاہان روم میں افسطوس اسی طرح پیدا ہواتھا . اس وجہ سے وہ اس نام سے مشہور ہو گیا اورپھر وہاں کے ہر بادشاہ کے لیے اس نے لقب کی صور ت اختیار کرلی .

حمیر یمن کے بادشاہوں کالقب ہے .اس حکومت کا بانی حمیر ابن سباتھا .جس نے یمن میں اپنی سلطنت کی بنیا د رکھی اور پھر اس کی اولاد نسلاًبعد نسل تخت و تاج کی وارث ہوتی رہی .لیکن کچھ عرصه کے بعد اکسومی حبشیوں نے یمن پر حملہ کر کے حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی.مگر انہوں نے محکومیت اور ذلت کی زندگی گوارا نہ کی اور اپنی منتشر و پرا گند ہ قوتوں کو یکجاکر کے اکسومیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دے کر دوبارہ اقتداار حاصل کر لیا اور یمن کے ساتھ حضرموت, حبشہ اور حجاز پر بھی اپنی حکومت قائم کر لی .یہ سلاطین حمیر کا دوسرا دور تھا .جس میں پہلا بادشاہ حارث الرائش تھا جو تبع کے لقب سے تخت حکومت پر بیٹھا اور پھربعد کے سلاطین اسی لقب سے پکارے جانے لگے .تبع کے معنی سامی زبان میں متبوع و سردا ر کے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ حبشی زبان کی لفظ صاحب تسلط و اقتدار ہیں۔

4 مکتوب ایک سالار لشکر کے نام !

> اگر وہ اطاعت کی چھاؤں میں پلٹ آئیں تو یہ تو ہم چاہتے ہی ہیں اور اگر ان کی تانیں بس بغاوت اور نافرمانی پرہی ٹوٹیں .تو تم فرمانبرداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اٹھ کھڑے ہو .اور جو تمہارا ہمنواہو کر تمہارے ساتھ ہے اس کے ہوتے ہوئے منہ موڑنے والوں کی پروا نہ کرو .کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہو اس کا نہ ہو نا ہونے سے بہتر ہے, اور اس کا بیٹھے رہنا ا س کے اٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت ہوسکتا ہے.

1#جب عامل بصرہ عثمان ابن حنیف نے امیرالمومنین علیہ السلام کو طلحہ و زبیر کے بصرہ پہنچنے کی اطلاع دی اور ان کے عزائم سے آگاہ کیا,تو حضرت نے یہ خط ان کے نام تحریر کیا جس مین انہیں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اگر دشمن لڑائی پر اتر آئے تو وہ اس کے مقابلے کے لیے ایسے لوگو ں کو اپنے ساتھ نہ لیں کہ جو ایک طرف حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر کی شخصیت سے متاثر ہوں اور دوسری طرف کہنے سننے سے ان کے خلاف جنگ پر بھی آمادہ ہو گئے ہوں .کیونکہ ایسے لوگوں سے جم کر لڑ نے کی توقع نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ان پر بھروسا کیا جاسکتا ہے .بلکہ

jabir.abbas@yahoo.com

ایسے لوگ اگر موجود رہے تو دوسروں کو بھی بد دل بنانے کی کوشش کریں گے .لہٰذا ایسے لوگوں کو نظر انداز کر دینا ہی مفید ثا بت ہو سکتا ہے

5 مکتوب اشعث ابن قیس والی آذر بائیجان کے نام:

یہ عہدہ تمہارے لیے کو ئی آزوقہ نہیں ہے بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت کا پھندا ہے اور تم اپنے حکمران بالا کی طرف سے حفاظت پر مامور ہو تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ رعیت کے معاملہ میں جو چاہو کر گزرو خبردار!کسی مضبوط دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ نہ ڈالا کرو .تمہارے ہاتھوں میں خدائے بزرگ و برتر کے اموال میں سے ایک مال ہے اور تم اس وقت تک سا کے خزانچی ہو جب تک میرے حوالے نہ کردو .بہرحال میں غالباًتمہارے لیے بر احکمران تو نہیں ہوں .والسلام .

#1جب امیرالمومنین علیہ السلام جنگ جمل سے فارغ ہو ئے تو اشعث ابن قیس کو جو حضرت عثمان کے زمانے سے آذر بائیجان کا عامل چلا آرہا تھا تحریر فرمایا کہ وہ اپنے صوبے کا مال خراج و صدقات رو انہ کر ے مگر چونکہ اسے اپنا عہدہ و منصب خطرہ میں نظر آرہا تھا.اس لیے وہ حضرت عثمان کے دوسرے مال کی طرح اس مال کو ہضم کرجانا چاہتا تھا چنانچہ اس خط کے پہنچنے کے بعد اس نے اپنے محضوصین کو بلایا اور ان سے اس خط کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ مال مجھ سے چھین لیا جائے لہٰذا میرا ارادہ ہے کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں جس پر ان لوگو ں نے کہا کہ یہ تمہارے لیے باعث ننگ و عار ہے کہ اپنے قبیلے کو چھوڑ کر معاویہ کے دامن میں پناہ لو چنانچہ ان لوگوں کے کہنے سننے سے اس نے جانے کا ارادہ تو ملتوی کر دیا مگر اس مال کے دینے پر آمادہ نہ ہوا جب حضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسے کوفہ طلب کرنے کے لیے حجرا بن عدی قندی کو روانہ کیا جو اسے سمجھا بوجھا کر کوفہ لے آئے .یہاں پہنچنے پر اس کا سامان دیکھا گیا تو اس میں چار لاکھ درہم پائے گئے جس میں سے تیس ہزار حضرت نے اسے دیئے اور بقیہ بیت المال میں داخل کردیئے .

jabir.abbas@yahoo.com

مکتوب 6 معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

جن لوگوں نے ابو بکر, عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت جس اصول پر وہ ان کی بیعتکر چکے تھے اورا س کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھرنظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو,اسے ر د کر نے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین وانصار کو ہے, وہ اگرکسی پر ایکا کریں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی خوشنودی سمجھی جائے گی .اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہو الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہو اہے اور اگر انکار کر ے تو ا س سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں نے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھرہی پھیر دے گا .

اے معاویہ ! میری جان کی قسم اگر تم اپنی نفسانی خواہشوں سے دور ہو کر عقل سے دیکھو تو سب لو گو ں سے زیادہ مجھے عثمان کے خون سے بری پاؤ گے مگر یہ کہ تم بہتان باندھ کر کھلی ہوئی چیزوں پر پردہ ڈالنے لگو .

والسلام.

#1جب امیرالمومنین علیہ السلام کے ہاتھ پر تمام اہل مدینہ نے بالا تفاق بیعتکرلی ,تو معاویہ نے اپنے اقتدارکو خطرہ میں محسوس کرتے ہوئے بیعت سے انکار کر دیا اورآپ کی خلافت کی صحت کو محل نظر قرار دینے کے لیے یہ عذر تراشا کہ یہ عمومی انتخاب سے قرار نہیں پائی . لہٰذاا س انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب عام ہو نا چاہیے . حالانکہ جس خلافت سے اصول انتخاب کی بنیاد پڑی ,وہ ایک ناگہانی صورت حال کا نتیجہ تھی جس میں عام افراد

کی رائے وبندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا .کہ اسے عمومی اختیار کا نتیجہ کہا جاسکے .البتہ عوام پر اس کی پابندی عائد کر کے اسے فیصلہ جمہوریہ - سے تعبیر کر لیا گیا جس سے یہ اصول قرار پا گیا کہ جسے اکابر مدینہ منتخب کر لیں وہ تمام دنیائے اسلا م کا نمائندہ متصور ہو گا .اور کسی کو اس میں چون و چرا کی گنجائش نہ ہو گی .خواہ وہ انتخاب کے موقع پر موجو د ہو یا موجود نہ ہو .بہر صورت اس اصول کے قرار پا جانے کے بعد معاویہ کو یہ حق نہ پہنچتا تھا کہ وہ دوبارہ انتخاب کی تحریک یا بیعتسے انکار کرے .جبکہ وہ عملی طور پر ان خلافتوں کو صحیح تسلیم کر چکا تھا کہ جن کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ مدینہ کے اہل حل و عقد نے طے کی تھیں .چنانچہ جب اس نے اس انتخاب کو غلط قرار دیتے ہوئے بیعتسے انکا ر کیا ,تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اصول انتخاب کو اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس پر حجت تمام کی اوریہ وہی طرز کلام ہے جسے فرض الباطل مع الخصم حتیٰ تلزمہ الحجد (حریف کے سامنے اس کے غلط مسلمات کو پیش کر کے اس پر حجت قائم کرنا)سے تعبیر کیا جاتا ہے کیو نکہ کسی مرحلہ پر امیرالمومنین علیہ السلام نے خلافت کی صحت کا معیار شوریٰ اور رائے عامہ کو نہیں سمجھا ورنہ جن خلافتوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مہاجرین و انصار کے اتفاق رائے سے قرار پائی تھیں.آپ اس رائے عامہ کو حجت و سند سمجھتے ہوئے ان کو صحیح و درست سمجھتے .مگر آپ کا دور اوّل ہی سے بیعت کا انکار کردینا کہ جس سے کسی کوانکار نہیں ہو سکتا ,اس کی دلیل ہے کہ آپ ان ساختہ اصولوں کو خلافت کا معیار نہ سمجھتے تھے .اس لیے آپ ہر دور میں اپنے استحقاق خلافت کو پیش کرتے رہے جو رسول اللہ سے قولاً و عملاً ثابت تھا .مگر معاویہ کے مقابلہ میں اسے پیش کرنا سوال و جواب کا دروازہ کھول دینا تھا.اس لیے اسی کے مسلمات و معتقدات سے اسے قائل کر نا چاہا ہے تاکہ اس کے لیے تاویلات کے الجھا دے ڈالنے کی گنجائش باقی نہ رہے .ورنہ وہ تو یہ چاہتا ہی تھاکہ کسی طرح بات بڑھتی جائے تاکہ کسی موڑ پر ا س کے متزلزل اقتدار کو سہارا مل جائے.

7 مکتوب معاویہ ابن ابی سفیان کے نام :

تمہا را بے جوڑ نصیحتوںکا پلندہ اور بنایا سنوارہ ہو ا خط میرے پا س آیا جسے اپنی گمراہی کی بنا ئ پر تم نے لکھا اور اپنی بے عقلی کی وجہ سے بھیجا .یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے کہ جسے نہ روشنی نصیب ہے کہ اسے سیدھی راہ دکھائے اور نہ کوئی رہبر ہے کہ اسے صحیح راستے پر ڈالے جسے نفسانی خواہش نے پکارا تو وہ لبیک کہہ کر اٹھا ,

اور گمراہی نے اس کی رہبری کی تو وہ اس کے پیچھے ہو لیا اور یا وہ

گوئی کرتے ہوئے اول فول بکنے لگا ,اوربے راہ ہوتے ہوئے بھٹک گیا
.

اس مکتوب کا ایک حصه یه ہے .

کیونکه یه بیعت ایک ہی دفعه ہو تی ہے ,نه پھر اس میں نظر ثانی کی گنجائش ہو تی ہے اور نه پھر سے چناؤ ہو سکتا ہے .اس سے منحرف ہو نے والا نظام اسلامی پر معترض قرار پاتا ہے ,اور غور و تامل سے کام لینے والا منافق سمجھا جاتا ہے:

8 مکتوب جب جریر ابن عبدالله بجلی کو معاویه کی طرف روانه کیا اور انہیں پلٹنے میں تاخیر ہوئی ,تو انہیں تحریر فرمایا :

میرا خط ملتے ہی معاویه کو دو ٹوک فیصلے پر آماده کرو ,اور اسے کسی آخری اور قطعی رائے کا پابند بناؤ اور دو باتوں میں سے کسیایک کے اختیار کر نے پر مجبور کر و ,که گھر سے بے گھر کر دینے والی جنگ یا رسوا کرنے والی صلح .اگر وه جنگ کو اختیار کرے گا تو تمام تعلقات اور گفت و شنید ختم کر دو ,اور اگر صلح چاہے تو اس سے بیعتلے لو.والسلام.

9 مکتوب معاویه کے نام :

ہماری قوم (قریش)نے ہمارے نبی کو قتل کرنے اور ہماری جڑ اکھاڑ پھینکنے کا اراده کیا اور ہمارےلیے غم و ابدوه کے سرو سامان کئے , اور برے برتاؤ ہمارے ساتھ روا رکھے .ہمیں آرام و را حت سے رو ک

jabir.abbas@yahoo.com

دیا اور مستقل طور پر خوف و دہشت سے دو چار کر دیا اور ایک سنگلاخ و ناہموار پہاڑ میں پناہ لینے پر مجبور کردیا اور ہمارے لیے جنگ کی آگ بڑکا دی مگر اللہ نے ہماری ہمت باندھی کہ ہم پیغمبر کے دین کی حفاظت کریں اور ان کے دامن حرمت پر آنچ نہ آنے دیں. ہمارے مومن ان سختیوں کی وجہ سے ثواب کے امید وار تھے .اور ہمارے کافر قرابت کی بناۂ پر حمایت ضروری سمجھتے تھے .اور قریش میں جو لو گ ایمان لائے تھے وہ ہم پر آنے والی مصیبتوں سے کوسوں دور تھے اس عہد و پیمان کی وجہ سے کہ جو ان کی حفاظت سے کرتا تھا یا اس قبیلے کی وجہ سے کہ اب کی حفاظت کو اٹھ کھڑا ہو تا تھا لہٰذا وہ قتل سے محفوظ تھے اور رسالت مآب کا یہ طریقہ تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑ کتے تھے اور لوگو ں کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو پیغمبر اپنے اہل بیتکوآگے بڑھا دیتے تھے اور یوں انہیں سینہ سپر بنا کر اصحاب کو نیزہ و شمشیر کی مار سے بچا لیتے تھے .چنانچہ عبیدہ ابن حارث بدر میں, حمزہ احد میں اور جعفر جنگ موتہ میں شہید ہو گئے ایک اور شخص نے بھی کہ اگر میں چاہوں تو اس کا نام لے سکتا ہو ں .انہیں لو گوں کی طرح شہید ہو نا چاہا .لیکن ان کی عمریں جلد پوری ہو گئیں اور اس کی موت پیچھے جا پڑی .اس زمانہ (کج رفتار)پر حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ ایسوں کانام لیا جاتا ہے .جنہوں نے میدان سعی میں میری سی تیز گامی کبھی نہیں دکھائی اور نہ ان کے لیے میرے ایسے دیرینہ اسلامی خدمات ہیں ایسے خدمات کہ جن کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتا .مگر یہ کہ کو ئی مدعی ایسی چیز کا دعویٰ کربیٹھے کہ جسے میں نہیںجانتا ہو ں اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ اسے جانتا

jabir.abbas@yahoo.com

ہو گا (یعنی کچھ ہو تو وہ جانے)بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے .

اے معاویہ ! تمہارا یہ مطابعہ جو ہے کہ میں عثمان کے قاتلوں کو تمہارے حوالے کر دو ں تومیں نے اس کے ہر پہلو پر غور و فکر کیا اوراس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انہیں تمہارے یا تمہارے علاوہ کسی اور کے حوالے کرنا میرے اختیار سے باہر ہے ,اور میری جا ن کی قسم ! اگر تم اپنی گمراہی اور انتشار پسندی سے باز نہ آئے تو بہت جلد ہی انہیں پہچان لو گے وہ خود تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے اور تمہیں جنگلوں,دریاؤں, پہاڑوں اور میدانوں میں ان کے ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے .مگر یہ ایک ایسا مطلوب ہو گا ,جس کا حصول تمہارے لیے نا گواری کا باعث ہو گا اور وہ آنے والے ایسے ہوں گے جن کی ملاقات تمہیں خوش نہ کر سکے گی .سلام اس پر جو سلام کے لائق ہو .

#1جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت توحید دینے پرمامور ہوئے تو کفر و عصیان کی طاقتیں اعلان حق کی راہ روکنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں اور قبائل قریش جبر وتشدد سے اس آواز کو دبانے کے درپے ہوگئے .ان منکرین کے دلوں میں اپنے خود ساختہ معبودوں کی محبت اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ وہ ان کے خلاف ایک لفظ بھی سننے کے لیے تیار نہ تھے .ان کے سامنے ایک خد'>اکا نظریہ پیش کرنا ہی ان کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لیے کافی تھا .چہ جائیکہ انہوں ن'>ے اپنے بتوں کے متعلق ایسے کلمات سنے جوانہیں ایک سنگ بے شعور سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے .جب اس طرح انہیں اپنے اصول و عقائد خطرہ میں نظر آئے تو وہ پیغمبر کی اذیت پر کمر بستہ ہوگئے . اور اپنے ترکش کے ہر تیر کو آزمانے کے لیے میدان میں اترآئے اور اس طرح ایذا رسانی کے وسائل کام میں لائے کہ آپ کو گھرسے قدم باہر نکالنا مشکل ہوگیا .اس دور میں جو گنتی کے چند افراد ایمان لائے تھے ,انہیں بھی مسلسل و پیہم وآزمائشوں سے دو چار ہو نا پڑ ا.چنانچہ ان پرستاران توحید کو جلتی ہوئی دھوپ میں زمین پر لٹادیا جاتا اور پتھروں اور کوڑوں سے اتنا مار اجاتا کہ ان کے بدن لہو لہا ن ہو جاتے. جب قریش کے مظالم اس حد تک بڑھ گئے تو پیغمبر نے بعثت کے پانچویں سال انہیں مکہ چھوڑکر حبشہ کی طرف ہجرت کرجانے کی اجازت دی.

قریش نے یہاں بھی ان کا پیچھا کیا مگر حبشہ کے فرمانروا نے انہیں ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا .اور اپنی عدل گستری و انصاف پرور ی سے ان پر کوئی آنچ نہ آنے دی .ادھر پیغمبر کی تبلیغ برابر جاری تھی ,اورحق کی کشش و

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاثیر اپنا کام کر رہی تھی اور لوگ اسلام کی تعلیم اورآپ کی شخصیت سے متاثر ہو کرآپ کے دامن سے وابستہ ہو تے جارہے تھے جس سے قریش انگاروں پر لوٹتے ,اند ر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے اور اس بڑھتی ہو ئی تاثیر و نفوذکو روکنے کی کوشش کرتے .مگر جب ان کے لیے کچھ نہ ہو سکا تو یہ طے کیا کہ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب سے تمام تعلقات قطع کر لیے جائیں.نہ ان سے میل جول رکھا جائے اور نہ ان سے لین دین کیا جائے تاکہ وہ تنگ آکر پیغمبر کی حمایت سے دستبردار ہوجائیں .اور پھر وہ جیسا چاہیں ان کے ساتھ برتاؤ کریں چنانچہ ان میں باہمی معاہدہ ہوا ,اور اس سلسلہ میں ایک دستاویز لکھ کر محفوظ کر دی گئی .اس معاہدہ کے بعد اگر چہ زمین وہی تھی اور زمین پر بسنے والے بھی وہی تھے مگر بنی ہاشم کے لیے درو دیوارسے اجنبیت برسنے لگی .جانی پہچانی ہوئی صورتیں یوں نظر آنے لگیں جیسے کبھی شناسائی تھی ہی نہیں سب نے رخ موڑ لیے ,اور میل ملاقات اور راہ و رسم بندی کر دی.ان حالات میں یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں پیغمبر پر اچانک حملہ نہ ہوجائے اس لیے شہر سے باہر پہاڑ کی ایک تنگ گھاٹی میں کہ جسے شعب ابو طالب کہا جاتا ہے پناہ لینے پر مجبور ہوئے.اس موقع پر بنیہاشم میں سے جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے ,وہ خاندانی اتحاد کی بنا ئ پر آپکے دکھ در دمیں شریک ہو تے اورآڑے وقت پر سینہ سپر ہو کر کھڑے ہوجاتے اور جو ایمان لاچکے تھے ,جیسے حضرت حمزہ و حضرت ابو طالب ,وہ اپنا فریضہ ئایمانی سمجھ کر آپ کی حفاظت میں سر گرم عمل رہتے .خصوصاًحضرت ابو طالب نے اپنا سکون و آرام سب چھوڑ رکھا تھا .ان کے دن پیغمبر کو تسکین دینے اور راتیں پیرا دینے اورپیغمبرکی خواب گاہ بدلوانے میں گزرتی تھیں .ا س طرح کہ جس بستر پر ایک رات پیغمبر آرام فرماتے ,دوسری رات ا س بستر پر علی علیہ السلام کو سلا دیتے کہ اگر کو ئی حملہ کرے تو آنحضرت کے بجائے علی علیہ السلام کام میں آجائیں:

یہ دور بنی ہاشم کے لیے انتہائی مصائب و آلام کا دور تھا .حالت یہ تھی کہ ضروریات زندگی ناپیداور معیشت کے تمام دروازے بند ہوچکے تھے .درختوں کے پتوں سے پیٹ بھرلیے ,تو بھر لیے ورنہ فاقوں میں پڑے رہے جب اس طر ح تین برس قید و بند کی سختیاں جھیلتے گزر گئے.تو زبیر ابن ابی امیہ ,ہشام ابن عمرو ,مطعم ابن عدی,ابو البختری اور زمعہ ابن اسود نے چاہا کہ اس معاہدہ کو توڑ دیں .چنانچہ اکابر قریش خانہ کعبہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے .ابھی کچھ طے نہ کرنے پائے تھے کہ حضرت ابو طالب بھی شعب سے نکل کر ان کے مجمع میں پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ میرے بھتیجے ﷴ ابن عبداللہ نے مجھے بتایا ہے کہ جس کاغذ پر تم نے معاہدہ تحریرکیا تھا .اسے دیمک نے چاٹ لیا ہے اور اب اس پر اللہ کے نام کے علاوہ کچھ نہیں رہا .لہٰذا تم اس دستاویز کو منگوا کر دیکھو .اگر انہوں نے سچ کہا ہے تو تمہیں ان کی دشمنی سے دستبردار ہونا چاہیے .اور اگر غلط کہا ہے تو میں انہیں تمہارے حوالے کرنے کو تیار ہوں . چنانچہ اس دستاویز کو منگوا کر دیکھا گیا تو واقعی .باسمک اللّھمکے علاوہ' > کہ جو دور جاہلیت میں سرنامہ کے طور پر لکھا جاتا تھا .تمام تحریر دیمک کی نذر ہو چکی تھی .یہ دیکھ کر مطعم ابن عدی نے اس تحریر کو پارہ پارہ کر دیا ,اور وہ معاہدہ توڑ دیا گیا اور خداخدا کر کے بنیہاشم کو اس مظلومیت و بیکسی کی زندگی سے نجات ملی , لیکن اس کے بعد بھی پیغمبر کے ساتھ رویہ میں سرمو فرق نہ آیا .بلکہ وہ بغض و عناد میں اس طرح کھو گئے کہ ان کی جان لینے کی تدبیریں کرنے لگے جس کے نتیجہ میں ہجرت مدینہ کا واقعہ ظہور میں آیا .اس موقع پر اگرچہ

jabir.abbas@yahoo.com

حضرت ابو طالب زندہ نہ تھے مگر علی ابن ابی طالب نے پیغمبر کے بستر پر لیٹ کر ان کی یاد دلوں میں تازہ کر دی , کیونکر یہ انہیں کا دیا ہو ا اور س تھا کہ جس سے پیغمبر کی حفاظت کا سروسامان کیا جاتا تھا .

یہ واقعات اگرچہ معاویہ سے مخفی نہ تھے .مگر چونکہ اس کے سامنے اس کے اسلاف کے کارناموں کو رکھ کر اس کی معاندانہ روح کو جھنجھوڑنا مقصود تھا .اس لیے قریش و بنی عبد شمس کی ان ایذا رسانیوں کی طرف اسے توجہ دلائی ہے کہ وہ عہد نبوی کے پرستاران حق اور پر ستاران باطل کی روشنی کو دیکھتے ہوئے یہ غور کرے کہ وہ حق پر چل رہا ہے یا اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گامزن ہے .

10 مکتوب معاویہ کی طرف :

تم اس وقت کیاکرو گے جب دنیا کے یہ لباس جن میں لپٹے ہوئے ہو تم سے اتر جائیں گے .یہ دنیا جو اپنی سج دھج کی جھلک دکھاتی اور اپنے خط وکیف سے ورغلاتی ہے .جس نے تمہیں پکار ا تو تم نے لبیک کہی اس نے تمہیں کھینچا تو تم اس کے پیچھے ہو لیے اوراس نے تمہیں حکم دیا تو تم نے اس کی پیروی کی .وہ وقت دور نہیں کہ بتانے والا تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرے کہ جن سے کو ئی سپر تمہیں بچانہ سکے گی .

لہٰذ ا اس دعویٰ سے باز آجاؤ .حساب و کتا ب کا سروسامان کرو اور آنے والی موت کے لیے دامن گردان کر تیار ہوجاؤ ,اور گمراہوں کی باتوں پر

کا ن نہ دھرو .اگر تم ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہاری عقلوں پر (جھنجھوڑ کر)تمہیں متنبہ کروں گا,تم عیش وعشرت میں پڑے ہو , شیطان نے تم میں پانی گرفت مضبوط کر لی ہے .وہ تمہارے بارے میں اپنی آرزوئیں پوری کر چکا ہے اور تمہارے اندر روح کی طرح سرایت کر گیا اورخون کی طرح (رگ و پے میں)دوڑرہا ہے .

Presented by: Rana Jabir Abbas

اے معاویه! بھلا تم لوگ (امیه کی اولاد)کب رعیت پر حکمرانی کی
صلاحیت رکھتے تھے, اور کب امت کے امور کے والی و سر
پر ست تھے ?بغیر کسی پیش قدمی اور بغیر کسی بلند عزت و منزلت
کے ہم دیرینه بدبختیوں کے گھر کر لینے سے الله کی پناہ مانگتے ہیں
میں اس چیز پر تمہیں متنبه کئے دیتا ہوں که تم ہمیشه آرزوؤں کے
فریب پر فریب کھاتے ہو اورتمہارا ظاہر باطن سے جدا رہتا ہے.

تم نے مجھے جنگ کے لیے للکارا ہے تو ایساکرو ک لوگو ن کو ایک
طرف کر دو اور خود (میرے مقابلے میں)باہر نکل آؤ .دونوں فریق کو
کشت و خون سے معا ف کرو تاکه پته چل جائے که کس کے دل پر
زنگ کی تہیں چڑھی ہوئیں اورآنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے .میں
(کوئی اور نہیں)وہی ابو الحسن ہوں که جس نے تمہارے نانا
#1,تمہارے ماموں #2اور تمہارے بھائی کے پرخچے اڑا کر بدر کے دن
مارا تھا وہی تلوار اب بھی میرے پاس ہے اور اسی دل گردے کے ساتھ
اب بھی دشمن سے مقابله کرتاہو.نه میں نے کوئی دین بدلا ہے .نه
کو ئی نیا نبی کھڑا کیا ہے اور میں بلاشبه اسی شاہراہ پر ہوں جسے
تم نے اپنے اختیار سے چھو ڑ رکھا تھا اور پھر مجبوری سے اس میں
داخل ہوئے .اور تم ایسا ظاہر کرتے ہوکه تم خون عثمان کا بدله لینے
کو اٹھے ہو حالانکه تمہیں اچھی طرح معلوم ہے که ان کا خون کس
کے سر ہے اور اگر واقعی بدله ہی لینا مقصود ہے تو انہی سے لو اب
#3تو وہ (آنے والا)منظر میری آنکھوں میں پھررہا ہے که جب جنگ
تمہیں دانتوںسے کاٹ رہی ہو گی ا ور تم اس طرح بلبلاتے ہو گے
جس طرح بھاری بوجھ سے اونٹ بلبلاتے ہیں .اور تمہاری جماعت
تلواروں کی تابڑ توڑ مار ,سر پر منڈلانے والی قضا اور کشتیوں کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

پشتے لگ جا نے سے گھبرا کر مجھے کتا ب خدا کی طرف دعوت دے رہی ہو گی .حالانکہ وہ ایسے لو گ ہیں جو کافر اور حق کے منکر ہیں یا بیعتکے بعد اسے توڑدینے والے ہیں.

#1عتبہ بن ربیعہ 2#ولید بن عتبہ 3#حنطلہابن ابی سفیان

#1امیرالمومنین علیہ السلام کی یہ پیشن گوئی جنگ صفین کے متعلق ہے جس میں مختصر سے لفظوں میں اس کا پو را منظر کھینچ دیا ہے . چنانچہ ایک طرف معاویہ عراقیوں کے حملوں سے حواس باختہ ہو کر بھاگنے کی سوچ رہا تھا اور دوسری طرف اس کی فوج موت کی پیہم پورش سے گھبرا کر چلا رہی تھی اور آخر کار جب بچاؤ کی کو ئی صورت نظر نہ آئی .تو قرآن نیزو ں پر اٹھا کر صلح کا شور مچادیا اور اس جبلہ سے بچے کھچے لوگوں نے اپنی جان بچائی . اس پیشن گوئی کو کسی قیاس و تخمین یا واقعات سے اخذ نتائج کا نتیجہ نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ ان جز ئی تفصیلات کا فراست و دور رس بصیرت سے احاطہ کیا جاسکتا ہے بلکہ ان پر سے وہی پردہ ہٹا سکتا ہے, جس کا ذریعہ اطلاع پیغمبر کی زبان وحی ترجمان ہو یا القائے ربانی .

11 ہدایت دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدایتیں فرمائیں .

جب تم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیے تاکہ یہ چیز تمہارے لیے پشت پناہی اور روک کا کام دے , اورجنگ بس ایک طرف یا (زائد سے زائد دوطرف سے ہو)اور پہا ڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دید بانوں کو بٹھا دو تاکہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے (اچانک)نہ آپڑے اور اس بات کو جانے رہو کہ فوج کا ہر اوّل دستہ فوج کا خبر رساں ہوتا ہے .اور ہر اوّل دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں (جو آگے بڑھ کر سراغ لگاتے ہیں)

jabir.abbas@yahoo.com

دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو ,اتر و تو ایک ساتھ اترو ,اور کوچ کر و تو ایک ساتھ کرو ,اورجب رات تم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد)گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو ,صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مز ہ نہ چکھو .

#1جب امیرالمومنین علیہ السلام نے نخیلہ کی چھاؤنی سے زیادابن نضرحارثی اور شریح ابن ہانی کو آٹھ ہزار اور چار کے دستے پر سپہ سالار مقرر کر کے شام کی جانب روانہ کیا تو ان دونوں میں منصب کے سلسلہ میں کچھ اختلا ف رائے ہو گیا جس کی اطلاع انہوں نے امیرالمومنین علیہ السلام کو دی اور ایک دوسرے کے خلاف شکایت آمیز میں خطوط لکھے .حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر تم مل کر سفر کرو تو پو ری فوج کا نظم ونسق زیاد ابن نضر کے ہا تھ میں ہو گا .اور الگ الگ سفر کرو تو جس جس دستے پر تمہیں امیر مقرر کیا گیا ہے اسی کا نظم و انصر ام تم سے متعلق ہو گا .

ا س خط کے ذیل میں حضر ت نے جنگ کے لیے چند ہدایات بھی انہیں تحریر فرمائے اور علامہ رضی نے صرف ہدایت والا حصہ ہی اس مقام پر درج کیا ہے .یہ ہدایات نہ صرف اس زمانہ کے طریقہ جنگ کے لحاظ سے نہایت کا رآمد ا ور مفید ہیں بلکہ اس زمانہ میں بھی جنگی اصول کی طرف رہنمائی کرنے کے اعتبار سے ان کی افادیت و اہمیت ناقابل انکار ہے .وہ ہدایات یہ ہیں کہ جب دشمن سے مڈ بھیڑ ہو تو پہاڑ وں کے دامنوںاور ندی نالو ں کے موڑوں میں پڑاؤ ڈالو .کیونکہ اس صورت میں نہروں کے نشیب خندق کا اور پہاڑوں کی چوٹیاں فصیل کاکا م دیں گی .اورتم عقب سے مطمئن ہو کر دوسرے اطراف سے دشمن کا دفاع کر سکو گے دوسرے یہ کہ لڑائی ایک طرف سے ہو یازیادہ سے زیادہ دو طرف سے کیونکہ فوج کے متعدد محاذوں پر تقسیم ہو جانے سے اس میں کمزوری کا رونما ہونا ضرور ی ہے ,اور دشمن تمہاری فوج کے تفرقہ و انتشا رسے فائدہ اٹھا کر کامیابی میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے گا .تیسر ے یہ کہ ٹیلو ں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر پاسبان دستے بٹھا دو ,تاکہ ہو دشمن کے حملہ آور ہونے سے پہلے تمہیں آگاہ کرسکیں .کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جدھر سے دشمن کے آنے کا خطرہ ہو تا ہے و ہ ادھر سے آنے کی بجائے دوسری طرف سے حملہ کر دیتا ہے .لہٰذا اگر بلندیوں پر پاسبان دستے موجود ہوں گے تو وہ دورسے اڑتے ہوئے گردوغبار کو دیکھ کر دشمن کی آمد کا پتہ چلالیں گے .چنانچہ ابن الحدید نے اس کا افاد ی پہلو واضح کرنے کے لیے یہ تاریخی واقعہ نقل کیا ہے کہ جب قحطبہ نے خر اسان سے نکل کر ایک گاؤں میں پڑاؤ ڈالا تو وہ اور خالد ابن بر مک ایک بلند جگہ پر جابیٹھے .ابھی بیٹھے ہی تھے کہ خالد نے دیکھا کہ جنگل کی طرف سے ہرنوں کی ٹکڑیاں چلی آرہی ہیں .یہ دیکھ کر اس نے قحطبہ سے کہا کہ اے امیر اٹھیے اورلشکر میں فوراًاعلان کرائیے کہ وہ صف بندی کرکے ہتھیاروں کو سنبھال لے .یہ سن کر قحطبہ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ مجھے تو کہیں بھی دشمن کی فوج نظر نہیں آتی. اس نے کہا اے امیریہ وقت باتوں میں ضائع کرنے کانہیںآپ ان ہرنوں کو دیکھ لیجئے جو اپنے ٹھکانے چھوڑ کرآبادیوں

jabir.abbas@yahoo.com

کی طرف بڑھے چلے آ ر ہے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے عقب میں دشمن کی فوج چلی آرہی ہے .چنانچہ اس نے فوراًاپنی فوج کو تیا ر رہنے کاحکم دیا.ادھر لشکر کا تیار ہو ناتھا کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کانوںمیں آنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے دشمن سر پر منڈلانے لگا اور یہ چونکہ بر وقت مدافعت کا سامان کر چکے تھے اس لیے پورے طور سے دشمن کا مقابلہ کیا اور اگر خالد اس بلندی پر نہ ہوتا اور اپنی سمجھ بوجھ سے کام نہ لیتا تو دشمن اچانک حملہ کر کے انہیں ختم کردیتا .چوتھے یہ کہ ادھر ادھر جاسوس چھوڑ دیئے جائیں تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت اور اس کے عزائم سے آگا ہ کرتے رہیں اور اس کی سوچی سمجھی ہوئی چالو ں کو ناکا م بنا یا جاسکے .پانچویں یہ کہ پڑاؤ ڈالو .تو ایک ساتھ اور کوچ کرو تو ایک ساتھ تاکہ دشمن ا س پراگندگی و انتشار کی حالت میں تم پر حملہ کرکے بآسانی قابو نہ پاسکے .چھٹے یہ کہ رات کو اپنے گردنیزے گاڑکر حصار کھینچ دو تاکہ اگر دشمن شب خون مارے تو اس کے حملہ آور ہوتے ہی تم اپنے ہتھیارو ںکو اپنے ہاتھوں میں لے سکو .اور اگر دشمن تیر بارانی کرے تو اس کے ذریعہ سے کچھ بچاؤ ہوسکے .ساتویں یہ کہ گہری نیند نہ سوؤ کہ دشمن کی آمد کا تمہیں پتہ ہی نہ چل سکے اور وہ تمہارے سنبھلتے سنبھلتے تمہیں گزند پہنچانے میں کامیاب ہو جائے.

12 ہدایت جب معقل ابن قیس ریاحی کو تین ہزار کے ہر ا دل دستہ کے ساتھ شام روانہ کیا .تو یہ ہدایت فرمائی .

ا س اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے روبرو پیش ہونا لازمی ہے اور جس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی اور آخر ی منزل نہیںجو تم سے جنگ کرے اس کے سوا کسی سے جنگ نہ کرنا اور صبح وشام کے ٹھنڈے وقت سفر کرنا اور دوپہر کے وقت لوگو ں کو سستانے اور آرام کر نے کا موقع دینا ,آہستہ چلنا اور شرو ع رات میں سفر نہ کرنا کیونکہ اللہ نے را ت سکون کے لیے بنائی ہے اور اسے قیام کرنے کے لیے رکھا ہے نہ سفر و راہ پیمائی کے لیے .اس میں اپنے بدن اور اپنی سواری کو آرام پہنچاؤ,اور جب جان لو کہ سپیدہ سحر پھیلنے اور پوپھوٹنے لگی ہے تو اللہ کی برکت پر چل کھڑے ہونا جب دشمن کا سامنا ہو تو اپنے ساتھیوں کے درمیان ٹھہرو ,اور دیکھو!دشمن کے اتنے قریب نہ پہنچ جاؤ کہ جیسے کوئی جنگ چھیڑ نا ہی چاہتا ہے اور نہ اتنے دور

jabir.abbas@yahoo.com

ہٹ کر رہو جیسے کوئی لڑائی سے خوفزدہ ہو اس وقت تک کہ جب تک میرا حکم تم تک پہنچے اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ ان کی عداو ت تمہیں اس پر آمادہ کردے کہ تم حق کی دعوت دینے اور ان پر حجت تمام کرنے سے پہلے ان سے جنگ کرنے لگو.

13 مکتوب فوج کے دو 2سرداروں کے نام:

میں نے مالک ابن حارث اشتر کو تم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر امیر مقرر کیا ہے .لہٰذا ان کے فرمان کی پیرو ی کرو ,اور انہیں اپنے لیے زرہ اور ڈھال سمجھو .کیونکہ وہ ان لوگو ں میں سے ہیں جن سے کمزوری ولغزش کا اور جہاں جلدی کرنا تقاضا ئے ہوشمندی ہو وہاں سستی کا ,اورجہاں ڈھیل کرنا مناسب ہو وہاں جلد بازی کا اندیشہ نہیں ہے.

جب حضرت نے زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کے ماتحت بارہ ہرا ول دستہ شام کی جانب روانہ کیا تو راستہ میں سو رالروم کے نزدیک ابو الاعور سلمیٰ سے مڈ بھیڑ ہوئی جو شامیوں کے دستہ کے ساتھ وہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اور ان دونوں نے حارث ابن جمہان کے ہاتھ ایک خط بھیج کر حضرت کو اس کی اطلاع دی جس پر آپ نے ہراول دستے پر مالک ابن حارث اشتر کو سپہ سالار بنا کر روانہ کیا اور ان دونوں کو اطلاع دینے کے لیے یہ خط تحریر فرمایا .اس میں جن مختصر اور جامع الفاظ میں مالک اشتر کی توصیف فرمائی ہے . اس سے مالک اشتر کی عقل و فراست ,ہمت و جرات اور فنون حرب

jabir.abbas@yahoo.com

میں تجربہ و مہارت اوران کی شخصی عظمت و اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے.

14 ہدایت صفین میں دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو ہدایت فرمائی:

جب تک وہ پہل نہ کریں تم ان سے جنگ نہ کرنا کیونکہ تم بحمدلله دلیل و حجت رکھتے ہو اور تمہارا انہیں چھوڑ دینا کہ وہ ہی پہل کریں .یہ ان پر دوسری حجت ہو گی .خبردار جب دشمن (منہ کی کھا کر)میدان چھوڑ بھاگے تو کسی پیٹھ پھیرانے والے کو قتل نہ کرنا کسی نے دست و پا پر ہاتھ نہ اٹھا نا .کسی زخمی کی جان نہ لینا اور عورتوں کو اذیت پہنچا کر نہ ستانا .چاہے وہ تمہاری عزت و آبرو پر گا لیوں کے ساتھ حملہ کریں .اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں کیونکہ ان کی قوتیں ان کی جانیں اور ان کی عقلیں کمزور و ضعیف ہوتی ہیں ہم (پیغمبر کے زمانہ میں بھی)مامور تھے .کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں .حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں .اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اس کو اور اس کے بعد کی پشتوں کو مطعون کیا جاتا تھا.

امیرالمومنین علیہ السلام اورمعاویہ کے درمیان جوجنگ و قتال کی صور ت رونما ہوئی ,اس کی تما م تر ذمہ داری معاویہ پر عائد ہوتی ہے .اس لیے کہ اس نے آپ پر خون عثمان کا غلط الزام لگاکر جنگ کے لیے قدم اٹھایا .حالانکہ یہ حقیقت اس سے مخفی نہ تھی .کہ قتل عثمان کے کیا وجوہ ہیں اور کن کے ہاتھ سے وہ قتل ہوئے.مگر اسے جنگ و جدل کا موقع بہم پہنچائے بغیر چونکہ اپنے مقصد میں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اس لیے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے اس نے جنگ چھیڑ دی جو سراسر جارحانہ تھی اور جسے کسی صورت سے جواز کے حدود میں نہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

لایا جاسکتا کیونکہ امام بر حق کے خلاف بغاوت و سرکشی باتفاق امت حرام ہے چنانچہ امام نووی نے تحریر کیا ہے .

حکومت کے معاملات میں فرمانرواؤں سے ٹکر نہ لو اور نہ ان اعتراضات کرو .البتہ تم کو ان میں کوئی ایسی برائی نظر آئے کہ جو پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہو اور تم جانتے ہو کہ وہ اصول اسلام کے خلاف ہے تو اسے ان کے لیے برا سمجھو اورجہاں بھی تم ہو صحیح صحیح بات کہو .لیکن ان پر خروج کرنا باجماع مسلمین حرام ہے.

جو شخص اس امام بر حق پر خروج کرے جس پر جماعت نے اتفاق کرلیا ہو وہ خارجی کہلائے گا .چاہے یہ خر و ج صحابہ کے دور میں آئمہ راشدین پر ہو چاہے ان کے بعد ان کے تابعین پر .(کتا ب الملل و النحل --35ؐ)

اس میں کو ئی شک و شبہ نہیں کہ معاویہ کا اقدام بغاوت و سر کشی کا نتیجہ تھا اور باغی کے ظلم و عدوان کو روکنے کے لیے تلوار اٹھانا کسی طرح آئین امن پسند ی و صلح جوئی کے خلاف نہیں سمجھا جا سکتا .بلکہ یہ مظلوم کا ایک قدرتی حق ہے اور اگر اسے ا س حق سے محروم کر دیا جائے تو دنیا میں ظلم و استبداد کی رو ک تھا م اور حقوق کی حفاظت کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے اسی لیے قدرت نے باغی کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے .چنانچہ ارشاد الہی ہے :

ان میں سے اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم اس زیادتی کرنے والی جماعت سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم خد ا کی طرف پلٹ آئے.

یہ پہلی حجت تھی جس کی طرف حضرت علیہ السلام نے کہہ کر اشارہ کیا ہے .مگر اس حجت کے تمام ہونے کے باوجود حضرت نے اپنی فوج کو ہاتھ اٹھانے اور لڑائی میں پہلی کرنے سے رو ک دیا .کیونکہ آپ علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ آپ کی طرف سے پہلی نہ ہو ,اور وہ صرف دفاع میں تلوار اٹھائیں .چنانچہ جب آپ کی صلح و امن کی کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اوردشمن نے جنگ کے لیے قدم اٹھا دیا, تو یہ ان پر دوسر ی حجت تھی جس کے بعد حضرت کے آمادہ جنگ ہونے پر نہ کو ئی حرف گیری کی جاسکتی ہے ,اور نہ آپ پر جارحانہ اقدام عائد کیا جاسکتا ہے .بلکہ یہ ظلم و تعدی کی طغیانیوں کو روکنے کے لیے ایک ایسا فریضہ تھا جسے آپ کو انجا م دینا ہی چاہیے تھا ,اور جس کی اللہ سبحانہ، نے کھلے لفظوں میں اجازت دی ہے .چنانچہ ارشاد الہی ہے .

جو شخص تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو ,جیسی اس نے کی ہے .اور اللہ سے ڈرو اور اس بات کو جانے رہو کہ اللہ پرہیز گاروں کاساتھی ہے .

اس کے علاوہ امیرالمومنین علیہ السلام سے صف آرا ہونا پیغمبر سے صف آرا ہوناہے .جیسا کہ حدیث نبوی کہ اے علی علیہ السلام ! تم سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ کرنا ہے .اس کی شاہد ہے تو اس صورت میں جو سزا پیغمر سے جدال و قتال کرنے والے کے لیے ہوگی .وہی سزا امیرالمومنین علیہ السلام سے جنگ و پیکار کرنے والے کے لیے ہونا چاہیے .اور پیغمبر سے محاذ جنگ قائم کرنے والے کی سزا قدرت نے یہ تجویز کی ہے .

جو لو گ اللہ اور اس کے رسول جنگ پر آمادہ ہوں اور زمین میں فساد پھیلانے کے لیے تگ و دور کرتے ہوں ان کی سزا یہ ہے کہ یا تو قتل کردیئے جائیں یا انہیں سولی دی جائے یا ان کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسر ی طرف کا پاؤں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

کاٹ دیا جائے یا انہیں جلاوطن کردیاجائے یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخر ت میں تو ان کے لیے بڑا عذاب ہے ہی.

اس کے بعد حضرت نے جو جنگ کے سلسلہ میں ہدایات فرمائے ہیں کہ کسی بھاگنے والے ہتھیار ڈال دینے والے اور زخمی ہو نے والے پرہاتھ نہ اٹھایا جائے .وہ اخلاقی اعتبار سے اس قدر بلند ہیں کہ انہیں اخلاقی قدروں کا اعلیٰ نمونہ اور اسلامی جنگوں کا بلند معیار قراردیا جاسکتا ہے اور یہ ہدایات صرف قول تک محدو د نہ تھے بلکہ حضرت ان کی پوری پابندی کرتے تھے اور دوسروں کو بھی سختی سے ان کی پابندی کا حکم دیتے تھے ا ور کسی موقع پر بھاگنے والے کا تعاقب اور لمبے دست و پاپر حملہ اور عورتوں پر سختی گوارانہ کرتے تھے .یہاں تک کہ جمل کے میدان میں کہ جہاں فوج مخالف کی باگ ڈور ہی ایک عورت کے ہاتھ میں تھی ,آپ نے اپنے اصول کو نہیں بدلا بلکہ دشمن کی شکست و ہزیمت کے بعد اپنی بلند کرداری کا ثبوت دیتے ہوئے ام المومنین علیہ السلام کو حفاظت کے ساتھ مدینہ پہنچا دیا ,اور اگر آپ کے بجائے دوسرا ہوتا تو وہ وہی سزا تجویزکرتاجو اس نوعیت کے اقدام کی ہو نا چاہیے. چنانچہ ابن الحدید نے تحریر کیا ہے.

جو انہوں نے حضرت کے ساتھ برتاؤ کیااگر ایسا ہی حضر ت عمر کے ساتھ کرتیں اور ان کے خلاف رعیت میں بغاوت پھیلاتیں تو وہ ان پر قابو پانے کے بعد انہیں قتل کردیتے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے .مگر امیرالمومنین علیہ السلام بہت بردبار اور بلند نفس تھے

.

15 ہدایت جب لڑنے کے لیے دشمن کے سامنے آتے تھے تو بار گاہ الہی میں عرض کرتے تھے .

بارالہاٰ !دل تیری طر ف کھنچ رہے ہیں اور گردنیں تیری طرف اٹھ رہی ہیں ,آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں قدم حرکت میں آچکے ہیں اوربدن لاغر پڑ چکے ہیں .

بارالہاٰ ! چھپی ہوئی عداوتیں ابھر آئیں ہیں اور کینہ و عناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں.

خداوند!ہم تجھ سے اپنے نبی کے نظر ون سے اوجھل ہوجانے ,اپنے دشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑ جا نے کا شکوہ کرتے ہیں.

jabir.abbas@yahoo.com

پرور دگار !تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

16 ہدایت جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے :

وہ پسائی کہ جس کے بعد پلٹنا ہو ,اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنا جس کے بعد حملہ مقصود ہو ,تمہیں گراں نہ گزرے ,تلواروں کا حق ادا کردو اور پہلوؤں کے بل گرنے سے والے (دشمنوں)کے لیے میدان تیاررکھو .سخت نیزہ لگا نے اورتلواروں کا بھرپور ہاتھ چلانے کے لیے اپنے کوآمادہ کرو .آوازوں کو دبالو کہ اس سے بوداپن قریب نہیں پھٹکتا .

اس ذات کی قسم !جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا .یہ لوگ اسلا م میں کفر کو چھپائے رکھا تھا .اب جب کہ یارو مددگار مل گئے تو اسے ظاہر کردیا.

jabir.abbas@yahoo.com

17 مکتوب معاویہ کے خط کے جواب میں !

تمہارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کردوں ,تو میں آج وہ چیز تمہیں دینے سے رہا کہ جس سے کل انکار کر چکا ہوں اور تمہار ا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھا ڈالا ہے اور آخر ی سانسوں کے علاو ہ اس میں کچھ نہیدرہا ,تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے جیسے حق نے کھایا ہے وہ جنت کو سدھاراہے اور جسے باطل نے لقمہ

بنایاہے وہ دوزخ میں جاپڑا ہے رہا یہ دعوی' کے ہم فن جنگ اور
کثرت تعداد میں برابر سرابر کے ہیں تو یاد رکھو تم شک میں اتنے
سرگرم عمل نہیں ہوسکتے جتنامیں یقین پرقائم رہ سکتا ہوں اور
اہل شام دنیا پر اتنے مر مٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخر ت پر جان
دینے والے ہیںتمہارا یہ کہنا کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں تو ہم بھی
ایسے ہی ہیں .مگر امیہ ہاشم کے حرب عبدالمطلب کے اور ابو سفیان
ابو طالب کے برابر نہیں ہیں.(فتح مکہ کے بعد)چھوڑ دیا جانے والا
مہاجر کا ہم مرتبہ نہیں .اورالگ سے نتھی کیا ہو اروشن و پاکیزہ
نسبت والے کی مانند نہیں اور غلط کا ر حق کے پرستار کا ہم پلہ نہیں
.اور منافق مومن کا ہم درجہ نہیںہے .کتنی بری نسل وہ نسل ہے جو
جہنم میں گر جانے والے اسلاف کی ہی پیروی کررہی ہے .

پھر اس کے بعد ہمیں نبوت کا بھی شرف حاصل ہے کہ جس کے
ذریعے ہم نے طاقتور کو کمزور ,اور پست کو بلند و بالا کردیا اور
جب اللہ نے عرب کو اپنے دین میں جوق درجوق داخل کیا اور امت
اپنی خوشی سے یا ناخوشی سے اسلام لے آئی تو تم وہ لوگ تھے کہ
جو لالچ اور ڈر سے اسلام لائے اس وقت کہ جب سبقت کرنے والے
سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اوّلین فضل وشرف کو لے
جاچکے تھے.

(سنو)شیطان کا اپنے میں ساجھا نہ رکھو اور نہ اسے اپنے اوپر
چھاجانے دو .

jabir.abbas@yahoo.com

#1جنگ صفین کے دوران میں معاویہ نے چاہا کہ حضرت سے دوبارہ شام کا علاقہ طلب کرے اورکو ئی ایسی چال
چلے جس سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے .چنانچہ اس نے عمرو ابن عاص سے ا س سلسلہ میں مشورہ لیا .مگر
اس نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اے معاویہ !ذرا سوچو کہ تمہاری ا س تحریر کا علی ابن ابی طالب پر کیا اثر

ہوسکتا ہے اور وہ تمہارے ورغلانے سے کیسے فریب میں آجائیں گے جس پر معاویہ نے کہا کہ ہم عبدمنا ف کی اولاد ہیں .مجھ میں اورعلی علیہ السلام میں فرق ہی کیا ہے کہ وہ مجھ سے بازی لے جائیں اور میں انہیں فریب دینے میں کامیاب نہ ہوسکوں .عمرو نے کہا کہ اگر ایسا ہی خیال ہے تو پھر لکھ دیکھو .چنانچہ اس نے حضرتکی طرف ایک خط لکھا جس میں شام کا مطالبہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ نحن بنو عبد مناف لیس لبعضنا علٰی بعض فضل .ہم سب عبد منا ف کی اولاد ہیںاور ہم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری نہیں ہے .تو حضرت نے اس کے جواب میں یہ نامہ تحریر فرمایااور اپنے اسلاف کے پہلو بہ پہلو اس کے اسلاف کا تذکرہ کر کے اس کے دعوٰی ہمپائیگی کو باطل قرار دیا .اگرچہ دونوں کی اصل ایک اوردونوں کی سلسلہ نسب عبدمناف تک منتہی ہوتا ہے .مگر عبد شمس کی اولاد تہذیبی و اخلاقی برائیوں کا سرچشمہ اورشرک و ظلم میں مبتلا تھی اور ہاشم کاگھرانہ خدائے واحد کا پر ستار اور بت پرستی سے کنارہ کش تھا .لہٰذ ا ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی شاخوں میں اگر پھول بھی ہوں اور کانٹے بھی تو ا س سے دونوں کو ایک سطح پر قرار نہیں دیا جاسکتا .چنانچہ یہ امر کسی صراحت کا محتاج نہیں کہ امیہ اور ہاشم , حرب اور عبدالمطلب ابو سفیان اور ابو طالب کسی اعتبار سے ہمپایہ نہ تھے جس سے نہ کسی مورخ کو انکار ہے اور نہ کسی سیرت نگا ر کو بلکہ اس جوا ب کے بعد معاویہ کو بھی اس کی تردید میں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوسکی . کیونکہ اس واضح حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا کہ عبد مناف کے بعد حضرت ہاشم ہی وہ تھے جو قریش میں امتیازی وجاہت کے مالک تھے اور خانہ کعبہ کے اہم ترین عہدوں میں سے سقا یہ (حاجیوں کے لیے کھانے پینے کا سامان فراہم کرنا) اور رفادہ(حاجیوں کی مالی امانت کا انتظام کرنا) انہیں سے متعلق تھا چنانچہ حج کے موقع پر قافلوںکے قافلے آپ کے ہاں اتر ے اور آپ اس خوش اسلوبی سے فرائض انجام دیتے کہ آپ کے سر چشمے جو دو سخا سے سیرا ب ہونے والے مدتوں آپ کی مدح وتحسین میں رطب اللسان رہتے .

اسی عالی حوصلہ و بلند ہمت باپ کے چشم و چراغ عبدالمطلب تھے سید السبطحائ تھا جو نسل ابراہیمی کے شر ف کے وارث اور قریش کی عظمت و سرداری کے مالک تھے اور ابراہہ کے سامنے جس عالی ہمتی وبلند نگاہ کا مظاہر ہ کیا وہ آپ کی تاریخ کا تا بناک باب ہے بہر صورت آپ ہاشم کے تا ج کا آویزہ اورعبدمناف کے گھرانے کا روشن ستارہ تھے .انما عبدمنا ف جو ھر .زین الجوھر عبد المطلب عبد منا ف ایک موتی تھے ,مگرا س پر جلا کر نے والے عبدالمطلب تھے .

حضرت عبد المطلب کے فرزند حضرت ابو طالب تھے جن کی آغوش یتیم عبداللہ کا گہوارہ اور رسالت کی تربیت گا ہ تھی . جنہوں نے پیغمبر کو اپنے سایہ میں پراوان چڑ ھایا اور دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر ان کی حفاظت کرتے رہے ان جلیل القدر افراد کے مقابلہ میں ابو سفیان ,حرب اور امیہ کو لانا اور ان کا ہم رتبہ خیا ل کر نا ایسا ہی ہے جیسے نور کی ضو پاشیوں سے آنکھ بند کر کے اسے ظلمت کا ہم پلہ سمجھ لینا

اس نسلی تفریق کے بعد دوسری چیز وجہ فضیلت یہ ہجرت کی ہے کہ آپ ہجرت کر نے والوں میں سے ہیں اورمعاویہ ہے طلیق اسے کہا جاتا ہے جسے پیغمبر نے فتح مکہ کے موقع پرچھوڑ دیا تھا .چنانچہ جب پیغمبر فاتحانہ طور پر مکہ میں وارد ہوئے تو قریش سے پوچھا کہ تمہارا میرے متعلق کیا خیا ل ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کروں گا .

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سب نے کہا کہ ہم کریم ابن کریم بھلائی ہی کے امید وار ہیں .جس پر آنحضرت نے فرمایا کہ جاؤ تم طلقا ئ ہو .یعنی تم تھے تو اس قابل کے تمہیںغلام بنا کر رکھا جاتا .مگرتم پر احسان کر تے ہوئے تمہیں چھوڑ دیا جاتا ہے .ان طلقا ئ میں معاویہ اور ابوسفیان بھی تھے .چنانچہ شیخ محمدعبدہ نے اس مکتوب کے حواشی میں تحریر کیا ہے کہ:

ابو سفیان اور معاویہ دونوں طلقا ئ (آزاد کردہ لوگوں)میں سے تھے .

تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا نسب واضح اور روشن ہے جس میں کہیں کوئی شبہ نہیں .ا س کے برعکس معاویہ کے لیے لفظ لصیق استعمال کیا ہے اور اہل لغت نے یصیق کے معنی الدعی الملصق بغیرا بیہ کے کئے ہیں .یعنی وہ جو اپنے با پ کے علاوہ دوسروں سے منسوب ہو .چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا شبہ امیہ کے متعلق کیاجاتا ہے کہ وہ عبدشمس کا بیٹا تھا یا اس کا غلا م جو صرف ا س کی تربیت کی وجہ سے اس کا بیٹا کہلانے لگاتھا .چنانچہ علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں کامل بہائی سے نقل کیا ہے :

امیہ عبدشمس کا ایک رومی غلام تھا .جب انہوں نے اس کو ہوشیار اور بافہم پایا تو اسے آزاد کر دیا ,اور اپنا بیٹا بنا لیا جس کی وجہ سے اسے امیہ ابن عبد شمس کہا جانے لگا جیسا کہ آیت اترنے سے قبل لوگ زید کو زید ابن محمد کہا کرتے تھے .

اموی سلسلہ نسب میں دوسرا شبہ یہ ہو تا ہے کہ حرب جسے فرزند امیہ کہا جا تا ہے وہ اس کا واقعی بیٹا تھا یا پر ورده غلام تھا .چنانچہ ابن ابی الحدید نے ابو الفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی سے نقل کیا ہے کہ:

معاویہ نے ماہر انساب دعبل سے دریافت کیا کہ تم نے عبدالمطلب کو دیکھا ہے -?کہا کہ ہاں ! پوچھا تم نے اسے کیسا پایا ?کہا کہ وہ باوقار ,خو ب رو اور روشن جبین انسان تھے اور ان کے چہرے پر نورنبوت کی درخشند گی تھی . معاویہ نے کہ اکہ کیا امیہ کو بھی دیکھا ہے .کہا کہ ہاں اسے بھی دیکھا ہے پو چھا کہ اس کو کیسا پایا ?کہا کہ کمزور جسم ,خمیدہ قامت اورآنکھوں سے نابینا تھا .اس کے آگے آگے اس کا غلام ذکوان ہوتا تھا .جو اس کو لیے لیے پھرتا تھا .معاویہ نے کہاکہ وہ تو اس کا بیٹا ابو عمر(حرب) تھا .اس نے کہا تم لوگ ایسا کہتے ہو .مگر قریش تو بس یہ جانتے ہیں کہ وہ اس کاغلام تھا .

اس سلسلہ میں تیسرا شبہ خود معاویہ کے متعلق ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے :

(معاویہ کی والدہ) ہند مکہ میں فسق و فجور کی بد نام زندگی گزارتی تھی اور مخشری نے ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ معاویہ کو چار آدمیوں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا جویہ ہیں .مسافر ابن ابی عمرو ,عمارہ ابن ولید ابن مغیرہ , عباس ابن عبد المطلب اور صباح.

چوتھی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ حق کے پر ستار ہیں اورمعاویہ باطل کا پر ستار اور یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ معاویہ کی پوری زندگی حق پوشی و باطل کو شی میں گزری اور کسی مرحلہ پر بھی اس کا قدم حق کی جانب اٹھتا ہو ا نظر نہیں آتا .

jabir.abbas@yahoo.com

پانچویں فضیلت یه پیش کی گئی ہے که آپ مومن ہیں اور معاویه مفسد و منافق اور جس طرح حضرت کے ایمان میں کو ئی شبه نہیں کیا جاسکتا اسی طرح معاویه کی مفسد ابگیزی و نفاق پر وری میں بھی کو ئی شبه نہیں ہو سکتا . چنانچه امیرالمومنین علیه السلام نے اس کے نفاق کوواضح طور سے اس سے پہلے خطبه میں ان لفظو ں میں بیان کیا ہے : یه لو گ ایمان نہیں لائے تھے بلکه اطاعت کرلی تھی اور دلوں میں بھی کفر کو چھپائے رکھاتھا .اب جبکه یارو مدد گار مل گئے تو اسے ظاہر کر دیا .

18 مکتوب والی بصرہ عبدالله ابن عباس کے نام :

تمہیں معلوم ہو نا چاہیے که بصرہ وہ جگه ہے جہا ں شیطان اترتا ہے اور جتنے سر اٹھاتے ہیں .یہاں کے باشند وں کو حسن سلوک سے خو ش رکھو ,اور ان کے دلوں سے خو ف کی گرہیں کھول دو .مجھے یه اطلا ع ملی ہے که تم بنیتمیم سے درشتی کے ساتھ پیش آتے ہو ,اور ان پر سختی روا رکھتے ہو .بنی تمیم تو وہ ہیں که جب بھی ان کا کو ئی ستارہ ڈوبتا ہے ,تو ا س کی جگه دوسرا ابھرتا ہے ,اور جاہلیت اور اسلام میں کوئی ان سے جنگ جو ئی میں بڑھ نه سکا.اور پھر انہیں ہم سے قرابت کا لگا ؤ اور عزیز داری کا تعلق بھی ہے که اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور اس کا لحاظ نه کریںگے تو گنہگا رہوں گے .دیکھو ابن عباس !خدا تم پر رحم کرے.(رعیت کے بارے میں)تمہار ے ہاتھ اور زبان سے جو اچھائی اور برائی ہونے والی ہو ,اس میں جلدبازی نه کیا کرو .کیونکه ہم دونوں اس (ذمه داری) میں برابر کے شریک ہیں .تمہیں اس حسن ظن کے مطابق ثابت ہو نا چاہیے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے بارے میں میری رائے غلط ثابت نه ہونا چاہیے .والسلام!

jabir.abbas@yahoo.com

طلحه و زبیر کے بصره پہنچنے کے بعد بنی تمیم ہی وه تھے جو انتقام عثمان کی تحریک میں سر گرمی سے حصه لےنے والے اور اس فتنه کو ہوا دینے میں پیش پیش تھے .اس لیے جب عبدالله ابن عباس بصره کے عامل مقرر ہوئے تو انہوں نے ان کی بدعہدی وعداوت کو دیکھتے ہوئے انہیں برے سلوک ہی کا مستحق سمجھا او ایک حد تک ان کے ساتھ سختی کا برتاؤبھی کیا .مگر اس قبیله میں کچھ لوگ امیرالمومنین علیه السلام کے مخلص شیعه بھی تھے .انہوں نے جب ابن عباس کا اپنے قبیلے کے ساتھ یه رویه دیکھا ,تو حارثه ابن قدامه کے ہاتھ ایک خط حضرت کی خدمت میں تحریر کیا جس میں ابن عباس کے متشددانه رویه کی شکایت کی .جس پر حضرت نے ابن عباس کو یه خط تحریر کیا جس میں انہیں اپنی روش کے بدلنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کی ہدایت فرمائی ہے اور انہیں اس قرابت کی طرف متوجه کیا ہے جو بنی ہاشم و بنی تمیم میں پائی جاتی ہے .اور وه یه ہے که بنیہاشم و بنیتمیم سلسله نسب میں الیاس ابن مضر پر ایک ہو جاتے ہیں .کیونکه مدر که ابن الیاس کی اولاد سے ہاشم ہیں اورطانجه ابن الیا س کی اولاد سے تمیم تھا .

jabir.abbas@yahoo.com

19 مکتوب ایک عامل کے نام :

تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہاری سختی ,سنگدلی تحقیر آمیز بر تا ؤ اور تشد دکے رویه کی شکایت کی ہے میں نے غور کیا تو وه شرک کی وجه سے اس قابل تو نظر نہیںآتے که انہیں نزدیک کر لیا جائے .اور معاہده کی بنا پر انہیں دور پھینکا اور دھتکارا بھی نہیں

جاسکتا . لہٰذا ان کے لیے نرمی کا ایسا شعار اختیار کرو جس میں کہیں نرمی برتو اورقرب وبعد اور نزدیکی و دوری کو سمو کر بین بین راستہ اختیار کرو .انشاء اللہ

یہ لو گ مجوسی تھے اس لیے حضرت کے عامل کارویہ ان کے ساتھ ویسا نہ تھا جو عام مسلمانوں کے ساتھ تھا جس سے متاثر ہوکر ان لوگو ں نے امیرالمومنین علیہ السلام کو شکایت کا خط لکھا اور اپنے حکمران کے تشدد کا شکوہ کیا جس کے جواب میں حضرت نے اپنے عامل کو تحریر فرمایا کہ وہ ان سے ایسا برتاؤ کریں کہ جس میں نہ تشدد ہو اور نہ اتنی نرمی کہ وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاکر شر انگیزی پراترآئیں کیونکہ انہیں پوری ڈھیل دے دی جائے تو وہ حکومت کے خلا ف ریشہ دوانیوں میں کھو جاتے ہیں اور کو ئی نہ کوئی فتنہ کھڑا کر کے ملک کے نظم و نسق میں دوڑے اٹکاتے ہیں اورپوری طرح سختی و تشدد کا بر تاؤ اس لیے روا نہیںرکھا جاسکتا کہ وہ رعایا میں شمار ہوتے ہیں اوراس اعتبار سے ان کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا

jabir.abbas@yahoo.com

20 مکتوب زیاد ابن ابیہ کے نام :

جب کہ عبداللہ ابن عباس بصرہ ,نواحی ہوا زاور فارس و کرمان پرحکمران تھے اور یہ بصرہ میں ان کا قائم مقام تھا .

میں اللہ کی سچی قسم کھا تا ہوں کہ اگر مجھے یہ پتہ چل گیا کہ تم نے مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتے ہوئے کسی چھوٹی یا بڑی

چیزمیں ہیر پھیر کیا ہے .تو یاد رکھو کہ میں ایسی مار ماروں گا کہ جو تمہیں تہی دست ,بوجھل پیٹھ والا اور بے آبرو کرکے چھوڑ ے گی والسلام!.

21 مکتوب زیاد ابن ابیہ کے نام!

میانہ روی اختیار کرتے ہوتے فضول خرچی سے باز آؤ ,آج کے دن کل کو بھول نہ جاؤ .صرف ضرورت بھر کے لیے مال روک کر باقی محتاجی کے دن کے لیے آگے بڑھاؤ.

کیا تم یہ آس لگا ئے بیٹھے ہو کہ اللہ تمہیں عجز و انکساری کرنے والوں کا اجر دے گا ?حالانکہ تم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو . اور یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لیے قرار دے گا .حالانکہ تم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو اور بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کر رکھا ہے .انسان اپنے ہی کئے کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے گا .والسلام!

jabir.abbas@yahoo.com

22 مکتوب عبداللہ ابن عباس کے نام :

عبداللہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ میں اس نے کلام سے حاصل کیا ہے ,اتنا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے بعد کسی کلام سے حاصل نہیں کیا .

انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں.یہ خوشی اورغم بیکار ہے .تمہاری خوشی صرف آ خرت کی حاصل کی ہو ئی

چیز وں پر ہونی چاہیے اور اس میں کو ئی چیز جاتی رہے اس پر رنج ہونا چاہیے اور جو چیز دنیا سے پالو ,اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پر بیقرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگوبلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہیے .

23 وصیت جب ابن ملجم نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگا ئی تو انتقال سے کچھ پہلے آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا :

تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرنا ,ان دونوں ستونوں کو قائم کئے رہنا .اوران دونوں چراغوں کو روشن رکھنا .بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑدیا .میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے (سراپا)عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دوںگا .اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہو گا .اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے .اگر معاف کردوں تو یہ میرے لیے رضائے الہی کا باعث ہے اور تمہارے لیے بھی نیکی ہو گی .کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے.خد اکی قسم

jabir.abbas@yahoo.com

یہ موت کاناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اسے نا پسند جانتا ہوں اور نہ یہ ایسا سانحہ ہے کہ میں اسے برا جانتا ہوں.میر ی مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے ہی چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کی مانند ہو ں جو مقصد کو پالے ,اورجو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکو کوروں کے لیے بہتر ہے .

سید رضی کہتے ہیں کہ اس کلام کا کچھ حصہ خطبات میں گزر چکا ہے .مگر یہاں کچھ اضافہ تھا جس کی وجہ سے دوبار ہ درج کرنا ضروری ہوا.

24 وصیت حضرت کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہو گا.....

اسے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا

یہ وہ ہے جو خد اکے بندے امیرالمومنین علی ابن ابی طالب نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے تاکہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے.

اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے .حسن ابن علی علیہ السلام اس کے متولی ہوں گے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور امور خیر میں صرف کریں گے .اگر حسن علیہ السلام کو کچھ ہو جائے اور حسین علیہ السلام زندہ ہوں ,تو وہ ان کے بعد اس کو سنبھال لیں گے .اور انہی کی راہ پر چلائیں گے . علی علیہ السلام کے اوقاف میں جتنا حصہ فرزندان علی علیہ السلام کا ہے اتنا ہی اولاد

jabir.abbas@yahoo.com

فاطمه علیه السلام کا ہے .بیشک میں نے صرف الله کی رضا مندی رسول کے تقرب ,ان کی عزت و حرمت کے اعزاز اوران کی قرابت کے احترام کے پیش نظر ا س کی تولیت فاطمه علیه السلام کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے اور جو اس جائداد کا متولی ہواس پریه پابند ی عائد ہوگی که وہ مال کو اس کی اصلی حالت پر رہنے دے اور اس کے پھلوں کو ان مصارف میں جن کے متعلق ہدایت کی گئی ہے تصرف میں لائے اور یه که وہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نه کرے .یہاں تک که ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسر ا ہو جائے اور وہ کنیزیں جو میر ے تصرف میں ان میں سے جس کی گود میں بچه یا پیٹ میں ہے تو وہ بچے کے حق میں روک لی جائے گی اور اس کے حصه میں شما ر ہو گی .پھر اگر بچه مر بھی جائے اور وہ زندہ ہو ,تو بھی وہ آزاد ہوگی . اس سے غلامی چھٹ گئی ہے اور آزادی اسے حاصل ہو چکی ہے .

سید رضی فرماتے ہیں که اس وصیت میں حضرت علیه السلام کا ارشاد ان لا یبیع من نخلھادویه میں دویه کے معنی کھجور کے چھوٹے درخت کے ہیں اور اس کی جمع و دی آتی اور آپ کا یه ارشا د حتی تشکل ارضھا غراسا (زمین درختوں کے جم جانے سے مشتبه ہو جائے) اس سے مرادیه ہے که جب زمین کھجوروں کے پیڑ کثر ت سے اگ آتے ہیں تو دیکھنے والے نے جس صور ت میں اسے پہلے دیکھا تھا ,اب دوسر ی صورت میں دیکھنے کی وجه سے اسے اشتباہ ہو جائے گا ,اور دوسر ی زمین خیال کرے گا .

امیرالمومنین علیه السلام کی زندگی ایک مزدو ر اور کاشتکار کی زندگی تھی.چنانچه آپ دوسر وں کے کھیتوں میں کا م کرتے اور بنجر اور افتادہ زمینوں میں آب رسانی کے وسائل مہیا کرکے انہیں آباد و کاشت کے قابل بنا کر ان میں باغات لگاتے اور چونکه یه زمینیں آپ کی آباد کردہ ہوتی تھیں اس لیے آپ کی ملکیت میں داخل تھیں .مگرآپ نے کبھی مال پر نظر نه کی اور ان زمینوں کو وقف قرار دے کر اپنے حقوق ملکیت کو اٹھا لیا .البته پیغمبر کا لحاظ کرتے ہوئے ان اوقاف کی تولیت یکے بعد دیگرے امام حسن اور امام حسین علیہماالسلام کے سپرد کی .لیکن ان حقوق میں کو ئی امتیاز گوارانہیں کیا ,بلکه دوسری اولاد کی طرح انہیں بھی صرف اتنا حق دیا که وہ گزارے بھر کا لے سکتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

.اور بقیه عامه مسلمین کے مفاد اور امور خیر میں صرف کرنے کا حکم دیا .چنانچه ابن ابی الحدید تحریر کرتے ہیں .

سب کو معلوم ہے که امیرالمومنین علیه السلام نے مدینه اور ینبع اور سویعه میں بہت سے چشمے کھود کر نکالے اور بہت سی افتادہ زمینوں کو آبا د کیا, اور پھر ان سے اپنا قبضه اٹھالیا اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا, اور وہ اس حالت میں دنیا سے اٹھے که کوئی چیز آپ کی ملکیت میں نه تھی .

25 وصیت جن کارندوں کو زکوۃ و صدقات کی وصولی پر مقرر فرمایا

جن کارندوں کو زکوۃ و صدقات کے وصول کرنے پر مقرر کرتے تھے ان کے لیے یه ہدایت نامه تحریر فرماتے تھے اور ہم نے اس کے چند ٹکڑے یہاں پر ا س لیے درج کئے ہیں که معلوم ہو جائے که آپ ہمیشه حق کے ستون کھڑے کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے اور پوشیدہ امور میں عدل کے نمونے قائم فرماتے تھے.

الله وعدہ، لاشریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہو, اور دیکھو ! کسی مسلمان کو خوفزدہ نه کرنااور ا س(کے املاک)پراس طرح سے نه گزرنا که اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں الله کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نه لینا .جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگو ں کے گھر وں میں گھسنے کی بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جاکر اترنا پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا یہاں تک که جب ان میں جاکر کھڑے ہوجاؤ.تو ان پر سلام کرنا اور کہنا که اے الله کے بندو !مجھے الله کے ولی اور اس کے خلیفه نے تمہارے پاس بھیجا ہے .اگر تمہارے مال میں الله کا کو ئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں لہٰذا تمہارے مال میں الله کا کو ئی واجب الادا حق ہے که جسے الله کے ولی تک پہنچاؤ اگر کوئی اگر کوئی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دھر ا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا ہاںکہے ,تو اسے ڈرا ئے دھمکائے یا اس پر سختی و تشدد کے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یاچاندی (درہم ودینار)وہ دے لے لینا اوراگر اس کے پاس گائے ,بکر ی یا اونٹ ہو ں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوناکیونکہ ان میں زیادہ حصہ تو اسی کا ہے .اور جب (اجازت کے بعد)ان تک جاناتو یہ انداز اختیارنہ کرنا کہ جیسے تمہیں اس پر تشدد کرنے کا حق حاصل ہے دیکھو نہ کسی جانور کو بھڑکانا ,نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویہ سے مالک کو رنجیدہ نہ کرنا .جتنا مال ہو اس کے دو حصے کر دینا اور مالک کو یہ اختیا ردینا(کہ وہ جونسا حصہ چاہے)پسند کرلے اور جب وہ کو ئی سا حصہ منتخب کر لے تو اس کے انتخاب سے تعرض نہ کرنا.پھر بقیہ حصے کے دو حصے کر دینا اور مالک کو اختیار دینا (کہ جو حصہ چاہے لے لے)اور جب وہ ایک حصہ منتخب کر لے تو اس کے انتخاب پر معترض نہ ہونا ,یونہی ایسا ہی کرتے رہنا یہاں تک کہ بس اتنارہ جائے جتنے سے اس مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ پورا ہوجائے تو اسے بس تم اپنے قبضہ میں کرلینا اوراس پربھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کرکے دوبار ہ انتخاب کرناچاہے تو اسے اس کا موقع دو اور دونوں حصوں کو ملا کر پھر نئے سرے سے وہی کرو جس طرح پہلے کیا تھا .یہاں تک کہ اس کے مال سے اللہ کاحق لے لو.ہاں دیکھو! کوئی بوڑھا بالکل پھو نس اونٹ اور جس کی کمر شکستہ یا پیر ٹوٹا ہو ا ہو , یابیماری کا مارا ہو ا ہو یا عیب دار ہو ,نہ لینا اور انہیں کسی ایسے شخص کی امانت میں سونپنا جس کی دینداری پرتم کو اعتماد ہو کہ جو مسلمانوں کے مال کی نگہداشت کر تاہو ا ان کے امیر تک

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہنچا دے تاکہ وہ اس مال کو مسلمانوں میں بانٹ دے .کسی ایسے ہی شخص کے سپرد کرنا جو خیر خوا ہ خدا ترس, امانتدار اور نگران ہو کہ نہ تو ان پر سختی کرے, اور نہ دوڑا دوڑا کر انہیں لاغر و خستہ کرے, نہ انہیں تھکا مارے اور نہ تعب و مشقت میں ڈالے .پھر جو کچھ تمہارے پاس جمع ہو اسے جلدسے جلد ہماری طرف بھیجتے رہنا تاکہ ہم جہا ں جہاں اللہ کا حکم ہے اسے کا م میں لائیں جب تمہا ر اامین اس مال کو اپنی تحویل میں لے لے تو اسے فہمائش کرنا تاکہ وہ اونٹنی اور اس کے دودھ پیتے بچے کوالگ الگ نہ رکھے اور نہ اس کا سارے کا سارا دودھ وہ لیا کرے کہ بچے کے لیے ضرر رسانی کا باعث بن جائے اور ا س پر سواری کرکے اسے ہلکا ن نہ کرڈالے .اس میں اور اس کے ساتھ کی دوسری اونٹنیوں میں (سواری کرنے اور دوہنے میں) انصاف ومساوات سے کام لے تھکے ماندے اونٹ کو سستانے کا موقع دے, اورجس کے گھر گھس گئے ہوں یا پیر لنگ کرنے لگے ہوں اسے آہستگی اور نرمی سے لے چلے اور ان کی گزر گاہوں میں جو تالاب پڑیں وہاں انہیںپانی پینے کے لیے اتارے اور زمین کی ہریا لی سے ان کا رخ موڑ کر (بے آب و گیاہ)راستوں پر نہ لے چلے اور وقتاً فوقتاًانہیں راحت پہنچاتا رہے اور جہاں تھوڑا بہت پانی یاگھاس سبزہ ہو انہیں کچھ دیر کے لیے مہلت دے تاکہ جب وہ ہمارے پاس پہنچیں تو وہ بحکم خدا موٹے تازے ہوں اوران کی ہڈیوں کا گودا بڑھ چکا ہو,وہ تھکے ماندے اور خستہ حال نہ ہو ں تاکہ ہم اللہ کی کتا ب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں تقسیم کریں .بیشک یہ تمہارے لیے بڑے ثواب کاباعث اورمنزل ہدایت تک پہنچنے کاذریعہ ہو گا .انشاء اللہ.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

26 مکتوب ایک کارندے کے نام کہ جسے زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لیے بھیجا تھا یہ عہدنامہ تحریر فرمایا:

میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ و ہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموںمیں اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اس کے ما سوا کوئی نگران ہے اور انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ظاہر میں اللہ کا کوئی ایسا فرمان بجا نہ لائیں کہ ان کے چھپے ہوئے اعمال اس سے مختلف ہوں .اور جس شخص کا باطن و ظاہر اور کردار و گفتار مختلف نہ ہو ,اس نے امانتداری کا فرض انجام دے دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص سے کا م لیا .

اور میں انہیں حکم دیت اہوں کہ وہ لوگو ں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں ,اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رخی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوٰۃ و صدقات کے برآمد کرنے میں معین و مدد گار ہیں.

یہ معلوم ہے کہ اس زکوٰ ۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اورجانا پہچانا ہو احق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لو گ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں تو تم بھی ان کا حق پورا پورا اداکرو .نہیں تو یاد رکھو کہ روزقیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوںگے ,اور وائے بدبختیاس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر ,نادار , سائل ,دھتکارے ہوئے لوگ قرضدار اور (بے خرچ)مسافر ہوں .یاد رکھو !کہ جوشخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہو ئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے

jabir.abbas@yahoo.com

دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے, تو اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواریوں میں ڈالا, اور آخر ت میں بھی رسوا و ذلیل ہو گا.سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے اور سب سے بڑی فریب کاری پیشوا ئے دین کو دغا دینا ہے .والسلام!

27 عہدنامہ محمد ابن ابی بکر کے نا م جب انہیں مصر کی حکومت سپرد کی :

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا, ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا, کشادہ روئی سے پیش آنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا تاکہ بڑے لوگ تم سے اپنی ناحق طرف داری کی امید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ عدل و انصاف سے ان (بڑوں) کے مقابلہ میں ناامید نہ ہوجائیں.کیونکہ اے اللہ کے بندو!اللہ تمہارے چھوٹے,بڑے , کھلے,ڈھکے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا, اور اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے تو یہ تمہارے خود ظلم کانتیجہ ہے, اوراگر وہ معاف کردے تو و ہ اس کے کرم کا تقاضا ہے .

خدا کے بندو!تمہیں جاننا چاہیے کہ پرہیز گاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے .وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے, مگر دنیا دار ان کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے .وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر چلتے رہے اور اچھے سے اچھا کھا یا اور اس طرح وہ تمام چیزوں سے بہرہ یا ب ہوئے جوعیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا .پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سر وسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ

jabir.abbas@yahoo.com

ہوئے .انہو ںنے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی .اور یہ
یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ ان کی کو
ئی آواز ٹھکرائی جائے گی ,نہ ان کے خط و نصیب میں کمی ہو
گی .تو اللہ کے بندو !موت اور اس کی آمد سے ڈرو ,اوراس کے لیے
سروسامان فراہم کرو .وہ آئے گی اور ایک بڑے حادثے اور عظیم
سانحے کے ساتھ آئے گی .جس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہو گی کہ
برائی کا کبھی اس میں گزر نہ ہوگا .یا ایسی برائی ہو گی جس
میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا .کون ہے ?جو جنت کے کام
کرنے والے سے زیادہ جنت کے قریب ہو اور کون ہے جو دوزخ کے
کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو? تم وہ شکار ہو .جس
کا موت پیچھا کئے ہو ئے ہے .اگر تم ٹھہرے رہو گے جب بھی تمہیں
گرفت میں لے لے گی اوراگر اس سے بھاگو گے جب بھی وہ تمہیں
پالے گی و ہ تو تمہارے سایہ سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے .
موت تمہاری پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر باندھ دی گئی ہے اور
دنیا تمہارے عقب سے تہہ کی جارہی ہے .لہذا جہنم کی اس آگ سے
ڈرو جس کا گہراؤ دور تک چلاگیا ہے جس کی تپش بے پناہ ہے
اورجس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے .وہ ایسا گھر ہے جس
میں رحم وکرم کاسوال ہی نہیں نہ اس میں کو ئی فریاد سنی جاتی
ہے اور نہ کرب و اذیت سے چھٹکارا ملتا ہے .اگر یہ کر سکو کہ تم
اللہ کا زیادہ سے زیادہ خوف بھی رکھو اور اس سے اچھی امید بھی
وابستہ رکھو ,تو ان دونوں باتوں کو اپنے اند ر جمع کر لو ,کیونکہ
بندے کو اپنے پروردگار سے اتنی ہی امید بھی ہوتی ہے جتنا کہ اس کا
ڈر ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ اللہ سے امید رکھتا ہے وہی سب
سے زیادہ خائف بھی ہوتا ہے .

jabir.abbas@yahoo.com

اے محمد ابن ابی بکر !ا س بات کو جان لو کہ میں نے تمہیں مصر والوں پر کہ جو میری سب سے بڑی سپاہ ہیں, حکمران بنایا ہے .اب تم سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نفس کی خلاف ورزی کرنا ,اور اپنے دین کے لیے سینہ سپر رہنا اگرچہ تمہیں زمانہ میں ایک ہی گھڑی کا موقع حاصل ہو اور مخلوقات میں سے کسی کو خوش کرنے کے لیے اللہ کو ناراض نہ کرنا کیونکہ اوروں کا عوض تو اللہ میں مل سکتا ہے مگراللہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا .نماز کو اس کے مقررہ وقت پرادا کرنا اور فرصت ہونے کی وجہ سے قبل از وقت نہ پڑھ لینا,اوریاد رکھو !کہ تمہارا ہر عمل نماز کے تابع ہے .

اس عہد نامہ کا ایک حصہ یہ ہے :ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا پیغمبر کا دوست اور پیغمبر کا دشمن برابر نہیں ہوسکتے .مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے,اور نہ مشرک سے .کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے)حفاظت کرے گا ,اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل وخوار کرے گا .(کہ کو ئی اس کی بات پر کان نہ دھر ے گا)بلکہ مجھے تمہارے لیے ہراس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق ,اور زبان سے عالم ہے ,کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتے وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو .

28 مکتوب معاویہ کے نام :

یہ مکتوب امیرالمومنین علیہ السلام کے بہترین مکتوبات میں سے ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمہارا خط پہنچا ,تم نے اس میں یہ ذکر کیاہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا ,اور تائیدو نصرت کرنے والے ساتھیوں کے ذریعہ ان کوقوت و توانائی بخشی.زمانہ نے تمہارے عجائبات پر اب تک پردہ ہی ڈالے رکھا تھا جو یوں ظاہر ہو رہے ہیں کہ تم ہمیں ہی خبر دے رہے ہو ,ان احسانات کی جو خود ہمیں پر ہوئے ہیں اور اس نعمت کی جو ہمارے رسول کے ذریعہ سے ہمیں پر ہوئی ہے اس طرح تم ویسے ٹھہرے جیسے ہجر کی طرف کھجوریں لاد کر لے جانے والا یا اپنے استاد کو تیز اندازی کے مقابلے کی دعوت دینے والا .تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں اورفلاں (ابو بکر و عمر)ہیں .یہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر صحیح ہو تو تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں اورغلط ہو تو اس سے تمہارا کو ئی نقصان نہیں ہو گا .اور بھلاکہاں تم او کہاںیہ بحث کون افضل ہے اورکون غیر افضل ہے اور کون غیر افضل ,اور کون حاکم ہے اور کون رعایا ! بھلا آزاد کردہ لوگوں اور ان کے بیٹوں کو یہ حق کہا ں سے ہو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز کرنے ان کے درجے ٹھہرانے اوران کے طبقے پہچنوانے بیٹھیں .کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے اورکسی معاملہ میں وہ فیصلہ کرنے بیٹھے جس کے خود خلاف .بہر حال اس میں فیصلہ ہونا ہے.اے شخص,تو اپنے پیروں کے رنگ کو دیکھتے ہوئے اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں اور اپنی کو تہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں پیچھے ہٹ کر رکتا وہیں جہاں قضا ئ قدر کا فیصلہ تجھے پیچھے ہٹا چکا ہے.آخر تجھے کسی مغلوب کی شکست ہے ا و رکسی فاتح کی کامرانی سے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سرو کار ہی کیا ہے ؟تمہیں معلوم محسوس ہو نا چاہیے کہ تم حیرت
و سرگشتگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اور راہ راست سے منحر ف
ہو آخر تم نہیں دیکھتے ا ور یہ میں جو کہتا ہو ں تمہیں کوئی
اطلاع دینا نہیں ہے ,بلکہ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا ہے مہاجرین و
انصا ر کا ایک گروہ خدا کی راہ میں شہید ہوا ,اور سب کے لیے
فضیلت کا ایک درجہ ہے .مگر جب ہم میں سے شہید نے جام شہادت
پیا ,تو اسے سید الشہدا کہا گیا اور پیغمبر نے صر ف اسے یہ
خصوصیت بخشی کہ اس کی نماز جنازہ میں ستر تکبیریں کہیں اور
کیا نہیں دیکھتے کہ بہت سے لوگو ں کے ہاتھ خدا کی راہ میں کاٹے
گئے اورہرایک کے لیے ایک حد تک فضیلت رکھی گئی مگر جب
ہمار ے آدمی کے لیے یہی ہو ا جو اوروں کے ساتھ ہوچکاتھا تو اسے
الطیار فی الجنہ(جنت میں پرواز کرنے والا)اور ذولجناحین (دو پروں
والا)کہا گیا اور اگر خدا وند عالم نے خود ستائی سے روکا نہ ہوتا تو
بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا
اعتراف کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کر
نا چاہتے .ایسوں کا ذکر کیوں کرو جن کا تیر نشانوں سے خطا کر نے
والا ہے .ہم وہ ہیں جو براہ راست اللہ سے نعمتیں لے کر پروان چڑھتے
ہیں اور دوسرے ہمارے احسان پروردہ ہیں .ہم نے اپنی نسلاًبعد نسل
چلی آنے والی عزت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود
کوئی خیا ل نہ کیا ,اورتم سے میل جول رکھا ,اوربرابر والوں کی
طرح رشتے دیئے لیے حالانکہ تم اس منزلت پر نہ تھے اور ہو کیسے
سکتے ہو جب کہ ہم میں نبی اور تم میں جھٹلانے والا ہم میں
اسداللہ اور تم میں اسد الاحلاف ہم میں دو سرداران جوانان جنت
اور تم میں جہنمی لڑکے ہم میں سردار زنان عالمیان ,اورتم میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

حمالته الحطب اور ایسی ہی بہت باتیں جو ہماری اور تمہاری پستی کی آئینہ دار ہیں .

چنانچہ ہمار ا ظہور اسلام کے بعد کا دور بھی وہ ہے جس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دور کا بھی ہمارا امتیاز ناقابل انکار ہے اور اس کے بعد جو رہ جائے ,وہ اللہ کی کتاب جامع الفاظ میں ہمارے لیے بتا دیتی ہے ارشاد الہی ہے .قرابت دارآپس میں ایک دوسرے کے زیاد ہ حقدار ہیں .دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے :ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ حق دار و لوگ تھے جو ان کے پیروکار تھے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے .تو ہمیں قرابت کی وجہ سے دوسروں پرفوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمار احق فائق ہے اورسقیفہ کے دن جب مہاجرین نے رسول کی قرابت کو استدلال میں پیش کیا تو انصا ر کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے تو ان کی کامیابی اگر قرابت کی وجہ سے تھی تو پھر یہ خلافت ہمارا حق ہے نہ کہ ان کا اور اگر استحقاق کا کچھ اور معیا ر ہے تو انصا ر کا دعوی' اپنے مقام پر برقرار رہتا ہے اور تم نے یہ خیال کیا ظاہر کیا ہے کہ میں نے سب خلفائ پرحسدکیا اور ان کے خلاف شورشیں کھڑی کیں .اگرایسا ہی ہے تو اس سے میں تمہار ا کیا بگاڑا ہے کہ تم سے معذرت کروں (بقول شاعر)

»یہ ایسی خطا ہے جس سے تم پرکوئی حرف نہیںآتا «

اور تم نے لکھا ہے کہ مجھے بیعتکے لیے کیوں کھینچ کر لایا جاتا تھا جس طرح نکیل پڑے اونٹ کو کھینچا جاتا ہے تو خالق کی ہستی کی قسم !تم اترے تو برائی کرنے پر تھے ,کہ تعریف کرنے لگے .چاہا تو یہ تھا کہ مجھے رسوا کرو کہ خود ہی رسوا ہوگئے .بھلا مسلمان آدمی

jabir.abbas@yahoo.com

کے لیے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو جب کہ وہ نہ اپنے دین میں شک کرتا ہو ,نہ اس کا یقین -ڈانواڈول ہو .اور میری اس دلیل کا تعلق اگرچہ دوسروں سے ہے مگر جتنا بیان یہاں مناسب تھا تم سے کردیا .

پھر تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو وہاں اس مین تمہیں حق پہنچتا ہے کہ تمہیں جواب دیا جائے کیونکہ تمہاری ان سے قرابت ہوتی ہے .اچھا تو پھر (سچ سچ)بتاؤ کہ ہم دونوں میں ان کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا ,اور ان کے قتل کا سروسامان کرنے والا کو ن تھا وہ کہ جس نے اپنی امداد کی پیش کش کی اور انہوں نے اسے بٹھا دیا اور روک دیا ,یا وہ کہ جس سے انہوں نے مدد چاہی اور وہ ٹال گیا .اور ان کے لیے موت کے اسباب مہیا کئے .یہان تک کہ ان کے مقدر کی موت نے انہیں آگھیرا ہرگز نہیں !خدا کی قسم !(وہ پہلا زیادہ دشمن ہرگز قرار نہیں پاسکتا).اللہ ان لوگو ں کو خوب جانتا ہے جو جنگ سے دوسروں کو روکنے والے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہنے والے ہیں کہ آؤ ہماری طرف آؤ ,اور خود بھی جنگ کے موقع پر برائے نام ٹھہرتے ہیں بیشک میں اس چیز کے لیے معذرت کرنے کوتیا ر نہیں ہوں کہ میں ان کی بعض بدعتوں کو ناپسند کرتا تھا . اگر میری خطا یہی ہے کہ میں انہیں صحیح راہ دکھاتا تھا اورہدایت کرتا تھا ,تو اکثر ناکردہ گناہ ملامتوں کا نشانہ بن جایا کرتے ہیں اور کبھی 2#نصیحت کرنے والے کوبدگمانی کا مرکز بن جانا پڑتا ہے .میں نے تو جہاں تک بن پڑا یہی چاہا کہ اصلاح حال ہوجائے اور مجھے توفیق حاصل ہونا ہے تو صرف اللہ سے .اسی پرمیرا بھروسا ہے اوراسی سے لو لگا تا ہوں.

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تم نے مجھے لکھا ہے کہ »میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے تمہارے پا
س بس تلوار ہے «.یہ کہہ کر تو تم روتوں کو بھی ہنسانے لگے .بھلا یہ
تو بتاؤ کہ تم نے اولاد عبدالمطلب کو کب دشمن سے پیٹھ پھراتے
ہوئے پایا, اور کب تلواروں سے خوفزدہ ہوتے ہوئے دیکھا .(اگر یہی
ارادہ ہے تو پھر بقول شاعر)تھوڑی 3#دیر دم لو کہ حمل میدان جنگ
میں پہنچ لے .عنقریب جسے تم طلب کررہے ہو, وہ خود تمہاری
تلاش میں نکل کھڑا ہوگااور جسے دور سمجھ رہے ہو وہ قریب
پہنچے گا .میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور اچھے طریقے سے
ان کے نقش قدم پرچلنے والے تابعین کا لشکر جرار لے کر عنقریب اڑتا
ہوا آرہا ہو ں .ایسا لشکر کہ جس میں بے پناہ ہجوم اور پھیلا ہو ا
گردوغبار ہوگا.وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوںگے .ہر ملاقات سے
زیادہ انہیں لقائے پروردگار محبوب ہوگی .ان کے ساتھ شہدائے بدر
کی اولاد اور ہاشمی تلواریں ہوں گی کہ جن کی تیز دھار کی کاٹ
تم اپنے ماموں بھائی نانا اور کنبہ والوں میں دیکھ چکے ہو وہ
ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہیں.

jabir.abbas@yahoo.com

#1امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ مکتوب معاویہ کے اس خط کے جواب میں ہے جو ا س نے ابو امامہ باہلی کے ہاتھ حضرت کے پاس کوفہ بھیجا تھا اور اس میں بعض ان باتوں کا بھی جواب ہے جو اس نے ابو مسلم خولانی کے ہاتھ بھجوائے ہوئے خط میں تحریر کی تھیں .

معاویہ نے ابو امامہ کے خط میں بعثت پیغمبر اور ان کے وحی و رسالت پر فائز ہونے کا تذکر ہ کچھ اس انداز میں کیا کہ گویا یہ کوچیزیں امیرالمومنین علیہ السلام کے لیے انجانی اوران سمجھی ہیں .اور آپ اس کے بتانے اور سمجھانے کے محتاج ہیں .یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اجنبی گھروالوں کو ان کے گھر کا نقشہ بتا نے بیٹھے اور اب کی دیکھی بھالی ہوئی چیز وں سے آگا ہ کرنے لگے چنانچہ حضرت نے اس کی روش پر تعجب کرتے ہوئے اسے اس شخص کے مانند قرار دیا جو ہجر کی طرف کھجوریں لاد کر لے گیا تھا, حالانکہ خود ہجر میں بڑی کثر ت سے کھجور پیدا ہوتی تھی:

یہ ایک مثل ہے کہ جو ایسے موقع پر استعمال ہوتی ہے جہاں کوئی اپنے سے زیادہ جاننے والے اور واقف کار کو بتانے بیٹھ جائے اس مثل کا واقعہ یہ ہے کہ ہجر سے کہ جو بحرین کے نزدیک ایک شہر ایک شخص بصرہ میں خریدو فروخت کے لیے آیا اور مال فروخت کرنے کے بعد جب خریدنے کے لیے بازار کا جائزہ لیا ,تو کھجوروں کے علاوہ اسے کوئی چیز ارزاں نظر نہ آئی لہٰذا اس نے کھجوروں ہی کے خریدنے کا فیصلہ کیا .اورجب کھجوریں لاد کر ہجر پہنچا تو وہاں کی کثر ت و ارزانی کی وجہ سے اس کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ فی الحال انہیں ذخیرہ کرکے رکھ د ے اور جب ان کابھاؤ چڑھے تو انہیں فروخت کرے.مگر ان کا بھاؤدن بدن گھٹتا گیا یہاں تک کہ اس انتظار میں وہ تمام گل سڑ گئیں اور اس کے پلے گٹھلیوں کے علاوہ کچھ نہ پڑ ا .بہر حال معاویہ نے پیغمبرکے مبعوث برسالت ہوبے کا تذکرہ کرنے کے بعد خلفائے ثلاثہ کے محامد و فضائل اور ان کے مراتب و مدارج پ راپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا:

صحابہ میں سب سے افضل اور اللہ اور مسلمانوں کے نزدیک سب سے رفیع المنزلت خلیفہ اوّل تھے جنہوں نے سب کو ایک آواز پر جمع کیا .انتشار کو مٹایا اور اہل روہ سے جنگ و قتال کیا .ان کے بعد خلیفہ ثانی کا درجہ ہے جنہوں نے فتوحات حاصل کیں ,شہروں کو آباد کیا اور مشرکین کی گردنوںکو ذلیل کیا .پھر خلیفہ ثالث کا درجہ ہے جو مظلوم و ستم رسیدہ تھے انہوں نے ملت کو فروغ دیا,اور کلمہ ئحق پھیلایا:

معاویہ کے اس ساز بے آہنگ کے چھیڑنے کا مقصد یہ تھا کہ و ہ ان باتوں سے آپ کے احساسات کو مجروح اور جذبات کو مشتعل کرکے آپ کے قلم یا زبان سے ایسی بات اگلوائے کہ جس سے اصحاب ثلاثہ کی مذمت و تنقیص ہو تی ہو اور پھر اسے اچھا ل کر شام و عراق کے باشندوں کو آپ کے خلاف بھڑکا ئے .اگرچہ وہ اہل شام کے ذہنوں میں پہلے یہ بٹھا چکا تھا کہ علی ابن ابی طالب نے عثمان کے خلاف لوگوں کو اکسایا ,طلحہ و زبیر کوقتل کرایا ,ام المومنین علیہ السلام کو گھر سے بے گھر کیا اور ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا ,اور وہ اصل واقعات سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ان بے بنیاد باتوں پر یقین کئے بیٹھے تھے.پھر بھی محاذ اختلاف کو مضبوط کرنے کے لیے اس نے ضروری سمجھا کہ انہیں یہ ذہن نشین کرائے کہ حضرت اصحاب ثلاثہ کی فضیلت سے انکاری اور ان سے دشمنی و عناد رکھتے ہیں اور سند میں آپ کی تحریر کو پیش کر ے اور اس کے ذریعہ سے اہل عراق کو بھی ور غلائے کیونکہ ان کی کثرت ان خلفا ئ کے ماحول سے متاثر اور ان کی فضیلت و برتری کی قائل تھی .مگر

امیر لمو منین علیہ السلام نے اس کے مقصد کو بھانپ کر ایسا جواب دیا کہ جس سے اس کی زبان میں گرہ لگ جائے اور کسی کے سامنے اسے پیش کرنے کی جرات نہ کرسکے .چنانچہ اس کی اسلام دشمنی اور مجبوری اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے اس کی پست مرتبگی کو ظاہر کرتے ہوئے اسے اپنی حد پرٹھہرنے کی ہدایت کی ہے .اور ان مہاجرین کے درجات مقرر کرنے اور ان کے طبقات پہچنوانے سے متنبہ کیا ہے کہ جواس مقابلہ میں اس لحا ظ سے بہر صورت فوقیت رکھتے تھے کہ انہوں نے ہجرت میں پیش قدمی کی اور یہ چونکہ طلیق وآزادکردہ ,مہاجرین سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھتا تھا اس لیے مسئلہ زیر بحث میں اس کی حیثیت وہی قرار دی ہے جو جوئے کے تیروں میں نقلی تیر کی ہوتی ہے اور یہ ایک مثل ہے جو ایسے موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے ,جہاں کو ئی شخص ایسے لوگوں پر فخر کرے کہ جن سے اس کا کوئی لگاؤ نہ ہو .رہا اس کا یہ دعویٰ کہ فلاںاورفلاںافضل ہیں تو حضرت نے لفظ زَعَمتَ سے واضح

کر دیا کہ یہ اس کا ذاتی خیا ل ہے.جسے حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں , کیونکہ یہ لفظ اسی موقع پراستعمال ہوتی ہے جہاں کسی غلط اور خلاف واقع چیز کا ادعا کیا جائے:-

اس دعوائے افضلیت کو زعم باطل قرار دینے کے بعد بنی ہاشم کے ان خصوصیات و امتیازات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو دوسروں مقابلہ میں ان کے کمالات کی بلند حیثیت کو نمایا ں کرتے ہیں.چنانچہ جن لوگو ں نے پیغمبر کے ساتھ شریک ہو کر شہادت کا شرف حاصل کیا .انہوں نے بلند سے بلند درجات پائے .مگر حسن کارکردگی کی وجہ سے جو امتیاز حضرت حمزہ کو حاصل ہوا ,وہ دوسروں کو حاصل نہ ہوسکا چنانچہ پیغمبر نے انہیں سید الشہدا ئ کے لقب سے یاد کیا .اور چودہ مرتبہ ان پر نماز جنازہ پڑھی کہ جس سے تکبیروں کی مجموعی تعداد ستر تک پہنچ گئی . اس طرح مختلف جنگوں میں مجاہدین کے ہاتھ قطع ہو ئے .چنانچہ جنگ بدر میں حبیب ابن یسا ف اور معاذابن جبل کے اور جنگ احد میں عمرو ابن جموح سلمی ؑ اور عبیداللہ ابن عتیک کے ہاتھ کاٹے گئے مگر جب جنگ موتہ میں حضرت جعفر ابن ابی طالب کے ہاتھ قطع ہوئے تو پیغمبر نے انہیںیہ خصوصیت بخشی کہ انہیں الطیار فی الجنہ اور ذوالجناحین کے لقب سے یاد کیا .بنی ہاشم کے امتیاز خصوصی کے بعد اپنے فضائل و کمالات کی طرف اشارہ کی اہے کہ جن سے تاریخ و حدیث کے دامن چھلک رہے ہیں ارو جن کی صحت شک و شبہات سے آلودہ نہ ہو سکی .چنانچہ محدثین کا قول ہے .

جتنی قابل وثوق ذرائع سے علی ابن ابی طالب کی فضیلت میں احادیث وارد ہوئی ہیں .پیغمبر کے صحابہ میں سے کسی ایک کے بار ے میں بھی نہیں آئیں.

ان فضائل مخصوصہ اہل بیت میں سے ایک اہم فضیلت یہ ہے .جس کی طر ف ان لفظوں میں اشارہ کیا ہے کہ نحن صنائع اللہ والناس بعد صنائع لنا.یہ وہ معراج فضیلت ہے کہ جس کی بلندیوں تک بلندسے بلند شخصیت کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی اور ہر منزلت اس کے سامنے پست و سر نگوں نظرآتی ہے .چنانچہ ابن ابی الحدید اس جملہ کی عظمت و رفعت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے معانی و مطالب کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ کسی بشرکااحسان نہیں بلکہ خداوند عالم نے ہمیں تمام نعمتیں براہ راست دی ہیں اور ہمارے اور اللہ کے درمیان کوئی واسطہ حائل نہیں ہے اور تمام لو گ ہمارے احسان پرور دہ اور ساختہ و پرواختہ ہیں اورہم اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں.یہ ایک عظیم منزلت اورجلیل مقام ہے .ان الفاظ کا ظاہر مفہوم وہی ہے جو تمہارے گوش گذار ہوچکا ہے .لیکن ان کے باطنی معنی یہ ہیںکہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور تمام لو گ ہمارے بند ے اور حلقہ بگوش ہیں.

لہٰذا جب یہ فیضان الہی کی منزل اوّل اور مخلوق کے لیے سرچشمہ نعمات ٹھہرے تو مخلوقات میں سے کسی کو ان کی سطح پر نہیں لایا جاسکتا اور نہ دوسروں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کے قائم کرنے سے کسی کوان کا ہم پایہ تصور کیا جاسکتا ہے چہ جائیکہ وہ افراد کہ جو ان کےکمالات و خصوصیا ت سے ایک متضا دحیثیت رکھتے ہوںاور ہرموقعہ پر حق و صداقت سے ٹکرانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں .چنانچہ امیرالمومنین علیہ السلام معاویہ کے سامنے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تصویر کے دونوں رخ رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم میں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ,اور جھٹلانے والوں میں پیش پیش تمہارا باپ ابو سفیان تھا .ہم میں سے حضرت حمزہ تھے جنہیں پیغمبرنے اسد اللہ کالقب دیا اور تمہارا نانا عتبہ ابن ربیعہاسد ا لاحلاف ہونے پر نازاں تھا .چنانچہ جب جنگ بدر میں حضر ت حمزہ XRاورعتبہ ابن ربیعہ سامنے ہوئے تو حضرت حمزہ نے کہا .انا حمزۃابن عبدالمطلب اسداللہ واسد رسولہ (میں حمزہ ابن عبد المطلب ہو ں جو اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے)جس پر عتبہ نے کہا .انا اسد الخلفاۓ (میں ہم سوگند جماعت کا شیر ہوں)اوراسد الا حلاف بھ روایت ہوا دہے مقصد اس کا یہ تھا کہ وہ حلف اٹھانے والی جماعت کا سردار تھا اس حلف کا واقعہ یہ ہے کہ جب بنی عبد مناف کو قبائل عرب میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہوئی تو انہوں نے چا ہا کہ بنی عبد الدار کے ہاتھوں میں جو خانہ کعبہ کے منصب ہیں وہ ان سے لے لیے جائیں اور انہیں تمام عہدوں سے الگ کر دیا جائے.اس سلسلہ میں بنی عبد مناف نے بنی اسد ابن عبد العزیٰ ,بنی تمیم ,بنی زہرہ اور بنی حارث کو اپنے ساتھ ملالیا اور باہم عہد و پیمان کیا اوراس عہد کو استوار کر نے کے لیے عطر میں اپنے ہاتھ ڈبو کر حلف اٹھایا کہ وہ ایک دوسرے کی نصرت و امداد کریں گے جس کی وجہ سے یہ قبائل حلفا مطیبین کہلا تے ہیں اور دوسری طرف بنیعبدالدار , بنیمخزوم ,بنی سہم اور بنیعدی نے بھی حلف اٹھایا کہ وہ بنی عبد مناف اور ان کے حلیف قبائل کا مقابلہ کریں گے .یہ قبائل احلاف کہلاتے ہیں.عتبہ نے حلفا ۓ مطیبین کا اپنے کوسردار گمان کیا ہے بعض شارحین نے اس سے ابو سفیان مراد لیا ہے چونکہ ا س جنگ خندق میں رسول سے لڑنے کے لیے مختلف قبائل سے حلف لیا تھا اور بعض نے اس سے اسد ابن عبدالعزیٰ مراد لیا ہے ,لیکن یہ قول چنداں وزن نہیں رکھتا کیونکہ یہاں سے روئے سخن معاویہ سے ہے اور اس سے معاویہ پر کو ئی زد نہیں پڑتی جب کہ بنی عبدمنا ف بھی اس حلف میں شامل تھے.پھر فرماتے ہیں کہ ہم میں سے جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور یہ پیغمبر کی حدیث »الحسن والحسین سید شباب اهل الجنة« کی طرف اشارہ ہے اور تم میں سے جہنمی لڑکے ہیں یہ عتبہ ابن معیط کے لڑکوں کی طرف اشارہ ہے کہ جن کے جہنمی ہونے کی خبر دیتے ہوئے پیغمبر نے عتبہ سے کہا تھا کہ لک ولھم النار (تیرے اور تیرے لڑکوں کے لیے جہنم ہے)پھر فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بہترین زنان عالمیان فاطمة الزہرا علیہ السلام ہیں اور تم میں سے »حمالة الحطب «اس سے معاویہ کی پھوپھی ام جمیل بنت حرب مراد ہے جو کہ ابولہب کے گھر میں تھی .یہ کانٹے جمع کر کے رسول اللہ کی راہ میں بچھایا کرتی تھی قرآن مجید میں ابو لہب کے ساتھ اس کا بھی تذکرہ ان لفظوں میں ہے,

وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی لکڑیوں کا بوجھ اٹھا ئے پھر تی ہے .

#2مطلب یہ ہے کہ جو شخص پند و نصیحت میں مبالغہ سے کام لیتا ہے ,تو ا س کے ذاتی اغراض و مقاصد کا لگا ؤ سمجھا جاتا ہے.خواہ وہ نصیحتیں کتنی ہی نیک نیتی اور بے غرضی پرمبنی ہوں .یہ مصر ع ایسے ہی مواقع پر بطور مثال استعمال ہوتا ہے اور پورا شعر اس طرح ہے

رکم سقت فی اٰثا رکم من نصیحة وقد یستفید الظنة المتنصح

#3یہ مصرع حمل ابن بدر کا ہے اور پور ا شعر اس طرح ہے #

jabir.abbas@yahoo.com

لبث قلیلا یلحق اهیجآئ حمل   ما احسن الموت اذا الموت نزل

»تھوڑی دیر بعد دم تو لو کہ حمل میدان جنگ میں پہنچ لے موت کے وارد ہونے کے وقت کتنی حسین و دلکش ہوتی ہے«.

اس کا واقعہ ہے کہ مالک ابن زبیر نے حمل کو جنگ کی دھمکی دی جس کے جو اب میں اس نے یہ شعر پڑھا اور پھر مالک پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا .جب مالک کے بھائی نے یہ دیکھا تو اس نے قصاص میں حمل اور اس کے بھائی حذیفہ کو مار دیا چنانچہ اس نے اپنے اس شعر میں اس کا ذکر کیا ہے .

شفیت النفس من حمل ابن بدر   وسیفی من حذیفه قد شفانی

میں نے حمل ابن بدر سے بدلہ لیکر اپنے نفس کا اضطراب دور کیا
اور میری تلوار نے حذیفہ کو قتل کر کے مجھے تسکین دی

29 مکتوب اہل بصرہ کی طرف :

تمہاری تفرقہ پروازی وشورش انگیزی کی جو حالت تھی اس کو تم خود سمجھ سکتے ہو ,لیکن میں نے تمہارے مجرموں سے درگزر کیا پیٹھ پھر انے والوں کے لیے میں نے ہاتھ پھیلادیئے اب اگر پھر تباہ کن اقدامات اور کج فہمیوں سے پیدا ہونے والے سفیہانہ خیالا ت نے تمہیں عہد شکنی اور میری مخالفت کی راہ پر ڈالا ,تو سن لو ! کہ میں نے اپنے گھوڑوں کو قریب کرلیا ہے اور اونٹوں پر پالان کس لیے ہیں اورتم نے مجھے حرکت کرنے پر مجبور کر دیا ہے ,تو تم میں اس طرح معرکہ آرائی کروں گا کہ اس کے سامنے جنگ جمل کی حقیقت بس یہ رہ جائے گی جیسے کوئی زبان سے کوئی چیز چاٹ لے پھر بھی جو تم میں فرماں بردار ہیں .ان کے فضل و شرف اورخیر خواہی کر نے والے کے حق کو میں پہچانتا ہوں ,اور میرے یہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ مجرموں کے ساتھ بے گناہ اور عہد شکنوں کے ساتھ

jabir.abbas@yahoo.com

وفادار بھی لپیٹ میں آجائیں .

30 مکتوب معاویہ کے نام :

جو دنیا کا سازوسامان تمہارے پاس ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو,اور اس کے حق کو پیش نظر رکھو ان حقوق کو پہچانو جن سے لاعلمی میں تمہارا کو ئی عذر سنا نہ جائے گا .کیونکہ اطاعت کے لیے واضح نشان ,روشن راہیں سیدھی شاہراہیں اور ایک منز ل مقصود موجود ہے .عقلمند ودانا ان کی طرف بڑھتے ہیں اورسفلے اور کمینے ان سے کترا جاتے ہیں جو ان سے منہ پھیر لیتا ہے وہ حق سے بے راہ ہوجاتا ہے اور گمراہیوں میں بھٹکنے لگتا ہے اس سے اللہ اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے ,اور اس اپنا پر عذاب نازل کر تا ہے .لہٰذ ا اپنا بچاؤ کر و اللہ نے تمہیں راستہ دکھادیا ہے ,اور و ہ منزل بتا دی ہے کہ جہاں تمہارے معاملات کو پہنچنا ہے تم زیاں کاری کی منزل اورکفر کے مقام کی طرف بگٹٹ دوڑے جارہے ہو .تمہارے نفس نے تمہیں برائیوں میں دھکیل دیا ہے ,اور گمراہیوںمیں جھونک دیا ہے اور مہلکوں میں لا اتارا ہے اور راستوں کو تمہارے لیے دشوار گذار بنا دیا ہے .

31 وصیت نامہ صفین سے پلتتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسن علیہ السلام کے لیے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا:

یہ وصیت ہے اس باپ کی جو فنا ہو نے والا ,اور زمانہ (کی چیرہ

jabir.abbas@yahoo.com

دستیوں)کا اقرار کرنے والا ہے .جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے,اور مرنے والو ں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے .اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کاآرزو مند, جادہ عدم کا راہ سپار,بیماریوں کا ہد ف, زمانہ کے ہاتھ گرو ی .مصیبتوں کا نشانہ, دنیا کا پابند, اور ا سکی فریب کاریوںکا تاجر, موت کا قرضدار, اجل کا قیدی, غموں کا حلیف , حزن وملال کا ساتھی, آفتوں میں مبتلا , نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے .

بعدہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے دنیا کی روگردانی زمانہ کی منہ زوری اور آخر ت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لیے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کو ئی فکر نہ ہو مگر اسی وقت میں کھویا ہواتھا اور میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہشو ں سے منحرف و رو گردان کر دیا اور میرا معاملہ کھل کر میرے سامنے آگیا,اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لا گ صداقت تک پہنچا دیا .

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو ,بلکہ جو میں ہو ں وہی تم ہو ,یہاں تک کہ اگرتم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی اس سے مجھے تمہارا اتناہی خیا ل ہے جتنا اپنا ہو سکتا ہے لہٰذا میں نے یہ وصیت نامہ تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے خوا ہ اس کے بعد میں زند ہ رہوں یا دنیا سے اٹھ جاؤں .

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہناا س کے احکام کی

jabir.abbas@yahoo.com

پابندی کرنا ,اس کے ذکر سے قلب کو آبادرکھنا ,اور اسی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے ?بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو .وعظ و پند سے دل کو زند ہ رکھنا ,اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ یقین سے اسے سہارا دینااورحکمت سے اسے پر نور بنانا موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا.فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا .دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا.گردش روز گا ر سے اسے ڈرانا .گذرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا .تمہارے پہلے والے لوگو ں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا .ان کے گھر وں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا ,اور دیکھنا کہ انہوں نے کیاکچھ کیا ,کہاں سے کوچ کیا ,کہاں اترے اور کہاں ٹھہرے ہیں .دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں ,اور پردیس کے گھر میں جااترے ہیں ,اور وہ وقت دور نیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو .اور اپنی آخر ت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو ,اس کے متعلق بات نہ کر و ,اورجس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ .جس راہ میں بھٹک جانے کااندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھا ؤ ,کیونکہ بھٹکنے کی سر گردانیاں دیکھ کر قدم رو ک لینا خطرات مول لینے سے بہتر ہے .نیکی کی تلقین کرو تاکہ خودبھی اہل خیر میں محسوب ہو .ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو .جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو .خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو .اور ا سکے بارے میں کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو حق جہاں ہو ,سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ.دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو.سختیوںکو جھیل لے جانے

jabir.abbas@yahoo.com

کے خو گر بنو حق کی راہ میں صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے.ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کردو .کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپردکر دو گے . صرف اپنے پروردگار سے سوال کر و ,کیونکہ دینا اور نہ دینابس اسی کے اختیار میں ہے .زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو . میری وصیت کو سمجھو اور اس سے رو گرانی نہ کر و .اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائد ہ رساں نہ ہو اور جس علم کا سیکھنا سزا وار نہ ہو ,اس سے کو ئی فائدہ بھی نہیں اٹھایاجاسکتا .

اے فرزند!جب میں نے دیکھا کہ کا فی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طر ف سبقت کر جائے یا اور د ل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل و رائے بھی کمزور پڑجائے یاوصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہوجائے, یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں ک تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ.کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جا تا ہے اسے قبول کر لیتی ہے .لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسر ی باتوں میں لگ جائے .میں نے تعلیم دینے کے لیے قدم اٹھایا تاکہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے میں آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوچکے ہوجاؤ گے .اور تجربہ و علم کی وہ باتیں (بے تعب و مشقت)تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پرہم مطلع ہوئے اورپھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہوکر تمہار ے سامنے آرہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے .ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں.

اے فرزند!اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں .پھر بھی میں نے ان کی کار گزاریوں کو دیکھا ,ان کے حالات و واقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر و سیاحت کی ,یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں .بلکہ ان سب کے حالات و معلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں ان کے اوّل سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے .چنانچہ میں نے صاف کو گندلے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لیے مخصوص کر رہاہوں.اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لیے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے .اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتناہی خیا ل ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہو نا چاہیے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت اس حالت میں ہو کہ تم نوعمر اور بساط د ہر پرتا زہ وارد ہو ,اور تمہاری نیت کھری اورنفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھاکہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال و حرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسر ی چیزوں کا رخ نہ کروں .لیکن یہ اند یشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگو ں کے عقائد اور مذہبی خیالا ت میں اختلاف ہے ,تم پر اسی طرح مشتبہ ہو گئی ہےں.باوجود یکہ ان غلط

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا .مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لیے مجھے بہتر معلوم ہوا .اس سے تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کردوںجس میں مجھے تمہارے لیے ہلاکت و تباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا .اور صحیح راستے کی رہنما ئی کرے گا .ان وجوہ سے تمہیں وصیت نامہ لکھتاہوں .

بیٹا یاد رکھو ! کہ میری وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابند ی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقوی ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پراکتفا کر و ,اور جس راہ پر تمہارے آباؤ اجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو .کیونکہ جس طرح تم اپنے لیے نظر و فکر کر سکتے ہو انہوں نے اس نظرو فکر میں کو ئی کسر اٹھانہ رکھی تھی .مگر انتہائی غور و فکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا .کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم ہوں .ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم رو ک لیں .لیکن تمہارا نفس اس کے لیے تیا ر نہ ہوکہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا ,ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث و نزاع میں الجھنے کا اور اس فکر و نظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار ہو ,اور اس سے توفیق وتائید کی دعا کرو ,اور ہر اس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچا ؤکہ جو تمہیں شبہ میں ڈال دے ,یا گمراہی میں چھوڑ دے اور جب یہ یقین ہوجائے ک اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

میں اثرلینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیا ر ہے, اور تمہار اذوق و شوق ایک نقطہ پرجم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کر و جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں, لیکن تمہار ے حسب منشا دل کی یکسوئی اور نظرو فکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تم ابھی اس وادی میں شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر ما ر رہے ہو اور جو دین (کی حقیقت) کا طلب گا ر ہو وہ تاریکی میں ہاتھ اپاؤں نہیں مارتا اور نہ غلط مبحث کرتا ہے .اس حالت میں قدم نہ رکھنا اس وادی میں بہتر ہے.

اب ا ے فرزند!میری وصیت کو سمجھو ,اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے ,اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے وہی صحت عطاکرنے والا بھی ہے اور ہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کردیا ہے .نعمتوں کا دینا ابتلاؤآزمائش میں ڈالنا ,اورآخرت میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشعیت میں گزرچکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے توجو چیزاس میں تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو .

کیونکہ جب تم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے ,تو کچھ نہ جانتے تھے بعدمیں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیںکہ جن سے تم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر انہیں جان لیتے ہو لہٰذ ااسی کا دامن تھامو ,جس نے تمہیں پیدا کیا ,اور رزق دیا ,اور ٹھیک ٹھاک بنا یا .اسی کی بس پرستش کر و ,اسی کی طلب ہو اسی کا ڈر ہو .

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اے فرزند !تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہ کی تعلیما ت کو ایسا پیش نہیںکیا, جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے .لہٰذ اان کو بطیبخاطر اپنا پیشوا, اور نجات کا رہبر مانو .میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کو ئی کمی نہیں کی اور تم کوشش کے باوجود اپنے سودو بہبود پر ا س حدتک نظر نہیںکر سکتے جس تک میں تمہارے لیے سوچ سکتا ہوں .

اے فرزند !یقین کرو, کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول نظرآتے, اور اس کی سلطنت و فرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال و صفات بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ ایک اکیلا خدا ہے .جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا .وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا .وہ بغیر کسی نقطہ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے اوربغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے, وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو . جب تم یہ جان چکے تو پھر عمل کرو .ویسا جو تم ایسی مخلوق کو اپنی پست منزلت کم مقدرت اور بڑھی ہوئی عاجزی اور اس کی ناراضگی کے اندیشہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف بہت بڑی احتیاج کے ہوتے ہوئے کرنا چاہیے اس نے تمہیںانہی چیزوں کا حکم دیا ہے جو اچھی ہیں اور انہی چیزوں سے منع کیا ہے جو بری ہیں .

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبر دار کردیا ہے اور آخر ت اور آخر ت والوں کے لیے جو سرو سامان عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کردیا ہے اور ان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں .تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو .جن لوگو ں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے .ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوا اور انہوں نے ایک سر سبز و شاداب مقام اور ایک ترو تازہ و پر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا ,دوستو ں کی جدائی برداشت کی , سفر کی صعوبتیں گوارا کیں اور کھانے کی بد مزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرار گاہ تک پہنچ جائیں .اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کو ئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی .اورجتنا بھی خرچ ہوجائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا .انہیں سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہوتی ہے جوانہیںمنزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کردے اور ا س کے بر خلاف ان لو گوں کی مثال جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا ان لو گوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہوجائیں اور اس جگہ کا رخ کرلیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو .ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا.کہ وہ موجود ہ حالت کو چھوڑ کر ادھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور بہر صورت وہاں جانا ہے .

اے فرزند!اپنے اور دوسر ے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو ,جو اپنے لیے نہیں چاہتے .اسے دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو .جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پرزیادتی نہ ہو یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو ,اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو ,یونہی دوسر وں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے

jabir.abbas@yahoo.com

پیش آؤ .دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو .اسے اپنے میں بھی ہو تو بر اسمجھو اور لوگو ں کے ساتھ جو تمہار ا رویہ ہو , اسی رویہ کو اپنے لیے بھی درست سمجھو .جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ .اگرچہ تمہارے معلومات کم ہوں . دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے سننا گوارا نہیں کرتے . یادرکھو!کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے .روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو .اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو .دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دو ر دراز راستہ ہے جس کے لیے بہترین زاد کی تلاش اور بقد ر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے .لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو .کہ اس کا بار تمہارے لیے وبال جان بن جائے گا .اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اٹھا کر میدان حشر میں پہنچا دیں .اور کل جب کہ تمہیں اس کی ضرور ت پڑے گی,تمہارے حوالے کردیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہوسکے اس کی پشت پر رکھ دو .کیونکہ ہو سکتاہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اورنہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت ,میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کردے گا .تو اسے غنیمت جانو .

یاد رکھو !تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بارآدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہو گا .اور سست رفتا ر تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہو گا

jabir.abbas@yahoo.com

.اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزلت جنت ہو گی یا دوزخ لہٰذا
اترنے سے پہلے جگہ منتخب کرلو ,اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو
ٹھیک ٹھاک کرلو ,کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا
موقع نہ ہو گا .اور نہ دنیا کی طر ف پلٹنے کی کو ئی صورت ہو گی
.یقین رکھو کہ جس کے قبضہ قدرت میں آسمان وزمین کے خزانے
ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے
کا ذمہ لے لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم خود مانگو تاکہ وہ دے رحم
کی درخواست کرو تاکہ وہ رحم کرے . اس نے اپنے اور تمہارے
درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں,نہ تمہیں اس پر
مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لیے لاؤ تب ہی
کام ہو اور تم نے گناہ کئے ہوں ,تواس نے تمہارے لیے تو بہ کی
گنجائش ختم نہیں کی ہے,نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ تو بہ
و انابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا ,وہ کیا
تھا)نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رسوا کیا ہے کہ جہا ں تمہیں
رسوا ہی ہونا چاہیے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبو ل کرنے میں (کڑی
شرطیں لگا کر)تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے .نہ گناہ کے بارے
میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے .اور نہ اپنی رحمت سے
مایوس کرتا ہے .بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی
قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تواسے ایک(برائی)اور نیکی ایک ہو تو
اسے دس (نیکیوں)کے برابر ٹھہرا یا ہے .اس نے تو بہ کا دروازہ کھول
رکھا ہے . جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اورجب بھی
رازونیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو,وہ جان لیتا ہے .تم اسی سے
مرادیں مانگتے ہو اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو .اسی

jabir.abbas@yahoo.com

سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کا موں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دیئے پر اور کو ئی قدرت نہیں .جیسے عمر وں میں درازی جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کاطریقہ بتا یا .اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے در وازوں کو کھلولو .اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو .ہاں بعض اوقات قبو لیت میں دیر ہو تو ا س سے ناامید نہ ہو.اس لیے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو ,اور امید وار کو عطیے اور زیادہ ملیں اورکبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی .مگر دنیا یا آخر ت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کردیا جاتا ہے اس لیے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کرلیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہار ا دین تباہ ہو جائے .لہٰذ ا تمہیں بس وہ چیزیں طلب کرنی چاہیے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو.رہا دنیا کا مال ,تو نہ یہ تمہارے لیے رہے گا اور نہ تم اس کے لیے رہو گے .

یادرکھو!تم آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو نہ کہ دنیا کے لیے ,فنا کے لیے خلق ہوئے ہو ,نہ بقا کے لیے ,موت کے لیے بنے ہو نہ حیات کے لیے ,تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی حصہ ٹھیک نہیںاور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا سازوسامان مہیا کرنے کے لیے ہے .

jabir.abbas@yahoo.com

اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے .تم وہ ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا کتنا ہی کوئی چاہے, اس کے ہاتھ سے نہیں نکل سکتا اور وہ بہرحال اسے پالیتی ہے .لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آجائے جن سے توبہ کے خیالا ت تم دل میں لاتے تھے .مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے .ایسا ہو ا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا .

اے فرزند ۔موت کو اورا س منز ل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یا د رکھنا چاہیے تاکہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سروسامان مکمل اور اس کے لیے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو ,اور وہ اچانک تم پر ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بے دست و پا کردے خبر دار !دنیا داروں کی دنیا پرستی اور ان کی حرص و طمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے . اس لیے کہ اللہ نے اس کا وصف خواب بیان کر دیا ہے اور اپنی برائیوں کو بے نقاب کردیا ہے ,اس (دنیا)کے گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسر ے پر غراتے ہیں . طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے .ان میں سے کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیںاور انجانے راستے پرسوار ہولیے ہیں .یہ دشوار گزار وادیوں میں آفت کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں .نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے نہ کو ئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے .دنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگا یا ہے ,اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کردی ہیں .یہ اس کی گمراہیوں میں

jabir.abbas@yahoo.com

سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں اور اسے ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے .دنیا ان سے کھیل رہی ہے اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور اس کے آگے منزل کو بھولے ہوئے ہیں .

ٹھہرو !اندھیرا چھٹنے دو .گویا (میدان حشر میں)سواریاں اتر ہی پڑی ہیں .تیز قدم چلنے والوں کے لیے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں اور معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص لیل و نہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگرچہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جارہا ہے اور یہ یقین کے ساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزؤں کو پور اکبھی نہیں کرسکتے .اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے ,اور تم بھی اپنے پہلے والو ں کی راہ پر ہو لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے .یہ ضرور ی نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگارہنے والا کامیاب ہی ہو ,اور کدو کاوش میں اعتدا ل سے کام لینے والا محروم ہی رہے .ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو اگرچہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے ,اس کا بدل کو ئی حاصل نہ کر سکو گے دوسروںکے غلام بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے اس بھلائی میں کو ئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو ,اور اس آرام و آرائش میں کو ئی بہتری نہیں جس کے لیے (ذلت کی)دشواریاں جھیلنا پڑیں .

خبر دار !تمہیں طمع وحرص کی تیز رو سواریا ں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لااتار یں .اگر ہوسکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی

jabir.abbas@yahoo.com

قسمت کا پاکر رہو گے .وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں ملے اگرچہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموش کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے . برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہو گی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے ا س کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے یاس کی تلخی سہہ لینا لوگو ں کے سامنے ہاتھ پھیلا نے سے بہتر ہے پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدور ی کرلینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے بہت سے لوگ ایسی چیز کے لیے مثال دیتے ہیں جو ان کے لیے ضرر رساںثابت ہوتی ہے.جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے .سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہوجاؤ گے ,بروں سے بچے رہو گے تو ان (کے اثرات)سے محفوظ رہو گے , بدترین کھانا وہ ہے جوحرام ہو .اور بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور و ناتواں پر کیا جائے .جہاں نرمی سے کام لینا نامناسب ہو وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے .کبھی کبھی دوا بیماری اور بیما ری دوا بن جایا کرتی ہے .کبھی بد خواہ بھلائی کی راہ سوجھا دیا کرتا ہے اور دوست فریب دے جاتا ہے .خبر دار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا ,کیونکہ امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں .تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے فرصت کا موقع غنیمت جانو .قبل اس کے کہ وہ رنج واندوہ کا سبب بن جائے .ہر طلب و سعی کرنے والا مقصد کو پانہیں لیا کرتا ,اور ہر جانے والاپلٹ کر نہیں آیا کرتا .توشہ کا کھو دینا اورعاقبت کا بگاڑ لینا ہی بربادی وتباہ کار ی ہے ہر چیز کا ایک

jabir.abbas@yahoo.com

نتیجه و ثمره ہو ا کرتا ہے.جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم تک پہنچ کر رہے گا . تاجر اپنے کو خطروں میں ڈالا ہی کرتا ہے .کبھی تھوڑا مال مال فراواں سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے,پست طینت مدد گا ر میں کو ئی بھلائی نہیں اور نہ بد گمان دوست میں جب تک زمانه کی سوار ی تمہارے قابو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو .زیادہ امیدمیں اپنے کو خطرے میں نه ڈالو .خبردار !کہیں دشمنی و عناد کی سواریاں تم سے منه زوری نه کرنے لگیں .اپنے کو اپنے بھائی کے لیے اس پر آماده کرو که جب وه دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو, وه منه پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ.وه تمہارے لیے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو ,وه دوری اختیا ر کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو ,وه سختی کرتا رہے اورتم نرمی کرو .وه خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لیے عذر تلاش کرو ,یہاں تک که گویا تم اس کے غلام اور وه تمہارا آقا ئے نعمت ہے .

مگر خبردار یه برتا ؤ بے محل نه ہو ,اور نااہل سے یه رویه اختیار کرو .اپنے دوست کے دشمن کو دوست نه بناؤ .ورنه اس دوست کے دشمن قرارپاؤ گے .دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خوا ه اسے اچھی لگیں یا بری غصه کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ . کیونکه میں نے نتیجه کے لحاظ سے اس سے زیاده خوش و منزه و شیریں گھونٹ نہیں پئے ,جو شخص تم سے سختی کے ساتھ پیش آئے اس سے نرمی کا بر تا ؤ کرو . کیونکه اس رویه سے وه خود ہی نرم پڑ جائے گا .دشمن پر لطف کرم کے ذریعه سے راه چاره و تدبیر مسدود کرو .کیونکه دو قسم کی کامیابیوں میں یه زیاده مزے کی کامیابی ہے .اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو تو اپنے دل میں اتنی

jabir.abbas@yahoo.com

جگه رہنے دو که اگر اس کا رویه بدلے تو اس کے لیے گنجائش ہو.
جو تم سے حسن ظن رکھے,اس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو .
باہمی روابط کی بنا ئ پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نه
کرو.کیونکه پھر و ہ بھائی کہاں رہا جس کا حق تم تلف کرو .یه نه
ہونا چاہیے که تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دنیا جہاں میں سب
سے زیادہ بد بخت ہو جائیں .جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی
نه کرتا ہو,اس کے خواہ مخواہ پیچھے نه پڑ و .تمہا را دوست قطع
تعلق کرے تو تم رشته محبت جوڑنے میں اس پر باز ی لے جاؤ,اور
وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ .ظالم
کا ظلم تم پر گراں نه گزرے کیونکه وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدہ
کے لیے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو,اس کا
صله یه نہیں که اس سے برائی کرو .

اے فرزند ! یقین رکھو که رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس کی
تم جستجو کرتے ہو,اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا
ہے .اگر تم اس کی طرف نه جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آکر رہے گا .
ضرورت پڑنے پر .گڑگڑانا اور مطلب نکل جا نے پر کج خلقی سے
پیش آنا کتنی بری

عا د ت ہے .دنیا سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی عقبیٰ کی
منز ل سنوار سکو .اگرتم ہر اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے
,واویلا مچاتے ہو,پھر ہر اس چیز پر رنج و افسوس کرو که جو تمہیں
نہیں ملی.موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو .
ان لوگوں کی طرح نه ہو جاؤ که جن پرنصیحت اس وقت تک کار
گر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نه پہنچائی جائے .

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں .اور حیوان لاتوں کے بغیر
نہیںمانا کرتے ,ٹوٹ پڑنے والے غم و اندوہ کو صبر کی پختگی اور
حسن یقین سے دور کرو ,جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے ,وہ بے راہ
ہوجاتا ہے دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ
پیچھے بھی دوستی کو بناہے ہوا ؤہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی
ہے .بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہو جاتے ہیں اور
بہت سے بیگانے قرییوں سے بھی زیادہ نزدیک ہو جاتے ہیں .پردیسی
وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو ,جو حق سے تجاوز کرجاتا ہے اس
کا راستہ تنگ ہوجاتا ہے .جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا اس کی
منزلت برقرار رہتی ہے تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبو ط
وسیلہ وہ ہے جوتمہارے اوراللہ کے درمیان ہے جو تمہاری پروانہیں کرتا
وہ تمہارا دشمن ہے .جب حرص وطمع تباہی کا سبب ہو تو مایوسی
ہی میں کامرانی ہے .ہرعیب ظاہر نہیں ہوا کرتا .فرصت کا موقع بار
بار نہیں ملا کرتا کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے اور اندھا
صحیح راستہ پالیتا ہے .برائی کو پس پشت ڈالتے رہو. کیونکہ جب
چاہو گے اس کی طرف بڑھ سکتے ہو .جاہل سے علاقہ توڑنا ,عقلمند
سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے جو دنیا پر اعتماد کرکے مطمئن ہوجاتا
ہے ,دنیا اسے دغا دے جا تی ہے ,اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے
دیکھتا ہے وہ اسے پست و ذلیل کر تی ہے .ہرتیر اندازکا نشانہ ٹھیک
نہیں بیٹھا کرتا .جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے راستے
سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گچھ
کرلو .خبر دار!اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ.اگرچہ وہ
نقل قول کی حیثیت سے ہوں .عورتوں سے ہر گز مشورہ نہ لو .
کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے .انہیں پردہ میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو, کیونکہ پردہ ان کی سختی ان کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہےان کا گھر و ں سے نکلنا اس سے زیاد ہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھرمیں آنے دینا, اور اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں.عورت کو ا س کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارا ت نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے, وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے .اس کا پاس و لحاظ اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہو نے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے بے محل شبہہ و بد گمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی و بد کرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے .اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لیے ایک کا م معین کردو جس کی جواب دہی اس سے کرسکو . اس طریق کا ر سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالےں گی .اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو .کیونکہ وہ تمہارے ایسے پرو بال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو. اور تمہارے وہ دست باز ہیں جن سے حملہ کرتے ہو .میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہو ں اورا س سے حال و مستقبل اوردنیا و آخرت میں تمہارے لیے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں .والسلام!

#1ابن میثم نے جعفر ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نے یہ وصیت نامہ محمد ابن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام تحریر فرمایا ,اور علامہ رضی نے تحریر کیا ہے کہ اس سے مراد و مخاطب امام حسن علیہ السلام ہیں .بہر صورت مخاطب خواہ امام حسن علیہ السلام ہوں یا محمد ابن حنفیہ یہ منشو ر امامت تمام نوع انسانی کے لیے درس ہدایت ہے کہ جس پر عمل پیرا ہو نے سے سعادت و کامرانی کی راہیں کھل سکتی ہیں .اور یہ انسانیت کے

بھٹکے ہوئے قافلے جادہ ہدایت پر گامزن ہو سکتے ہیں ا س میں دنیا و آخرت کو سنوارنے .اخلاقی شعور کو ابھارنے اور معیشیت و معاشرت کو سدھارنے کے وہ بنیادی اصول درج ہیں .جن کی نظیر پیش کرنے سے علما و فلاسفرکے ضخیم دفتر قاصر ہیں .ا س حقائق آگیں مواعظ انسانیت کے بھولے ہو ئے درس کو یا د دلانے حسن معاشرت کے مٹے ہوئے نقوش کو تازہ کرنے کو اور اخلاقی رفعتوں کو ابھارنے کے لیے قومی محر ک ہیں .

32 مکتوب معاویہ کے نام :

تم نے لوگو ں کی ایک بڑی جماعت کو تباہ کردیا ہے اپنی گمراہی سے انہیں فریب دیا ہے.اورانہیں اپنے سمندرکی موجوں میں ڈال دیا ہے .ان پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں اور شبہات کی لہریں انہیں تھپیڑے دے رہی ہیں جس کے بعد وہ سیدھی راہ سے بے راہ ہو گئے ہیں الٹے پیروں پھرگئے ,پیٹھ پھیر کر چلتے بنے اور اپنے حسب و نسب پر بھروسہ کئے بیٹھے سوا کچھ اہل بصیرت کے جو پلٹ آئے اور تمہیں جان لینے کے بعد تم سے علیحدہ ہو گئے اور تمہاری نصرت و امداد سے منہ موڑکر اللہ کی طرف تیزی سے چل پڑے جبکہ تم نے انہیں دشواریوں میں مبتلا کردیا تھا اور اعتدال کی راہ سے ہٹا یا تھا .

اے معاویہ!اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو ,کیونکہ دنیا تم سے بہرحال قطع ہو جائے گی اور آخرت تمہارے قریب پہنچ چکی ہے .والسلام!

jabir.abbas@yahoo.com

33 مکتوب والی مکہ قثم ابن عباس کے نام:

مغربی 1#علاقہ کے میرے جاسوس نے مجھے تحریر کیا ہے کہ کچھ شام کے لوگوں کو (مکہ)حج کے لیے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے

اندھے ,کانوں کے بہرے اور آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں جو حق کو باطل کی راہ سے ڈھونڈتے ہیں اور اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت ہیں ,اور دین کے بہانے دنیا (کے تھنوں)سے دودھ دوہتے ہیں .اور نیکوں اور پرہیز گاروں کے اجر آخرت کو ہاتھو ں سے دے کر دنیا کا سودا کرلیتے ہیں .دیکھو!بھلائی اسی کے حصہ میں آتی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور برا بدلہ اسی کو ملتا ہے جو برے کام کرتا ہے لہٰذا تم اپنے فرائض منصبی کو اس شخص کی طرح ادا کرو جو بافہم, پختہ کا ر ,خیر خواہ اوردانشمند ہو,اور اپنے حاکم کا فرمان بردار اور اپنے امام کا مطیع رہے اور خبردار!کو ئی ایسا کام نہ کرنا کہ تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت پیش آئے اور نعمتوں کی فراوانی کے وقت کبھی اتراؤ نہیں اور سختیوں کے موقعہ پر بودا پن نہ دکھاؤ .والسلام!

#1معاویہ نے کچھ لوگو ں کو حاجیوں کے بھیس میں مکہ روانہ کیا تاکہ وہاں کی خاموش فضا میں سنسنی پیدا کریں ,اورتقویٰ و ردع کی نمائش سے عوام کا اعتماد حاصل کرکے ان کے یہ ذہن نشین کردیں کہ علی ابن ابی طالب نے حضرت عثمان کے خلاف لوگوں کوبھڑکایا ,اور آخر انہیں قتل کراکے دم لیا .اور اسی طرح حضرت کو ان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہراکرعوام کو ان سے بدظن کریں ,اور شام کے کردار کی بلندی اخلاق کی عظمت اور دادو دہش کے تذکروں سے لوگو ں کواس طرف مائل کریں .مگر حضرت نے جن لوگو ں کو شام میں حالات کا جائزہ لینے اور خبر رسانی کے لیے مقرر کر رکھا تھا.انہوںنے جب آپ کو اطلاع دی توآپ نے والی مکہ قثم ابن عباس کو ان کی نقل و حرکت پرنظر رکھنے اور ان کی شورش انگیزیوں کے انسداد کے لیے یہ مکتوب تحریر فرمایا

34 مکتوب محمد ابن ابی بکر کے نام :

اس موقع پر جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ مصر کی حکومت سے

jabir.abbas@yahoo.com

اپنی معزولی اورمالک اشتر کے تقرر کی وجہسے رنجیدہ ہیں اورپھر مصر پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں انتقا ل فرما گئے تو آپ نے محمد کو تحریر فرمایا .

مجھے اطلاع ملی ہے تمہاری جگہ پر اشتر کو بھیجنے سے تمہیں ملال ہو ا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ تبدیلی اس لیے نہیں کی تھی کہ تمہیں کام میں کمزور اور ڈھیلا پایا ہو .اور اگر تمہیں اس منصب حکومت سے جو تمہارے ہاتھ میں تھا میں ہٹایا تھا تو تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکو مت سپرد کرتا جس میں تمہیں زحمت کم ہو اور وہ تمہیں پسند بھی زیادہ آئے .

بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا ولی بنا یا تھا اوردشمنوں کے لیے سخت گیرتھا خدا اس پر رحمت کرے اس نے زندگی کے دن پورے کرلیے اور موت سے ہمکنار ہو گیا اس حالت میں کہ ہم اس سے رضا مند ہیں اورخدا کی رضا مندیاں بھی اسے نصیب ہوں اور اسے بیش ازبیش ثواب عطا کرے اب تم دشمن کے مقابلے کے لیے باہر نکل کھڑے ہو اور اپنی بصیرت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو تم سے لڑے اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اپنے پر وردگا ر کی راہ کی طرف دعوت دو اور زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو وہ تمہاری محمات میں کفایت کرے گا اور مصیبتوں میں تمہاری مدد کرے گا .انشائ اللہ .

35 مکتوب مصر میں محمد ابن ابی بکر کے شہید ہو جا نے کے بعد عبداللہ ابن عباس کے نام :

مصر کو دشمنوں نے فتح کر لیا اور محمد ابن ابی بکر شہید ہوئے ہم

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ ہی سے اجر چاہتے ہیں کہ اس فرزند کے مارے جانے پر جو ہمارا خیر خواہ اور سر گرم کا رکن تیغ بران اور دفاع کا ستون تھا اور میں نے لوگوں کو ان کی مدد میں جانے کی دعوت دی تھی اور اس حادثہ سے پہلے اس کی فریاد کو پہنچنے کا حکم دیا تھا اور لوگوں کو اعلانیہ اور پوشیدہ باربار پکارا تھا مگر ہوا یہ کہ کچھ آئے بھی تو دل ناخواستہ اور کچھ حیلے حوالے کرنے اور کچھ نے جھوٹ بہانے کر کے عدم تعاون کیا میں تو اللہ سے اب یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ان کے ہاتھوں سے جلد چھٹکارا دے خدا کی قسم دشمن کا سامنا کرتے وقت مجھے شہادت کی تمنا نہ ہوتی اور اپنے کو موت پر آمادہ نہ کر چکا ہوتا تو میں ان کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پسند نہ کرتا اور ان کو ساتھ لے کر کبھی دشمن کی جنگ کو نہ نکلتا .

36 مکتوب جو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالب کے خط کے جواب میں لکھا ہے جس میں کسی دشمن کی طرف بھیجی ہوئی ایک فوج کا ذکر کیا گیا ہے .

میں نے اس طرف مسلمانوں کی ایک بھاری فوج روانہ کی تھی . جب اس کو پتہ چلا ,تو وہ دامن گردان کر بھاگ کھڑا ہوا اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا .سورج ڈوبنے کے قریب تھا کہ ہماری اسے ایک راستہ میں جالیا اور نہ ہو نے کے برابر کچھ جھڑپیں ہوئی ہوں گی اور گھڑی بھر ٹھہراہو گا کہ بھاگ کر جان بچا لے گیا جب کہ اسے گلے سے پکڑا جا چکا تھا اور آخری سانسوں کے سوا اس میں کچھ باقی نہ رہ گیا تھا اس طرح بڑی مشکل سے بچ نکلا .

jabir.abbas@yahoo.com

تم قریش کے گمراہی میں دوڑ لگانے, سرکشی میں جو لانیا ں کرنے
اور ضلالت میں منه زور ی دکھانے کی باتیں چھوڑدو ,انہو ں نے
مجھ سے جنگ کرنے میں اسی طرح ایکا کیا ہے .جس طرح وہ مجھ
سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم سے لڑ نے کے لیے ایکا
کئے ہو ئے تھے .خدا کرے ان کی کرنی ان کے سامنے آئے انہوں نے
میرے رشتے کا کوئی لحاظ نہ کی ااور میرے ماں جائے کی حکومت
مجھ سے چھین لی اور جوتم نے جنگ کے بارے میں میری رائے
دریافت کی ہے تو میری آخر دم یہی رہے گی کہ جن لو گوں نے جنگ
کو جائز قرار دے لیا ہے ان سے جنگ کرنا چاہیے اپنے گرد لوگوں کا
جمگھٹا دیکھ کر میری ہمت نہیں بڑھتی اور ان کے چھٹ جا نے سے
مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے . دیکھو!اپنے بھا ئی کے متعلق چاہے کتنا ہی
لو گ اس کا ساتھ چھوڑ دیں .یہ خیا ل کبھی نہ کر نا کہ وہ بے ہمت
و ہر اساں ہو جائے گا .یا کمزور ی دکھاتے ہوئے ذلت کے آگے
جھکے گا یا فہا رکھینچنے والے ہاتھ میں بآسانی اپنی مہار دے دے گا .
یا سوار ہو نے والے کے لیے اپنی پشت کر مرکب بننے دے گا .بلکه وہ
تو ایسا ہے جیسا قبیلہ بنی سلیم والے نے کہا ہے .

اگر تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ کیسے ہو تو سنو !کہ میں زمانہ کی
سختیا ں جھیل لے جانے میں بڑاسخت ہو ں اور مجھے یہ گوارہ نہیں
کہ مجھ میں حزن وغم کے آثار دکھائی پڑیں کہ دشمن خوش ہو نے
لگیں اور دوستوں کو رنج پہنچے .

#1تحکیم کے بعد جب معاویہ نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا تو ضحاک ابن قیس فہری کو چار ہزار کے لشکر کے ہمراہ حضرت کے مقبوضہ شہروں پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا .حضرت کو جب اس کی غارت گریوں کا علم ہوا تو آپ نے اہل کوفہ کو اس کے مقابلہ کے لیے ابھارا .مگر انہوں نے حیلے بہانے شروع کر دیئے .آخر حجر ابن عدی کندی

jabir.abbas@yahoo.com

چار ہزار جنگجوؤں کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے .اور دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے مقام تدمر میں اس کو جالیا دونوں فریق میں کچھ ہی جھڑپیں ہو ئی تھیں کہ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا اور وہ اس سے فائدہ اٹھا کر بھاگ کھڑا ہو ا .یہ وہ زمانہ تھا کہ عقیل ابن ابی طالب مکہ میں عمر ہ بجا لانے کے لیے آئے ہوئے تھے .جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ضحا ک جبرہ پر حملہ کرنے کے بعد صحیح و سالم بچ نکلا ہے ,اوراہل کوفہ جنگ سے جی چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کی تمام سر گرمیاں ختم ہو گئی ہیں ,تو آپ نے نصرت و امداد کی پیش کش کرتے ہوئے عبیدالرحمٰن ابن عبید ازدی کے ہاتھ ایک مکتوب حضرت کی خدمت میں روانہ کیا جس کے جواب میں حضرت نے یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے جس میں اہل کو فہ کے رویہ کا شکوہ اورضحاک کے فرار کا تذکرہ کیاہے .

37 مکتوب معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

الله اکبر !تم نفسانی خواہشو ں اور زحمت و تعب میں ڈالنے والی حیر ت و سر گشتگی سے کس بری طر ح چمٹے ہو ئے ہو.اور ساتھ ہی حقائق کو برباد کردیا ہے اور ان دلائل کو ٹھکر ا دیا ہے جو الله کو مطلوب اور بندوں پر حجت ہیں .تمہارا عثمان اور ان کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا بڑھانا کیا معنی رکھتا ہے جب #1کہ تم نے عثمان کی اس وقت مد د کی جب وہ مدد خود تمہاری ذات کے لیے تھی اور ا س وقت انہیں بے یارو مدد گا ر چھوڑدیا کہ جب تمہاری مدد ان کے حق میں مفید ہو سکتی تھی .والسلام

jabir.abbas@yahoo.com

#1ا س میں گنجائش انکار نہیں کہ معاویہ نے حضرت عثمان کے قتل ہونے کے بعد ان کی نصرت کا دعوىٰ کیا اور جب وہ محاصرہ کے دنوں میں اس سے مدد مانگ رہے تھے اور خطوط پر خطوط لکھ رہے تھے .اس وقت اس نے کروٹ لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی .البتہ کہنے کو اس نے یزید ابن اسد قسری کے زیر کمان ایک دستہ مدینہ کی طرف روانہ کیا تھا .لیکن اسے یہ حکم د ے دیا تھا کہ وہ مدینہ کے قریب وادی ذی خشب میں ٹھہرا رہے اور حالات خواہ کیسے ہی نازک ہوجائیں ,وہ مدینہ میں داخل نہ ہو .چنانچہ وہ وادی ذی خشب میں آکر ٹھہر گیا .یہاں تک کہ حضر ت عثمان قتل کردیئے ,اور وہ اپنا دستہ لے کر واپس ہو گیا .

اس میں شبہہ میں نہیں کہ معاویہ یہی چاہتا تھا کہ حضرت عثمان قتل ہو جائیں اور وہ ان کے خون کے نام پر ہنگامہ

آرائی کرے اوران شورش انگیزیوں کے ذریعہ سے اپنی بیعت کے لیے راستہ ہموا ر کرے .یہی وجہ ہے کہ نہ ان کے محاصرہ کے دنو ں میں اس نے ان کی مدد ونصرت کی اور نہ اقتدار حاصل کر لینے کے بعد قاتلین عثمان کی تلاش ضروری سمجھی .

38 مکتو ب اہل مصر کے نام جب کہ مالک اشتر کو وہاں کا حاکم بنا یا

خدا کے بندے علی امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف سے ان لو گوں کے نام جو اللہ کے لیے غضب نا ک ہوئے اس وقت زمین می اللہ کی نافرمانی اور اس کے حق کی بردباری ہو رہی تھی اور ظلم نے اپنے شامیانے ہر اچھے برے مقامی اور پردیسی پرتان رکھے تھے .نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ برائی سے بچا جا تا تھا .

تمہیں معلوم ہو نا چاہیے کہ میں نے اللہ کے بند وں میں سے ایک بندہ خود تمہار ی طرف بھیجا ہے جو خطرے کے دنوں میں سوتا نہیں اور خوف کی گھڑیوں میں دشمن سے ہراسا ں نہیں ہو تا اور فاجروں کے لیے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے وہ مالک بن حارث مذحجی ہیں .ا ن کی بات سنو اور ان کے ہر اس حکم کو جو حق کے مطابق ہو .مانوکیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں کہ جس کی نہ دہار کند ہو تی ہے اور نہ اس کا وار خالی جاتا ہے اگر وہ تمہیں دشمنوں کی طر ف کہیں تو بڑھو اور ٹھہرنے کے لیے کہیں تو ٹھہرے رہو ,کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے ,نہ کسی کو پیچھے ہٹاتے ہیں.اور نہ کسی کو آگے بڑھاتے ہیں .میں نے ان کے بارے میں تمہیں خود اپنے اوپر ترجیح دی ہے .اس خیا ل سے کہ تمہارے خیر خواہ اور دشمنوں کے لیے سخت گیرثابت ہو ں گے .

jabir.abbas@yahoo.com

39 مکتوب عمر و ابن عاص کے نام :

تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جس کی گمراہی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے جس کا پردہ چاک ہے جو ا پنے پاس بٹھا کر شریف انسان کو بھی داغدار اور سنجیدہ اور برد بار شخص کو بیوقوف بنا تا ہے .تم اس کے پیچھے لگ گئے اور بچے کھچے ٹکڑوں کے خواہش مند ہو گئے جس طرح کتا شیر کے پیچھے ہو لیتا ہے اس کے پنجو ں کو امید بھری نظروں سے دیکھتا ہو اور اس انتظا ر میں کہ اس کے شکار کے بچے کھچے حصہ میں سے کچھ آگے پڑجائے .اسی طرح تم نے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو گنوا یا .حالانکہ اگر حق کے پابند رہتے تو بھی تم اپنی مراد کوپالیتے .اب اگراللہ نے مجھے تم پر اور فرزند ابو سفیان پر غلبہ دیا تو میں تم دونوں کو تمہارے کرتوتوں کا مزہ چکھادوں گا ,اور اگر تم میری گرفت میں نہ آئے اور میرے بعد زندہ رہے تو جو تمہیں اس کے بعد درپیش ہو گا وہ تمہارے لیے بہت بر اہو گا .والسلام

jabir.abbas@yahoo.com

40 مکتوب ایک عامل کے نام :

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اس کے مرتکب ہو ئے ہو تو تم نے اپنے پروردگا ر کو ناراض کیا ,اپنے امام کی نافرمانی کی اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل و رسوا کیا .

مجھے معلوم ہو ا ہے کہ تم نے بیت المال کی زمین کو صفا چٹ

Presented by: Rana Jabir Abbas

میدان کر دیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھو ں میں تھا اسے نوش جان کر لیا ہے تو تم ذرا اپنا حساب مجھے بھیج دو اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہو گا .والسلام

41 مکتوب ایک عامل کے نام :

میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور تمہیں اپنا بالکل مخصوص آدمی قراردیا تھا اور تم سے زیاد ہ ہمدردی مددگاری اور امانت داری کے لحاظ سے میرے قوم قبیلہ میں میرے بھروسے کا کو ئی آدمی نہ تھا .لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچا زاد بھائی کے خلا ف حملہ آور ہے اور دشمن بپھر ا ہو ا ہے .امانتیں الٹ رہی ہیں اور امت بے راہ راور منتشر وپراگندہ ہو چکی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے رخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑدینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور خیانت کرنے والو ں میں داخل ہو کر تم بھی خائن ہو گئے .اس طرح نہ تم نے اپنے چچازاد بھا ئی کے ساتھ ہمدردی ہی کاخیال کیا ,نہ امانت داری کے فرض کا احساس کیا . گویا اپنے جہاد سے تمہارا مدعا خدا کی رضا مندی نہ تھا اورگویا اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہ رکھتے تھے اور اس کی امت کے ساتھ اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لیے غفلت کا موقع تا ک رہے تھے چنانچہ جب امت کے مال میں بھرپور خیانت کر نے کا موقع تمہیں ملا ,تو جھٹ سے دھاوابول دیا اور جلدی سے کود پڑے اور جتنا بن پڑا اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا .یوں
جھپٹ پڑے جس طرح پھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو
اچک لیتا ہے اور تم نے بڑے خوش خوش اسے حجاز روانہ کر دیا ,اور
اسے لے جانے میں گناہ کا احساس تمہارے لیے سد راہ اور نہ ہو ا ,
خدا تمہارے دشمنوں کا برا کرے ,گویا یہ تمہارے لیے سد راہ نہ ہوا ,
خدا تمہارے ماں باپ کا ترکہ تھا. جسے لے کر تم نے اپنے گھر والوں
کی طرف روانہ کردیا .اللہ اکبر !کیا تمہارا قیامت پرایمان نہیں ؟کیا
حساب کتاب کی چھان بین کا ذر ابھی ڈر نہیں ؟اے وہ شخص جسے
ہم ہوشمندوں میں شما ر کرتے تھے ,کیونکر وہ کھانااور پیناتمہیں
خوش گوار معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق جانتے ہو کہ حرام کھا رہے
ہو اور حرام پی رہے ہو تم ان یتیموں ,مسکینوں ,مومنوں اور
مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قراردیا تھا اور ان کے
ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی ,کنیزیں خریدتے ہو
عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو ,اب اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کا مال
انہیں واپس کرو .اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تم پر قابو
دے دیا تو میں تمہارے بارے میں اللہ کے سامنے اپنے کو سرخرو کروں
گا اور اپنی تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا .جس کا وار میں نے
جس کسی پ ربھی لگایا ,وہ سیدھا دوزخ میں گیا .خدا کی قسم
اگر حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام بھی وہ کرتے جو تم نے
کیا ہے ,تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے
اپنی کو ئی خواہش منوا سکتے ,یہاں تک کہ میں ان سے حق کو پلٹا
لیتا اور ان کے ظلم سے پید ا ہونے والے غلط نتائج کو مٹا دیتا میں
رب العالمین کی قسم کھاتا ہوںکہ میرے لیے حلال ہوتا ,اور میں
اسے بعد والوں کے لیے بطور ترکہ چھوڑ جاتا,ذرا سنبھلو اور سمجھو

jabir.abbas@yahoo.com

که تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو اور مٹی کے نیچے سونپ دیئے گئے ہو ,اور تمہارے تمام اعمال تمہارے سامنے پیش ہیں , اس مقام پر که جہاں ظالم واحسرتا کی صدا بلند کرتا ہو گا ,اور عمر کو برباد کرنے والے دنیا کی طرف پلٹنے کی آرزو کررہے ہوں گے . حالانکه اب گریز کا کو ئی موقع نه ہو گا .

42 مکتوب حاکم بحرین عمر ابن ابی سلمه مخزومی کے نام جب انہیں معزول کرکے نعمان ابن عجلان رزقی کو ان کی جگه پر مقرر فرمایا !

میں نے نعمان ابن عجلا ن رزقی کو بحرین کی حکو مت دی ہے , اور تمہیں اس سے بے دخل کر دیا ہے .مگر یه اس لیے نہیں که تمہیں نااہل سمجھا گیا ہو اور تم پر کو ئی الزام عائد ہوتا ہو .حقیقت یه ہے که تم نے حکومت کو بڑے اچھے اسلوب سے چلایا ,اور امانت کو پوراپورا ادا کیا لہٰذا تم میرے پاس چلے آؤ .نه تم سے کوئی بدگمانی ہے نه ملامت کی جاسکتی ہے .واقعه یه ہے که میں نے شام کے ستمگاروں کی طرف قدم بڑھانے کا اراده کیا ہے ,اور چاہا ہے که تم میرے ساتھ رہو .کیونکه تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دشمن سے لڑنے اوردین کاستون گاڑنے میں مدد لے سکتا ہوں .انشاء الله .

43 مکتوب مصقله ابن شیبانی کے نام جو آپ علیه السلام کی طرف سے ارد کا شیر خره حاکم تھا .

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی خبر ملی ہے .جو اگر تم نے

jabir.abbas@yahoo.com

کیا ہے تو اپنے خدا کو ناراض کیا ہے اور اپنے امام کو بھی غضبناک کیا . وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ا س مال غنیمت کو کہ جسے ان کے نیزوں (کی انیوں)اور گھوڑوں (کی ٹاپوں)نے جمع کیا تھا, اور جس پر ان کے خون بہائے گئے تھے .تم اپنی قوم کے ان بدؤں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جاندارچیزوں کو پیدا کیا ہے .اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو تم میری نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ ہلکا ہوجائے گا .اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو ,اور دین کو بگاڑ کر دنیا نہ سنوارو ورنہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے .

دیکھو !وہ مسلمان جو میرے اورتمہارے پاس ہیں اس مال کی تقسیم کے بر ابر کے حصہ دار ہیں اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کے لیے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں .

jabir.abbas@yahoo.com

44 مکتوب زیاد ابن ابیہ کے نام:

جب حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اپنے خاندان میں منسلک کرلینے سے اسے چکمہ دینا چاہا ہے توآپ نے زیاد کو تحریر کیا.

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا چاہا ہے تم اس سے ہو شیار رہو ,کیونکہ وہ شیطان ہے جو مومن کے آگے پیچھے اور داہنی بائیں جانب سے آتا ہے تاکہ

اسے غافل پاکر اس پر ٹوٹ پڑے .اور اس کی عقل پر چھاپہ مارے واقعہ یہ ہے کہ عمر (ابن خطاب)کے زمانہ میں ابو سفیان کے منہ سے بے سوچے سمجھے ایک بات نکل گئی تھی جو شیطانی وسوسوں سے ایک وسوسہ تھی, جس سے نہ نسب ثابت ہو تا ہے اورنہ وارث ہونے کا حق پہنچتا ہے تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے .جیسے بزم مے نوشی میں بن بلائے آنے والا اسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے یازین فرس میں لٹکے ہو ا س پیالے کے مانند کہ جو ادھر سے ادھر تھرکتا رہتا ہے .

(سید رضی کہتے ہیں کہ زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ ربّ کعبہ کی قسم انہوں نے اس بات کی گواہی دے دی .چنانچہ یہ چیز اس کے دل میں رہی یہاں تک کہ معاویہ نے اس کے اپنے بھائی ہونے کاادّعاکر دیا)امیر المومنین علیہ السلام نے جو لفظ »الواغل «فرمائی ہے تو یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مے خواروں کی مجلس میں بن بلائے پہنچ جائے تاکہ ان کے ساتھ پی سکے, حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا .جس کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ دھتکارا اور روکا جاتا ہے اور لکڑی کے پیالہ یا جام یا اس سے ملتے جلتے ظرف کو کہاجاتا ہے کہ جو مسافر کے سامان سے بندھا رہتا ہے اور جب سوار سواری کوچلاتااور تیز ہنکاتا ہے تو وہ برابر ادھرسے ادھرجنبش کھاتا رہتا ہے .

#1حضرت عمر نے زیاد کو یمن کی ایک مہم پر روانہ کیا .جب وہ اس مہم کو سر کرنے کے بعد پلٹا, تو ایک اجتماع میں (کہ جس میں امیر المومنین علیہ السلام حضرت عمر, عمر و ابن عاص اور ابوسفیان بھی موجود تھے)ایک خطبہ دیا جس سے متاثر ہوکر عمرو نے کہا .

اس جوان کا کیا کہنا اگر یہ قریش میں سے ہوتا تمام عرب کو اپنے عصا سے ہنکا لے جاتا .

جس پرابوسفیان نے کہا کہ یہ قریش کا ہی ایک فرد ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ کو ن ہے .عمرو ابن عاص نے پوچھا کہ وہ کون ہے ؟کہا کہ وہ میں ہوں چنانچہ تاریخ اس پر متفق ہے کہ زیاد کی ماں جو سمیہ جو حارث ابن کلدہ کی کنیز اور عبید نامی ایک غلام کے نکاح میں تھی .طائف کے محلہ حارہ البغایا میں بدنام زندگی گزارتی تھی ,اور اخلاق باختہ لوگ اس کے ہاں آیا جایا کرتے تھے .چنانچہ ایک مرتبہ ابوسفیان بھی ابو مریم سلولی کے ذریعہ وہاں پہنچ گیا .جس کے نتیجہ میں زیاد کی ولادت ہوئی بہرحال جب عمرو نے ابو سفیان کی زبانی یہ سنا تو اس نے کہا کہ پھر اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے ؟اس نے حضرت عمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ان کا ڈر ہے.ورنہ آ ج اسے اپنا بیٹا قرار دے دیتا .اگرچہ اسے یہ جرات نہ ہوئی ,مگر معاویہ کو جب اقتدار حاصل ہو ا تواس نے اس سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کردیا .کیونکہ معاویہ کو تو ایسے لوگوں کی ضرورت تھی ہی کہ جو ہوشیار و زیرک اور جوڑ و توڑکرنے میں ماہر ہوں .بہر صور ت جب امیرالمومنین علیہ السلام کو اس خط و کتابت کی اطلاع ہو ئی توآپ نے زیاد کو یہ خط لکھا جس میں اسے معاویہ کے ورغلانے سے خبر دار کیا ہے تاکہ وہ اس فریب میں نہ آئے .مگر وہ اس کے بہکانے میں آگیا .اور معاویہ سے جاکرمل گیا اور اس نے اسے اپنا بھائی قرار دے کر نسبی اعتبا ر سے ملحق کرلیا .پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے .

بچہ شوہر کا متصور ہوگا اور زانی کے لیے سنگساری و محرومی ہے .

45 مکتوب جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابن حنیف کو وہاں کے لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ س میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا.

اے ابن حنیف !مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں مین سے ایک شخصنے تمہیں کھانے پربلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لیے چن چن کر لائے جارہے تھے , اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جارہے تھے مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کر لو گے کہ جن کے یہاں سے فقیر ونادار دھتکارے گئے ہوں .اور دولت مند مدعو ہوں جو لقمے چباتے ہو انہیں دیکھ لیا کر و ,اور جس کے متعلق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ دیا کرو اور جس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہ وا سمیں سے کھاؤ.

jabir.abbas@yahoo.com

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیا کرتاہے دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے سازوسامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے .میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں .لیکن اتناتو کرو کہ پرہیز گاری سعی و کوشش پاکدامانی اور سلامت روی میں میرا ساتھ د و خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبا ر جمع کر کے رکھے ہیں اور نہ ان پر انے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں)اورکو ئی پرانا کپڑ امیں نے مہیا کیاہے .بے شک اس آسمان کے سایہ تلے لے دے کر ایک فدک ہمارے ہاتھوں میں تھا اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروا نہ کی اور بہترین فیصلہ کر نے والا اللہ ہے .بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کروں ہی گا کیا جب کہ نفس کی منزل کل قبر قرارپانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی .وہ توایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر ا س کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں, جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہوجائیں گی .میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقوی' الہی کے ذریعہ اپنے نفس کوبے قابو نہ ہونے دوں تاکہ اس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا ,وہ مطمئن رہے اور پھسلنے والی جگہوں پر مضبوطی سے جمارہے .اگر میں چاہتا تو صا ف ستھرے

jabir.abbas@yahoo.com

شہد, عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے ذرائع مہیا کرسکتا تھا .لیکن ایسا کہاں ہوسکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنالیں .اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز و یمامہ میں شاید ایسے لوگ ہوں جنہیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی آس نہ ہو ,اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہو ا ہو .کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں ?درآنحالانکہ میرے گردوپیش .بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہوجاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گر د کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہو ں ,کیامیں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیرالمومنین علیہ السلام کہاجاتا ہے .مگر میں زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک و ہمدم اور زندگی کی بد مزگیوں میں ان کے لیے نمونہ نہ بنوں .میں اس لیے تو پیدا نہیں ہو ا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگارہوں .اس بند ھے ہو ئے چوپائے کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر لگی رہتی ہے یا اس کھلے ہو ئے جانور کی طرح جس کا کام منہ مارنا ہو تا ہے .وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو ا س سے مقصد پیش نظر ہو تا ہے اس سے غافل رہتا ہے کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں اور بھٹکنے کی جگہوں میں منہ اٹھائے پھرتا رہوں .

میں سمجھتا ہوں تم میں سے کوئی آکر کہے گاکہ جب ابن ابی طالب علیہ السلام کی خوراک یہ ہے ,تو ضعف و ناتوانائی نے اسے

jabir.abbas@yahoo.com

حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بیٹھا دیا ہو گا .مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے .اور ترو تازہ پیڑوں کی چھال کمزور ہوتی ہے اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر میں بجھتا ہے مجھے رسول سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے .خدا کی قسم اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لیے لپک کر آگے بڑھو ں گا اور کوشش کر وںگا کہ اس الٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے (معاویہ)سے زمین کو پاک کردوں تاکہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔

اے دنیا میرا پیچھا چھو ڑدے تیری با گ دوڑ تیرے کاندھے پر ہے .میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں , اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں . کہاں ہیں وہ لو گ جنہیں تونے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا ؟ وہ قبروں میں جکڑے ہو ئے اور خا ک لحد میں دبکے پڑے ہیں اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوحدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں لادلا کر بہکایا قوموں کو (ہلاکت کے)گڑھو ں میں لاپھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کردیا اورسختیوں کے گھاٹ پر لااتارا جن پراس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لیے اترا جائے گا اور نہ سیراب ہونے کے بعد پلٹا جائے گا .پناہ بخدا جو تیری

jabir.abbas@yahoo.com

پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پرسوار ہوگا وہ ضرو ر ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا, وہ توفیق سے ہمکنار ہوگا .تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا . اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لیے تنگ ہوجائیں اس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے جو ختم ہوا چاہتا ہے میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تومجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے میں اللہ کی قسم کھا تا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثنا ئ نہیں کرتا کہ میں نے اپنے نفس کو سدھاؤں گا, کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پرخوش ہوجائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کرلے اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کر دوں گاجس طرح وہ چشمہ ئ آب جس کا پانی تہ نشین ہوچکاہو .کیاجس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں اسی طرح علی بھی اپنے پاس کا کھانا کھالے اور بس سو جائے ا س کی آنکھیں بے نور ہو جائیں.اگر وہ زندگی کے طویل سال گذارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے .

خو شا نصیب اس شخص کا کے جس نے اللہ کے فرائض کو پوراکیا . سختی اورمصیبت میں صبر کئے پڑا رہا, راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا کرو اور جب نیند کا غلبہ ہو ا, تو تاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر لڑ رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار, پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج

jabir.abbas@yahoo.com

رہتے ہیں ,اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں .یہی اللہ کا گروہ ہے .اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کا مران ہونے والا ہے .

اے ابن حنیف !اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو ,تاکہ جہنم کی آگ سے چھٹکار ا پاسکو.

#1فدک مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک سر سبز و شاداب مقام تھا جو یہودیوں کی ملکیت تھا اورانہی سے 7ئ ھج میں یہ علاقہ پیغمبر اسلام صلح کے طور پر حاصل ہوا .اس مصالحت کی وجہ یہ ہوئی کہ جب انہیں فتح خیبر کے بعد مسلمانوں کی طاقت کا صحیح صحیح اندازہ ہوا تو ان کے جنگجو یا نہ حوصلے پست ہو گئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ پیغمبر خدا نے کچھ یہودیوں کو پناہ طلب کرنے پر چھوڑدیا ہے انہوں نے بھی رسو ل خدا کوپیغام صلح بھیج کر خواہش کی کہ ان سے فدک کا علاقہ لے لیا جائے .اور ان کی سرزمین کو جنگ کی آماجگاہ نہ بنا یا جائے .چنانچہ پیغمبر اکرم نے ان کی درخواست منظور کرتے ہوئے انہیں امان دے دی .اور یہ علاقہ آپ کی خصوصی ملکیت قرار پاگیا ,جس میں کسی اورکا دخل نہ تھا , اور نہ ہو سکتا تھا .کیونکہ دوسرے مسلمانوں کا انہی اموال میں حصہ ہوتا ہے کہ جنہیں جہاد کے نتیجہ میں بطور غنیمت انہوں نے حاصل کیا ہو اور جو مال بغیر کسی فوج کشی کے حاصل ہوا ہو ,وہ مال نے کہلاتا ہے جو صرف پیغمبر کا حق ہوتا ہے جس میں کسی اور کاحصہ نہیں ہوتا .چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے .

جو مال اللہ نے اپنے رسول کو ان لوگو ں سے بغیر جنگ کے دلوایا کہ جس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں)بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں کوجس پرچاہتا ہے تسلط عطاکرتا ہے .

اور اس بارے میں کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا کہ فدک فوج کشی کے بغیر حاصل ہوا اس لیے یہ آنحضرت کی ذاتی جائیداد تھی .جس میں کسی دوسرے کا استحقاق نہیں تھا .چنانچہ مورخ طبری تحریر کرتا ہیں.

فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص تھا کیونکہ اس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ .

اور امام بلاذری تحریر کرتے ہیں کہ.

فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی ملکیت تھا .کیونکہ اس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دڑوائے نہ اونٹ.

اور یہ بھی مسلم حیثیت سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے اپنی زندگی میں یہ علاقہ جناب سیدہ کو بطور ہبہ عطاکردیا تھا چنانچہ ملا علی متقی تحریر کرتے ہیں کہ :

ابو سعید حذری سے روایت ہے کہ جب آیہ واٰت ذاالقربیٰ حقہ نازل ہوا ,تو پیغمبر نے فرمایا کہ اے فاطمہ فدک تمہارا

jabir.abbas@yahoo.com

حصه ہے ۔

جب حضرت ابو بکر بر سر اقتدار آئے تو انہوں نے حکومت کی بعض مصلحتوں کے پیش نظر جناب سیدہ کو بے دخل کر دیا ,اور فدک ان کے قبضہ سے نکال لیا .چنانچه ابن حجر تحریر کرتے ہیں ۔

ابو بکر نے جناب فاطمه علیه السلام کے ہاتھ سے فدک چھین لیا ۔

جناب سیدہ نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور حضرت ابوبکر سے احتجاج کرتے ہوئے فرمایا که تم نے فدک پرقبضه کرلیا ہے حالانکه رسول الله اپنی زندگی میں مجھے ہبه فرما چکے تھے .جس پرابوبکر نے جناب سیدہ سے ہبه کے گواہ طلب کئے .چنانچه امیرالمومنین علیه السلام اور ام ایمن نے ان کے حق میں گواہی دی .مگر حضرت ابو بکر کے نزدیک یه شہادت قابل تسلیم نہیں سمجھی گئی اور جناب سیدہ کے دعوی ٰکو غلط بیانی پر محمول کر تے ہوئے خارج کردیا گیا.چنانچه امام بلا ذری تحریر فرماتے ہیں ۔

حضرت فاطمه نے ابو بکر سے کہا که رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے فدک مجھے دیا تھا .لہٰذا وہ میرے حوالے کرو ۔ اورامیرالمومنین علیه السلام نے ان کے حق میں گواہی دی.حضرت ابوبکر نے دوسرے گواہ کا مطالبه کیا .چنانچه دوسر ی گواہی ام ایمن نے دی جس پر ابوبکر نے کہا .اے دختر رسول تم جانتی ہو که اگر گواہی کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دوعورتیں ہونا چاہئیں ۔

ان شواہد کے بعدان میں قطعاً گنجائش انکارنہیں رہتی که فدک پیغمبر کی مخصوص ملکیت تھا اورانہوں نے اپنی زندگی میں جناب سیدہ کو قبضه دلا کر ہبه کی تکمیل کردی تھی .لیکن حضرت ابو بکر نے ا س کا قبضه چھین کر آپ کو بے دخل کر دیااور اسی سلسله میں حضرت علی اور ام ایمن کی گواہی اس وجه سے مسترد کردی که ایک مرد اور ایک عورت سے نصاب شہادت پورا نہیںہوتا .اس مقام پر یه سوال پیدا ہوتا ہے که جب فدک پر جناب سیدہ کا قبضه مسلّم ہے جیسا که حضرت نے بھی اس مکتوب میں بلی ٰکانت فی ایدینا فدک سے اس کی صراحت کی ہے .تو حضرت فاطمه صلوٰۃ الله وسلامه علیہا سے ان کے دعوی ٰپرثبوت طلب کرنے کے کیا معنی ہوتے ہیں جب که بار ثبوت کے ذمه نہیں ہوتا جس کا قبضه ہو ?بلکه جو اس کے خلاف دعوی ٰپر ثبوت کا بہم پہنچانا بھی اس کے ذمه ہوتا ہے کیونکه قبضه خود ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے .لہٰذا حضرت ابو بکر پر یه امر عائد ہوتا تھا .که وہ اپنے تصرف کے جواز پر کو ئی ثبوت پیش کرتے اوردر صور تیکه وہ اپنے دعوی ٰپر کوئی دلیل نه لاسکے ,جناب سیدہ کا قبضه ان کی صحیح ملکیت کا ثبوت ہوگا اور اس صورت میں ان سے کسی اور ثبوت اور مشاہدہ کا مطالبه کرنا بنیادی طور پر غلط ہو گا ۔

حیرت اس پر ہوتی ہے که جب حضرت ابو بکر کے سامنے اسی نوعیت کے اور قضا یا پیش ہو تے ہیں تو وہ محض دعوے ٰکی بنا پر مدعی کے حق میں فیصله کردیتے ہیں نه اس سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے اور نه گواہیوں کا مطالبه ہوتا ہے چنانچه امام بخاری تحریر کرتے ہیں ۔

جابر ابن عبدالله سے روایت ہے که انہوں نے کہا که مجھ سے رسول الله نے فرمایا تھا که اگر بحرین کا مال آیا تو میں

jabir.abbas@yahoo.com

تمہیں اتنا اور اتنا دوں گا.مگر وفات پیغمبر تک وہ مال نہ آیا,اور جب ابوبکر کے زمانہ میں آیا تو وہ ان کے پاس گئے اور ابو بکر نے اعلان کرایا کہ جس کا رسول اللہ پر قرض ہو یا انہوں نے کسی سے وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے.چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور ان سے واقعہ بیان کیا کہ پیغمبر نے بحرین کا مال آنے پر مجھے اتنا اور اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا جس پر انہوں نے عطاکردیا.

اسی حدیث کی شرح میں ابن حجر عسقلانی نے تحریر کیا ہے .

یہ خبر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ میں سے ایک عادل کی بھی خبر قبول کی جاسکتی ہے اگر چہ وہ خود اسی کے فائدے کے لیے کیوں نہ ہوکیونکہ ابوبکر نے جابر سے ان کے دعویٰ کی صحت پر کو ئی گواہ طلب نہیں کیا .

اگر حسن ظن پر بنا کرتے ہوئے بغیر کسی شاہد اور بینہ کے جابر کو مال دے دینا جائز تھا تو اسی حسن ظن کی بنا پر جنا ب سیدہ کے دعویٰ کی تصدیق کرنے میں کیا چیز مانع تھی جب کہ جابر کے متعلق یہ خو ش اعتمادی کیوں نہیں پیدا ہوسکتی ہے کہ وہ غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتے .تو جناب سیدہ کے متعلق یہ خوش اعتمادی کیوں نہیں ہو سکتی کہ وہ ایک قطعہ زمین کی خاطر رسول اللہ پر افترا نہیں باند ھ سکتیں .اوّلاًآپ کی مسلمہ صداقت و دیانت ہی اس کے لیے کافی تھی کہ آپ کوان دعویٰ میں سچا سمجھا جاتا چہ جائیکہ حضر ت علی علیہ السلام اور ام ایمن کی گواہی بھی ان کے حق میں موجود ہو اور یہ کہنا کہ ان دو گواہیوں سے جناب سیدہ کے حق میں فیصلہ نہیںہو سکتا تھا .کیونکہ قرآن نے شہادت کا اصول مقرر کیا ہے کہ :

اپنے مردوں میں سے دو کی گواہی لیا کرو اور اگردو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں .

اگریہ اصول ہمہ گیر تھا تو ہر موقع پر اس کا لحاظ ہونا چاہیے تھا .حالانکہ بعض موارد پر اس کی پابندی نظر نہیں آتی چنانچہ جب ایک اعرابی ناقہ کے معاملہ میں آنحضرت سے جھگڑا کیا,تو خزیمہ ابن ثابت نے پیغمبر کے حق میں گواہی دی اور اس ایک گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا گیا .کیونکہ جن کے حق میں یہ گواہی تھی .ان کی دیانت و صداقت میں کو ئی شبہ نہ تھا اس لیے نہ آیہ شہادت کے عموم پر کچھ رخنہ پڑا ,اورنہ اسے آئین شہادت کے خلاف سمجھا گیا .تو اگر یہاں پیغمبر کی صداقت کے پیش نظر ان کے حق میں ایک گواہی کافی سمجھی گئی ,تو کیا جناب سیدہ کی اخلاقی عظمت اور راست گفتاری کی بنا ئ پر حضرت علی و ام ایمن کی گواہی کو ان کے حق میں کافی نہیں سمجھا جاسکتا ہے .اس کے علاوہ اس آیت میں حصر نہیں کیا گیا کہ ان دو صورتوں کے علاوہ اور کو ئی صورت اثبات مدعاکے لیے نہیں ہو سکتی .چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمتہ نے احقاق الحق باب المطاعن میں تحریر کیا ہے .

»معترض کا یہ کہنا کہ ام ایمن کی گواہی سے نصاب شہادت نامکمل رہتا ہے یہ اس بنا پر غلط ہے کہ بعض احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک گواہ اور حلف سے بھی حکم لگانا جائز ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کا حکم منسوخ قرار پائے کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دوعورتوں کی گواہی سے حکم لگایا جاسکتا ہے اور ان کی گواہی سند و حجت ہے.مگراس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اگر شہادت کے علاوہ کو ئی اور دلیل

jabir.abbas@yahoo.com

ہوتو وہ قبول نہیں ہے اور نہ اس بنا پر حکم لگایا جا سکتا ہے۔ مگر یہ کہا جائے کہ اس کا مفہوم (لازمی معنی)یہی نکلتا ہے .لیکن (ہرموردمیں)مفہوم حجت نہیں ہوتا .لہٰذا اس مفہوم کوبرطرف کیا جاسکتا ہے جبکہ حدیث میں اس مفہوم کے خلاف صراحت موجود ہے اور مفہوم کو برطرف کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت منسوخ ہوجائے دوسرے یہ کہ آیت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی میں اختیا ر دیا گیاہے اور اگر ارزوئے حدیث ان دو شقوں میں ایک شق کا اور اضافہ ہوجائے اور وہ یہ کہ ایک گواہی اورقسم سے بھی فیصلہ ہوسکتا ہے تو اس سے یہ کہا ں لازم آتا ہے کہ قرآنی آیت کاحکم منسوخ ہو جائے .

بہر حال اس جو اب سے یہ امر وضح ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے اس کا محتاج نہیں کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پیش کرے .بلکہ اگر ایک شاہد کے ساتھ کے ساتھ حلف اٹھائے تو اسے اس دعویٰ میں سچا سمجھتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ ہوسکتا ہے .چنانچہ ملا علی متقی تحریر کرتے ہیں .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ,ابوبکر, عمر اور عثمان ایک گواہی اورمدعی کی قسم پر فیصلہ کردیاکرتے تھے.

جب ایک گواہ اور قسم پر فیصلے ہوتے تھے تو اگر حضرت ابوبکر کی نظر میں نصاب شہادت نامکمل تھا ,تو وہ جناب سیدہ سے قسم لے لیتے اور ان کے حق میں فیصلہ کردیتے مگر یہاں تو مقصد ہی یہ تھا کہ جناب سیدہ کی صداقت کو مجروح کیا جائے تاکہ آئندہ کسی منزل پران کی تصدیق کا سوال ہی پیدا نہ ہو .

بہر صورت جب اس طرح جناب فاطمہ کادعویٰ مسترد کر دیا گیا اور فدک کو ہبہ رسول نہ سمجھا گیا تو آپ نے میراث کی رو سے اس کا مطالبہ کیا کہ اگر تم یہ نہیں مانتے کہ پیغمبر نے مجھے ہبہ کیاتھا ,تو اس سے تو انکار نہیں کرسکتے کہ فدک پیغمبر کی مخصوص ملکیت تھا اور میں ان کی تنہا وارث ہوں .چنانچہ عبدالکریم شہر ستانی تحریر کرتے ہیں.

جناب فاطمہ علیہا السلام نے ایک دفعہ وراثت کی رو سے دعویٰ کیا اور ایک دفعہ ملکیت کی رو سے مگر آپ کو اس سے محروم کردیا گیا اس مشہور روایت کی وجہ سے جوپیغمبر سے مروی ہے کہ»آپ نے فرمایاکہ ہم گروہ انبیا ئ کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے .بلکہ جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے «.

اس قول کا جسے حدیث رسول کہہ کر پیش کیاگیا ,حضرت ابوبکر کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا اور نہ صحابہ میں سے کسی اور نے اسے سنا تھا چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ :

آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کی میراث کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا .اور کسی کے پاس اس کے متعلق کو ئی اطلاع نہ تھی . البتہ ابوبکر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہو ئے سنا ہے کہ ہم گروہ انبیا ئ کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے بلکہ جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے .

عقل یہ تسلیم کرنے سے انکاری ہے کہ پیغمبر ان افرادکو جو آپ کے وارث سمجھے جاسکتے تھے یہ تک نہ بتائیں کہ وہ وارث نہیں ہوں گے اور ایک اجنبی کو کہ جسے آنحضرت کی رواثت سے دور کا بھی لگاؤ نہ تھا یہ بتا جائیں کہ ان کا کو ئی وارث نہیں ہے پھر یہ روایت اس وقت منظر عام پر لا ئی جاتی ہے جب کہ فدک کا مقدمہ آپ کی عدالت

jabir.abbas@yahoo.com

میں دائر ہو چکا تھا اور وہ خود ا س میں ایک فریق کے مخالف کی حیثیت رکھتے تھے تو ایسی صورت میں ان کا اپنی تائید میں ایسی روایت پیش کرنا جو صرف انہی سے سنی گئی ہو ,کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے .اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابوبکر کی جلالت قدر کے پیش نظر اس روایت پر اعتماد کرنا چاہیے تو اگر ان کی عظمت و منزلت کی بنا پر ا س روایت پر وثوق کیا جا سکتا ہے تو کیا جناب سیدہ کی دیانت وراست بازی کے پیش نظر ان کے دعویٰ ہبہ پر اعتماد نہیںکیا جاسکتا تھا .جب امیرالمومنین علیہ السلام اور ام ایمن کی شہادت طلب کی جاسکتی ہے . جب کہ یہ روایت قرآن کے عموی حکم وراثت کے بھی خلاف ہے اور ایسی روایت جو روایتہ کمزور اور درایتہ مقدوح و مجروح ہو ,قرآن کے عموی حکم وراثت کی مخصص کیونکر قرار پاسکتی ہے جب کہ قر آن میں انبیا کی وراثت کا صرا حتہ تذکرہ موجود ہے .چنانچہ ارشاد الہی ہے :

سلیمان داؤد کے وارث ہوئے .

دوسرے موقع پرجناب ذکریا علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کی زبانی ارشادہے :

میں اپنے بعد اپنے بنی اعمام سے ڈرتا ہوں .اس لیے کہ میری بیوی بے اولاد ہے (اے اللہ !)تو مجھ کو اپنی طر ف سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور اولاد یعقوب کا وارث ہو ,اور اے اللہ تو اسے پسندیدہ قراردے.

ان آیات میں ورثہ سے مال ہی کا ورثہ مراد ہے .اور اسے معنی مجازی پر محمول کرتے ہوئے علم و نبوت کا ورثہ مراد لینا نہ صرف بعید بلکہ واقعیت کے بھی خلاف ہے .کیونکہ علم و نبوت کا ورثہ میں ملنے والی چیزیں نہیں ہیں اورنہ ان میں بطور ورثہ منتقل ہوا کرتیں .تو پھر تمام انبیا ئ کی اولاد کونبی ہونا چاہیے تھا .اس تفریق کے کوئی معنی نہیں کہ بعض انبیا ئ کی اولاد کو ورثہ نبوت ملے اور بعض کو اس سے محروم کردیا جائے حیرت ہے کے نبوت کے بطور ورثہ منتقل ہو نے کا نظریہ ان لوگوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے جو ہمیشہ سے شیعوں پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں کہ انہوں نے امامت و خلافت کو ایک موروثی چیز قرار دے کر اسے ایک ہی خاندا ن میں منحصر کردیا ہے تو کیا یہاں ورثہ نبوت ایک موروثی چیز بن کر نہ ر ہ جائے گی .

اگر حضر ت ابو بکر کی نظر میں اس حدیث کی رو سے پیغمبر کا کوئی وارث نہیں ہوسکتا تھا تو اس وقت یہ حدیث کہاں تھی کہ جب حضرت فاطمہ علیہ السلام کا حق وراثت تسلیم کرتے ہوئے دستاویز تحریر کردی تھی . چنانچہ صاحب سیرۃ حلبیہ سبط ابن جوزی سے نقل کرتے ہیں .

حضرت ابو بکر منبر پر تھے کہ جناب فاطمہ تشریف لائیں اور فرمایا کہ قرآن میں یہ تو ہو کہ تمہاری بیٹی تمہاری وارث بنے اور میں اپنے باپ کا ورثہ نہ پاؤں اس پر حضرت ابو بکر رونے لگے اور منبر سے نیچے اتر آئے اور حضرت فاطمہ کو دستاویز لکھ دی .اتنے میں حضرت عمر آئے اورپو چھا کیا ہے ?حضرت ابو بکر نے کہا میں نے حضرت فاطمہ علیہ السلام کے لیے میراث کا نوشتہ لکھ دیا ہے کہ جو انہیں ان کے باپ کی طرف سے پہنچتی ہے .حضرت عمر نے کہا کہ پھر مسلمانوں پر کیا صرف کرو گے جب کہ تم عرب تم سے جنگ کے لیے آمادہ ہیں ,اور یہ کہہ کر حضرت عمر نے وہ تحریر چاک کر ڈالی اس طرز عمل کو دیکھنے کے بعد ہر صاحب بصیرت بآسانی ا س نتیجہ پر پہنچ سکتا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے کہ یہ روایت خود ساختہ اور غلط ہے اور صرف فدک پر تصرف حاصل کرنے کے لیے گڑھ لی گئی ہے تھی .چنانچہ جناب سیدہ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا کہ حضرت ابوبکر وعمر کے بارے میں وصیت فرمادی کہ یہ دونوں ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں . جناب سیدہ کی اس نا راضگی کو جذبات پر محمول کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو کم کرنا کسی صحیح جذبہ کی بنا پر نہیں ہے .کیونکہ اگر یہ ناراضگی جذبات کے ماتحت ہوتی .تو امیرالمومنین علیہ السلام حضرت زہر ا علیہ السلام کی اس بے محل ناراضگی کو روکتے .مگر کوئی تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس

نا راضگی کوبے محل سمجھا ہو .اور پھر آپ کی ناراضگی ذاتی رنجش اور جذبات کے نتیجہ میں ہو کیسے سکتی تھی .جب کہ ا ن کی خوشنودی و ناخشنودی عین منشائے الہی کے مطابق ہو تی تھی .چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اس کا شاہدہے .

اے فاطمہ (صلوۃ اللہ و سلامہ علیہا)اللہ تمہارے غضب سے غضبناک اور تمہاری خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے.

46 مکتوب ایک عامل کے نام :

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لیتا ہوں . اور گنہگاروں کی نخوت توڑتا ہوں .اور خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں .پیش آنے والی مہمات میں اللہ سے مدد مانگو . (رعیت کے بارے میں)سختی کے ساتھ کچھ نرمی کی آمیزش کئے رہو . جہاں تک مناسب ہو نرمی برتو ,اور جب سختی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو سختی کرو.رعیت سے خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آؤ .ان سے اپنا رویہ نرم رکھو .اور کنکھیوں اور نظر بھر کردیکھنے اور اشارہ اورسلام کرنے میں برابری کرو تاکہ بڑے لو گ تم سے بے راہ روی کی توقع نہ رکھیں اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہوں .والسلام.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

47 وصیت جب آپ کو ابن ملجم لعنہ اللہ ضربت لگا چکا تو آپ نے حسن و حسین علیہما السلام سے فرمایا:

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا ,دنیا کے خواہشمند نہ ہونا ,اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا .ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا.

میں تم کو اپنی تمام اولاد کو ,اپنے کنبہ کو اورجن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اپنے معاملات درست اورآپس کے تعلقات کو سلجھائے رکھنا ,کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے . (دیکھو)یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ان کے کام و دہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ برباد نہ ہوجائیں اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ اس حد تک ان کے لیے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے .قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت لے جائیں . نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کاستون ہے اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اپنے جیتے جی اسے خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر(عذاب سے

jabir.abbas@yahoo.com

)مہلت نہ پاؤ گے ,جان ,مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کونہ بھولنا اور تم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا .اور خبردار ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنانیکی کاحکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھا نا ورنہ بدکردارتم پر مسلط ہو جائیں گے .پھر دعا مانگو گے تو قبول نہیں ہو گی .

)پھر ارشاد فرمایا)اے عبد المطلب کے بیٹو !ایسا نہ ہونے پائے کہ تم امیر المومنین علیہ السلام قتل ہوگئے ,امیر المومنین علیہ السلام قتل ہوگئے کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کردو .

دیکھو !میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو !جب میں ا س ضرب سے مرجاؤں تو ا س کے ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار !کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو ,اگرچہ وہ کاٹنے والا کتاہی ہو .

jabir.abbas@yahoo.com

48 مکتوب معاویہ ابن ابی سفیا ن کے نام :

یا د رکھو !سرکشی اور دروغ گوئی انسان کو دین و دنیا میں رسوا کر دیتی ہے اور نکتہ چینی کرنے والے کے سامنے اس کی خامیاں کھول دیتی ہے تم جانتے ہوکہ جس چیز کا ہاتھ سے جانا ہی طے ہے ,اسے تم پانہیں سکتے .بہت سے لوگوں نے بغیر کسی حق کے کسی مقصد کو

چاہا اور منشائے الٰہی کے خلاف تاویلیں کرنے لگے, تو اللہ نے انہیں جھٹلا دیا .لہٰذا تم بھی اس دن سے ڈور جس میں وہی شخص خوش ہوگا جس نے اپنے اعمال کے نتیجہ کو بہتر بنالیا ہو اور وہ شخص نادم و شرمسار ہوگا جس نے اپنی باگ ڈور شیطان کو تھمادی اور اس کے ہاتھ سے اسے نہ چھیننا چاہا اور تم نے ہمیں قرآن کے فیصلہ کی دعوت دی .حالانکہ تم قرآن کے اہل نہیں تھے تو ہم نے تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی .والسلام!

49 مکتوب معاویہ کے نام:

دنیا آخرت سے روگرداں کر دینے والی ہے اور جب دنیا دار اس سے کچھ تھوڑا بہت پالیتا ہے تو وہ اس کے لیے اپنی حرص وشیفتگی کے دروازے کھول دیتی ہے اور یہ نہیں ہو تا کہ اب جتنی دولت مل گئی اس پر اکتفا کرے ,اور جوہاتھ نہیں آیا اس سے بے نیاز رہے .حالانکہ نتیجہ میں جو کچھ جمع کیا ہے اس سے جدائی اور کچھ بندو بست کیا ہے اس کی شکست لازمی ہے اور اگر تم گزشتہ حالات سے عبرت حاصل کرو تو باقی عمر کی حفاظت کر سکو گے .والسلام !

50 مکتوب جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہو تے ہوئے اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا:

خدا کے بندے علی امیرالمومنین علیہ السلام کے نام جو مددگاروں میں سر بر آور دہ, اور قوم عرب میں بلند نام ہیں .میں عثمان کے معاملہ سے تمہیں اس طر ح آگاہ کئے دیتا ہوں, کہ سننے اور دیکھنے

jabir.abbas@yahoo.com

میں کو ئی فرق نہ رہے .لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تو مہاجرین
میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ
ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو ,اور شکوہ شکایت بہت
کم کرتاتھا .البتہ ان کے بارے میں طلحہ و زبیر کی ہلکی سے ہلکی
رفتار بھی تند و تیز تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سختی و درشتی لیے
ہوئے تھی اور ان پر عائشہ کو بھی بے تحاشہ غصہ تھا .چنانچہ ایک
گروہ آمادہ ہو گیا اور اس نے انہیں قتل کردیا اور لوگوں نے میری
بیعت کرلی .اس طرح کہ نہ ا ن پرکو ئی زور زبردستی تھی اور نہ
انہیں مجبور کیا گیا تھا ,بلکہ انہوں نے رغبت و اختیار سے ایسا کیا .

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دارالہجرت (مدینہ) اپنے رہنے والوں
سے خالی ہو گیا ہے .اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے اکھڑچکے
ہیں.اور وہ دیگ کی طرح ابل رہا ہے اورفتنہ کی چکی چلنے لگی ہے
لہٰذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دشمنوں سے جہاد
کرنے کے لیے جلدی سے نکل کھڑے ہو.

ابن میثم نے تحریر کیاہے کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام طلحہ و زبیر کی شورش انگیزیوں کی خبر سن کر بصر ہ کی جانب روانہ ہوئے تو مقام مائ العذیب سے امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسر کے ہاتھ یہ خط اہل کوفہ کے نام بھیجا اور ابن ابی الحدید نے یہ روایت لکھی ہے کہ جب حضرت نے زبذہ میں منزل کی تو محمد ابن جعفر اور محمد ابن ابی بکر کے ذریعہ اسے روانہ کیا .

حضر ت علیہ السلام نے اس مکتوب میں واضح طور پر اس امر پرروشنی ڈالی ہے کہ حضرت عثمان کا قتل ام المومنین اور طلحہ و زبیر کی کوششوں کیا نتیجہ تھا اوروہی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور حضرت عائشہ تو اپنے حدو دکا ر کا لحاظ کئے بغیر عام اجتماعات میں ان کی بے عنوانیوں کو بے نقا ب کر کے ان کے قتل کا حکم دیا کرتی تھیں .چنانچہ شیخ محمد عبدہ نے تحریر کیا ہے کہ:

حضرت عائشہ نے جب کہ حضرت عثمان منبر پر تھے رسول کی جوتیاں اور قمیضنکالی اور ان سے کہا کہ یہ رسول اللہ کی جوتیاں اور ان کی قمیضہے .ابھی یہ چیزیں پرانی بھی نہیں ہوئیں کہ تم نے ان کے دین کو بدل دیا .اورسنت کو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسخ کردیا .پھر دونوں میں بہت زیادہ تلخ کلامی ہوئی .اور حضرت عائشہ انہیں ایک مشہور آدمی سے تشبیہ دیتے ہوئے نعثل کہا کرتی تھیں.

لوگ حضرت عثمان کے ہاتھوں نالاں تھے ہی ان باتوں سے ان کی ہمت بندھی اور انہوں نے ان کو محا صرہ میں لے لیا تاکہ وہ اپنی روش میں ترمیم کریں یا خلافت سے کنارہ کش ہوجائیں اور ان حالات میں یہ قوی اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے ان دو میں سے ایک بات تسلیم نہ کی تو قتل کر دیئے جائیں گے اوریہ سب کچھ حضرت عائشہ کی نظر وں کے سامنے تھا .مگر انہوں نے اس کی طرف کو ئی توجہنہ کی اور انہیں محاصرہ میں چھوڑ کر مکہ جانے کا تہیہ کرلیا.حالانکہ ا س موقع پر مروان اور عتاب ابن اسید نے ان سے کہا بھی کہ اگر آپ اپنا سفر ملتوی کردیں تومملکن ہے کہ ان کی جان بچ جائے اوریہ ہجوم چھٹ جائے مگر آپ نے فرمایا میں نے حج کا ارادہ مصمم کر لیا ہے .جسے بدلا نہیں جاسکتا جس پر مروان نے بطور تمثیل یہ شعر پڑھا .

حرق قیس علی البلاد حتی اذا اضطر مت اجذ ما

(ترجمہ) قیس نے میرے خلاف شہروں میں آگ لگا ئی اور جب وہ شعلہ در ہوئے تو دامن بچا کر چلتا ہوا .

اسی طرح طلحہ و زبیر کے غصہ کا پارہ بھی ان کے خلاف چڑھا رہتا تھا اور وہ اس آگ کوبھڑکانے اور مخالفت کو ہوا دینے میں پیش پیش رہتے تھے اور اس لحا ظ سے بڑ ی حد تک قتل عثمان میں شریک اور ان کے خون کے ذمہ دار تھے .اوردوسرے لو گ بھی ان کو اسی حیثیت سے جانتے اورانہی کو قاتل ٹھہراتے تھے اوران کے ہوا خواہ بھی صفائی پیش کرنے سے قاصر رہتے تھے .چنانچہ ابن قیتبہ تحریر کرتے ہیں .کہ جب مقام اوطاس میں حضرت عائشہ سے مغیرہ ابن شعبہ کی ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ:

اے ام المومنین کہاں کا ارادہ ہے ؟فرمایا بصرے کا کہا کہ وہاں کیا کام ہے ؟فرمایا خون عثمان کاقصاص لینا ہے اس نے کہا کہ عثما ن کے قاتل تو آپ کے ہمراہ ہیں .پھر مروان کی طرف متوجہ ہوا,اور پوچھا کہ تمہارا کہا ںکا ارادہ ہے ؟ اس نے کہا کہ میں بھی بصرہ جارہا ہوں کہا کس مقصد کے لیے ؟کہا کہ عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لینا ہے اس نے کہا کہ عثمان کے قاتل تو تمہارے ساتھ ہی ہیںاور انہی طلحہ و زبیر نے تو انہیں قتل کیا تھا .

بہر صورت جب یہ قاتلین عثمان کی جماعت امیر المومنین علیہ السلام کو مورد الزام ٹھہر ا کر بصرہ میں ہنگامہ آرائی کے لیے پہنچ گئی تو امیر المومنین علیہ السلام بھی اس فتنہ کو دبانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اہل کوفہ کا تعاون حاصل کرنے کے لیے یہ خط لکھا جن پر وہاں کے جانبازوں اور جانثاروںکی ایک عظیم جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ کی فوج میں آکر شامل ہوگئی اور پوری ہمت و جوانمردی سے دشمن کا مقابلہ کیا جس میں امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی اعتراف کیا ہے ,چنانچہ اس کے بعد کا مکتوب اسی اعترا ف حقیقت کے سلسلہ میں ہے.

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

51 مکتوب خراج کے تحصیلداروں کے نام:

خدا کے بند ے علی امیرالمومنین علیه السلام کا خط خراج وصول کرنے والوں کی طرف .

جو شخص اپنے انجام کار سے خائف نہیں ہو تا وہ اپنے نفس کے بچاؤ کے لیے کو ئی سروسامان فراہم نہیں کر سکتا .تمہیں معلوم ہونا چاہیے که جو فرائض تم پرعائد کئے گئے ہیں, وہ کم ہیں اور ان کا ثواب زیادہ ہے.خدا نے ظلم و شرکشی سے جوروکا ہے اس پر سزا کا خوف نه بھی ہوتا جب بھی اس سے بچنے کا ثواب ایسا ہے که اس کی طلب سے بے نیاز ہونے میں کوئی عذر نہیں کیا جاسکتا .لوگوں سے عدل و انصاف کارویه اختیا ر کرو .اور ان کی خواہشوں پر صبر و تحمل سے کام لو اوراس لیے که تم رعیت کے خزینه دار, امت کے نمائندے اور اقتدار اعلیٰ کے فرستادہ ہو .کسی سے اس کی ضرورت کو قطع نه کر و اور اس کے مقصد میں روڑ ے نه اٹکاؤ اور لوگوں سے خراج وصول کرنے کے لیے ان کے جاڑے یا گرمی کے کپڑوں اور مویشیوں کو جن سے وہ کام لیتے ہوں, اور ان کے غلاموں کو فروخت نه کرو ,اور کسی کو پیسه کی خاطر کوڑے نه لگاؤ ,اور کسی مسلمان یا ذمی کے مال کو ہاتھ نه لگاؤ .مگر یه که اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہو که جو اسلام کے خلاف استعمال ہونے والا ہو اس لیے که یه ایسی چیز ہے که کسی مسلمان کے لیے یه مناسب نہیں که وہ ا سکو دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں رہنے دے که جو مسلمانوں پر غلبه کا سبب بن جائے اور اپنوں کی خیر خوہی فوج سے نیک برتا ؤ,رعیت کی امداد اور دین خدا کو مضبوط کرنے میں

jabir.abbas@yahoo.com

کوئی دقیقه اٹھا نه رکھو .الله کی راہ میں جوتمہارا فرض ہے اسے سرانجا م دو .کیونکه الله سبحانہنے اپنے احسانات کے بدله میں ہم سے اور تم سے یه چاہا ہے که مقدور بھرا س کاالشکر اور طاقت بھی اس کی نصرت کریں اور ہماری قوت و طاقت بھی تو خدا ہی کی طرف سے ہے .

52 مکتوب نماز کے بارے میں مختلف شہروں کے حکمرانوں کے نام :

ظہر کی نماز پڑھاؤ اس وقت تک که سورج اتنا جھک جائے که بکریوں کے باڑے کی دیوا رکا سایه اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت تک پڑھ لینا چاہیے ابھی روشن زنده ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو که چھ میل کی مسافت طے کی جاسکے اور مغرب کی نما ز اس وقت پڑھاؤ جب روزه دار روزه افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں اور عشائ کی نماز مغرب کی سرخی غائب ہو نے سے رات کے ایک تہائی حصه تک پڑھا دو ,اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤجب آدمی اپنے ہمراہی کا چہره پہچان لے اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو ان میں سے سب سے کمزور آدمی پر بھی باز نه ہو اورلوگوں کے لیے صبر آزمانه بن جاؤ.

53 عہد نامه ٍ ا س دستاویز کو (مالک)اشتر نخعی رحمته الله کے لیے تحریر فرمایا .

جب که محمد ابن ابی بکر کے حالات بگڑ جانے پر انہیں مصر اور اس کے اطراف کی حکومت سپرد کی .یه سب سے طویل عہد نامه اور

jabir.abbas@yahoo.com

امیر المومنین علیه السلام کے توقیعات میں سب سے زیادہ محاسن پر مشتمل ہے .

بِسمِ اللہ اُلرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ ط

یہ ہے وہ فرمان جس پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندے علی امیر المومنین علیه السلام نے مالک ابن حارث اشتر کو جب مصر کا انہیں والی بنا یا تاکہ وہ خرا ج میں جمع کریں دشمنوں سے لڑیں ,رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں .

انہیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں ,اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض و سنن کا اس نے اپنی کتا ب میں حکم دیا ہے , ان کا اتباع کریں کہ انہی پیروی سے سعادت اور انہی کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بدبختیو امنگیر ہوتی ہے .اوریہ کہ اپنے دل اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہےں .کیونکہ خدائے بزرگ و بر تر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصر ت کرے گا, وہ اس کی مدد کرے گا ,اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہو گا, وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا .

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس برائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے .مگر یہ کہ خداکا لطف وکرم شامل حال ہو .

اے مالک!اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں ان علاقوں میں بھیج رہا ہوں کہ جہاں تم سے پہلے عادل اورظالم کئی حکومتیں گزر چکی ہیں اور لو گ تمہارے طرز عمل کو اسی نظر سے دیکھیں گے .جس

jabir.abbas@yahoo.com

نظر سے تم اپنے اگلے حکمرانوں کے طور طریقے کو دیکھتے رہے ہو
اورتمہارے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو تم ان حکمرانوں کے
بارے میں کہتے ہو .یہ یاد رکھو ,کہ خد اکے نیک بندوں کا پتہ چلتا
ہے اسی نیک نامی سے جو انہیںبندگان الہی میں خدا نے دے رکھی ہے
لہٰذا ہر ذخیر ے سے زیاد ہ پسند تمہیں نیک اعمال کا ذخیرہ ہونا.
چاہیے .تم اپنی خواہشوں پر قابو رکھو اور جو مشاغل تمہارے لیے حلا
ل نہیں ہیں ان میں سے صرف کرنے سے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرو
کیونکہ نفس کے ساتھ بخل کرنا ہی اس کے حق کو ادا کرنا ہے .چاہے
وہ خود اسے پسند کرے یاناپسند .رعایا کے لیے اپنے دل کے اندر رحم
و رافت اور لطف و محبت کو جگہ دو . ان کے لیے پھاڑ کھانے والا
درندہ نہ بن جاؤ .کہ انہیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو .اس لیے کہ
رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں .ایک تو تمہارے دینی بھائی اور
دوسرے تمہارے جیسی مخلوق خدا .ان کی لغزشیں بھی ہونگی .
خطاؤں سے بھی انہیں سابقہ پڑے گا اور ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ
کر یابھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہونگی .تم ان سے اسی طرح عفو
و در گذر سے کام لینا .جس طرح اللہ سے اپنے لیے عفو و درگذر کو
پسند کرتے ہو .اس لیے کہ تم ان پر حاکم ہو اور تمہارے اوپر تمہارا
امام حاکم ہے اور جس(امام)نے تمہیں والی بنا یا ہے اس کے اوپر اللہ
ہےس اور اس نے تم سے ان لوگوں کے معاملا ت کی انجا م دہی چاہی
ہے اور ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی ہے اور دیکھو, خبر دار !اللہ
سے مقابلہ کے لیے نہ اترنا .اس لیے کہ اس کے غضب کے سامنے تم بے
بس ہو اوراس کے عفو و رحمت سے بے نیاز نہیں ہوسکتے .تمہیں
کسی کو معاف کردینے پر پچھتانا اور سزا دینے پر اترانانہ چاہیے .غصہ
میں جلد بازی سے کام نہ لو .جب کہ اس کے ٹال دینے کی گنجائش

jabir.abbas@yahoo.com

ہو کبھی یہ نہ کہنا کہ میں حاکم بنایا گیا ہوں .لہٰذا میرے حکم کے آگے سرتسلیم خم ہو نا چاہیے .کیونکہ یہ دل میں فساد پیدا کرنے دین کو کمزور بنانے میں اور بردباریوں کو قریب لانے کا سبب ہے اور کبھی حکومت کی وجہ سے تم میں تمکنت یا غرور پیدا ہوتو اپنے سے بالاتر اللہ کے مالک کی عظمت کودیکھو!اور خیا ل کر و کہ وہ تم پروہ قدرت رکھتا ہے کہ جوخودتم اپنے آپ پر نہیں رکھتے .یہ چیز تمہاری رعونت و سرکشی کو دبادے گی ,اور تمہاری طغیانی کو روک دے گی اور تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو پلٹا دے گی .

خبر دار !کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں ٹکراؤاور اس کی شان و جبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اللہ ہر جبار و سر کش کو نیچا دکھا تا ہے اور ہر معزو ر کے سر کو جھکا دیتا ہے .

اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے خاص عزیزوں اور رعایا میں سے اپنے دل پسند افراد کے معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق الناس کے متعلق بھی انصاف کرنا .کیونکہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ظالم ٹھہراؤ گے .اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے .تو بند وں کی بجائے اللہ اس کا حریف و دشمن بن جاتا ہے اور جس کا وہ حریف و دشمن ہو .اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا ,اور وہ اللہ سے برسر پیکا ر رہے گا .یہاں تک کے باز آئے اور توبہ کر لے .اور اللہ کی نعمتوں کو سلب کرنے والی اس کی عقوبتوں کو جلد بلاوا دینے والی کو ئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظلم پر باقی رہا جائے کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار سنتا ہے اور ظالموں کے لیے موقع کا منتظر رہتا ہے .

تمہیں سب طریقوں سے زیادہ وہ طریقہ پسند ہونا چاہیے جو حق کے اعتبار سے بہترین ,انصاف کے لحاظ سے سب کو شامل اور رعایا کے

jabir.abbas@yahoo.com

زیادہ سے زیادہ افراد کی مرضی کے مطابق ہو ,کیونکہ عوام کی ناراضگی خاص کی رضا مندی کو بے اثر بنا دیتی ہے .اور خاص کی ناراضگی عوام کی رضامندی کے ہوتے ہوئے نظر اندا ز کی جاسکتی ہے .اور یہ یاد رکھو !کہ رعیت میں خاص سے زیادہ کو ئی ایسا نہیں کہ جو خوش حالی کے وقت حاکم پر بوجھ بننے والا, مصیبت کے وقت امداد سے کترا جانے والا, انصاف پرناز ک بھوں پڑنے سے چڑھانے والا, طلب و سوال کے موقعہ پر پنجے جھاڑ کر پیچھے کرنے والا بخشش پر کم شکر گزا ر ہو نے والا محروم کر دیئے جانے پر بمشکل عذر سننے والا اور زمانہ کی ابتلاؤںپر بے صبری دکھانے والا ہو اور دین کا مضبوط سہارا مسلمانوں کی قوت اور دشمن کے مقابلے میں سامان دفاع یہی امت کے عوام ہوتے ہیں لہٰذا تمہاری پوری توجہ اور تمہارا پورا رخ انہی کی جانب ہونا چاہیے .

اور تمہاری رعایا میں تم سے سب سے زیادہ دور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہیے جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو.کیونکہ لوگوںمیں عیب تو ہوتے ہی ہیں .حاکم کے لیے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے .لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں انہیں نہ اچھالنا .کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹا نا ہے کہ جو تمہارے اوپر ظاہر ہوں اور جو چھپے ڈھکے ہوں .ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے اس لیے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تاکہ اللہ بھی تمہارے ان عیو ب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو لوگوں سے کینہ کی ہر گرہ کوکھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کاٹ دو اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لیے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ اور چغل خور کی جھٹ سے ہاں میں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہاں نہ ملاؤ .کیونکہ وہ فریب کا ر ہوتا ہے .اگرچہ خیر خوا ہوں کی صورت میں سامنے آتا ہے .

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرو تاکہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا ,اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا .اور نہ کسی بزد ل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کردے گا .اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سجا دے گا . یاد رکھو !کہ بخل ,بزدلی اور حر-ص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں , مگر اللہ سے بد گمانی ان سب میں شریک ہے تمہارے لیے سب سے بد تر و زیروہ ہو گا .جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہے اس قسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوصین میں سے نہ ہوناچاہیے کیونکہ وہ گنہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں .ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر و رائے اور کارکردگی کے اعتبا ر سے ان کے مثل ہو ں گے مگر ان کی طرح گناہوں کی گرانبازیوں میں دبے ہوئے نہ ہو ں جنہوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو . اورنہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ہاتھ بٹایا ہو, ان کا بوجھ تم پر ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہتر ین معاون ثابت ہوں گے اور تمہارے علاوہ دوسروں سے ربط ضبط نہ رکھیں گے .انہی کو تم خلوت و جلوت میں اپنا مصاحب خاص ٹھہرا نا پھرتمہارے نزدیک ان میں زیادہ ترجیح ان لوگو ں کو ہونا چاہیے کہ جو حق کی کڑوی باتیں تم سے کھل کر کہنے والے ہوں اوران چیزوں میں کہ جنہیں اللہ اپنے مخصوص بندوں کے لیے پسند کرتا ہے تمہاری بہت کم مدد کرنے والے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوں چاہے وہ تمہاری خواہشوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں .پرہیز گارو ں اور راست بازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا .پھر انہیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر تمہاری تعریف کر کے تمہیں خوش نہ کریں .کیونکہ زیادہ مداح سرائی غرور پیدا کرتی ہے . اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے اور تمہارے نزدیک نیکو کاراور بدکردار دونوں برابر نہ ہوں اس لیے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کی نیکی سے رغبت کرنااور بدوں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے ہر شخص کو اسی کی منزلت پررکھو کہ حاکم اپنی رعایا پر پورا اعتماد اسی وقت کرنا چاہیے جب کہ وہ ان سے حسن سلوک کر تا ہو اور ان پر بوجھ نہ لادے اور انہیں ایسی ناگوار چیزوں پر مجبور نہ کرے جوان کے بس میں نہ ہوں.تمہیں ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ اس حسن سلوک سے تمہیں رعیت پر پورا اعتماد ہوسکے .کیونکہ یہ اعتماد تمہاری طویل اندرونی الجھنوں کو ختم کردے گا اور سب سے زیادہ تمہارے اعتماد کے وہ مستحق ہیں جن کے ساتھ تم نے اچھا سلوک کیا ہو ,اور سب سے زیادہ بے اعتمادی کے مستحق وہ ہیں جن سے تمہارا برتاؤ اچھا نہ رہا ہو.

اور دیکھو!اس اچھے طور طریقے کو ختم نہ کر نا کہ جس پر اس امت کے بزرگ چلتے رہے ہیں اور جس سے اتحاد و یک جہتی پیدا اور رعیت کی اصلاح ہو ئی ہے اور ایسے طریقے ایجاد نہ کرنا کہ جو پہلے طریقوں کو کچھ ضرر پہنچائیں اگرایسا کیا تو نیک روش کے قائم کرجانے والوں کو ثواب توملتار ہے گا,مگر انہیں ختم کردینے کاگناہ تمہاری گردن پر ہوگااور اپنے شہروں کے اصلاحی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے

jabir.abbas@yahoo.com

لوگوں کے حالا ت مضبوط رہے تھے علما ئ و حکما کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا .

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی سود و بہبود ایک دوسر ے سے وابستہ ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسر ے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے .دوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی و خصوصی تحریروں کاکام انجام دیتا ہے .تیسرا انصاف کرنے والے قضاۃکاہے .چو تھا حکومت کے وہ اعمال جن سے امن اورانصاف قائم ہوتا ہے .پانچواں خراج دینے والے مسلمان اور جزیہ دینے والے ذمیوں کا .چھٹا تجارت پیشہ و اہل حرفہ کا ساتواںفقرا و مساکین کا وہ طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہرایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبویمیں اس کی حد بندی کردی اور یہ وہ مکمل دستور ہمارے پاس محفوظ ہے .

(پہلا طبقہ)فوجی دستے یہ بحکم خدارعیت کی حفاظت کا قلعہ , فرمانرواؤں کی زینت ,دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہ ہیں . رعیت کا نظم و نسق انہی سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہا ر ا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لیے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اوراپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں .پھر ان دونوں طبقوں کے نظم و بقا کے لیے تیسرے طبقے کی ضروریات ہے کہ جو قضا ۃ اعمال اورمنشیان دفاتر کا ہے کہ جن کے ذریعے باہمی معاہدوں کی مضبوطی اور خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعہ وثوق و اطمینان

jabir.abbas@yahoo.com

حاصل کیا جاتا ہے .اور سب کا دار ومدار سوداگروں اور صناعوں پر ہے کہ وہ ان کی ضروریات کوفراہم کرتے ہیں بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریا ت کو مہیا کر کے انہیں خود مہیا کرنے سے آسودہ کردیتے ہیں اس کے بعد پھر فقیروں اور باداروں کا طبقہ ہے جن کی اعانت و دستگیری ضروری ہے .اللہ تعالیٰ نے ان سب کے گزارے کی صورتیں پیدا کررکھی ہیں اورہر طبقے کا حاکم پر حق قائم ہے کہ وہ ان کے لیے اتنا مہیا کر ے جو ان کی حالت درست کرسکے اور حاکم خدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عہدہ برآنہیں ہو سکتا مگر اسی صورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت و بر قرار رکھے اور چاہے کہ اس کی آسان ہو کہ دشوار بہرحال اس کو برداشت کرے فوج کا سردار اس کو بنا نا جو اللہ کااور اپنے رسول کا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو سب سے زیادہ پاک دامن ہو ,اور بردباری میں نمایا ں ہو .جلد غصہ میں نہ آجاتا ہو .عذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو .کمزوروں پر رحم کھاتا ہو .اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو ,نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو اور نہ پست ہمتی اسے بٹھا دیتی ہو .پھر ایسا ہو نا چاہیے کہ تم بلند خاندان نیک گھرانے اور عمدہ روایات رکھنے والوںاور ہمت و شجاعت اور جودو سخا وت کے مالکوں سے اپنا ربط و ضبط بڑھاؤکیونکہ یہی لوگ بزرگیوں کاسرمایہ اور نیکیوں کا سر چشمہ ہوتے ہیں .پھر ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال کرنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرتے ہیں .اگر ان کے ساتھ کو ئی ایسا سلوک کرو کہ جو ان کی تقویت کا سبب ہو تو اسے بڑا نہ سمجھنا ,اور اپنے کسی معمولی سلوک کو بھی غیر اہم نہ سمجھ لینا

jabir.abbas@yahoo.com

(که اسے چھوڑ بیٹھو)کیونکه اس حسن سلوک سے ان کی خیر خواہی کا جذبه ابھر آئے گا اور حسن اعتماد میں اضافه ہوگا اور اس خیال سے که تم نے ان کی بڑی ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے کہیں ان کی چھوٹی ضرور توں سے آنکھ بند نه کرلینا .کیونکه یه چھوٹی قسم کی مہربانی کی بات بھی اپنی جگه فائدہ بخش ہوتی ہے .اور وہ بڑی ضرورتیں اپنی جگه اہمیت رکھتی ہیں .اور فوجی سرداروں میں تمہارے یہاں وہ بلند منزلت سمجھا جائے جوفوجیوں کی اعانت میں برابر کا حصه لیتا ہو .اور اپنے روپے پیسے سے اتنا سلوک کرتا ہو که جس سے ان کا اور ان کے پیچھے رہ جانے والے بال بچوں کا بخوبی گزار اہوسکتا ہو.تاکه وہ ساری فکروں سے بے فکر ہوکر پوری یکسوئی کے ساتھ دشمن سے جہاد کریں .اس لیے که فوجی سرداروں کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گا .

حکمرانوں کے لیے سب سے بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک ا س میں ہے که شہروں میں عدل و انصاف برقرار رہے اور رعایا کی محبت ظاہرہوتی رہے اوران کی محبت اسی وقت ظاہر ہوا کرتی ہے که جب ان کے دلوں میں میل نه ہو اور ان کی خیر خواہی اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے که وہ اپنے حکمرانوں کے گرد حفاظت کے لیے گھیر ے ڈالے رہیں .ان کا اقتدار سر پڑا بوجھ نه سمجھیں اورنه ان کی حکومت کے خاتمه کے لیے گھڑیا ں گنیں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت و کشائش رکھنا انہیں اچھے لفظوں سے سراہتے رہنا اوران کے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا اس لیے که ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہاروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو ابھارتا ہے .

jabir.abbas@yahoo.com

انشاء اللہ جو شخص جس کارنامے کو انجام دے اسے پہچانتے رہنا اور ایک کا کارنامہ دوسرے کی طرف منسوب نہ کر دینا اور اس حسن کارکردگی کا صلہ دینے میں کمی نہ کرنا اور کبھی ایسا نہ کرنا کہ کسی شخص کی بلندی و رفعت کی وجہ سے ا س کے معمولی کام ہو بڑا سمجھ لو اورکسی بڑے کام کو اس کے خود پست ہونے کی وجہ سے معمولی قرار دے لو.

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہوسکے اور ایسے معاملات کہ جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو ,کیونکہ خدانے جن لوگوں کو ہدایت کرنا چاہی ہے .ان کے لیے فرمایا ہے »اے ایمان داروں !اللہ کی اطاعت کرواور اس کے رسول کی اور ان کی جو تم میں صاحبان امر ہوں اور اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہوجائے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کامطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسول کی طرف رجوع کرنے کامطلب یہ ہے کہ آپ کے ان متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کو ئی اختلاف نہیں .

پھر یہ لوگو ں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو منتخب کر و جو تمہارے نزدیک تمہاری رعایا میں سب سے بہتر ہو , جو واقعات کی پیچیدگیوں سے ضیق میں نہ پڑجاتا ہو .اورنہ جھگڑنے والوں کے رویہ سے غصہ میں آتا ہو .نہ اپنے کسی غلط نقطہ ئ نظر پر اڑتا ہو ,نہ حق کو پہچان کر اس کے اختیار کرنے میں طبیعت پر بار محسوس کر تا ہو ,نہ اس کا نفس ذاتی طمع پر جھک پڑتا ہو اور نہ بغیر پوری طرح چھان بین کئے ہوئے سرسر ی طور پر

jabir.abbas@yahoo.com

کسی معاملہ کو سمجھ لینے پر اکتفا کرتا ہو .شک و شبہہ کے موقعہ پر قدم روک لیتا ہو ,اور دلیل و حجت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو فریقین کی بخشا بخشی سے اکتانہ جاتا ہو .معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر و ضبط سے کام لیتا ہو .اور جب حقیقت آئینہ ہو جاتی ہو تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو .وہ ایساہو جسے سراہنا مغرور نہ بنائے اور تاننا جنبہ داری پر آمادہ نہ کرے .اگرچہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں .پھر یہ کہ تم خود ان کے فیصلوں کابار بار جائزہ لیتے رہنا .دل کھول کر انہیں اتنا دینا کہ جوان کے ہر عذر کو غیر مسموع بنا دے اور لوگوں کی انہیں کوئی احتیاج نہ رہے .اپنے ہاں انہیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ تمہارے دربار رس لوگ انہیں ضرر پہنچانے کاکوئی خیال نہ کر سکیں تاکہ وہ تمہارے التفات کی وجہ سے لوگ کی سازش سے محفوظ رہیں اس بارے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لینا .کیونکہ (اس سے پہلے)یہ دین بدکرداروں کے پنجے میں اسیر رہ چکا ہے جس میں نفسانی خواہشوں کی کار فرمائی تھی اور اسے دنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنا لیا گیاتھا .

پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظررکھنا ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا کبھی صرف رعایت اور جانب داری کی بنا ئ پر انہیں منصب عطاکر نہ کرنا .ا س لیے کے یہ باتیں ناانصافی اوربے ایمانی کا سرچشمہ ہیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جوآزمودہ و غیرت مند ہوں .ایسے خاندانوں میں سے جو اچھے ہوں .اور جن کی خدمات اسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں .حرص و طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور عواقب و نتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں .پھر ان

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا ,کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفوس کے درست رکھنے میں مدد ملے گی ,اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان ہاتھوں میں بطور امانت ہو گا .اس کے بعد بھی وہ تمہارے حکم کی خلاف ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں .تو تمہاری حجت ان پرقائم ہو گی .پھر ان کے کاموں کو دیکھتے بھالتے رہنا اور سچے اور وفادار مخبروں کو ان پر چھوڑ دینا کیونکہ خفیہ طور پر ان کے امور کی نگرانی انہیں امانت کے برتنے اور رعیت کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کا باعث ہو گی .خائن مدد گاروں سے اپنا بچاؤ کرتے رہنا .اگر ان میں سے کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور متفقہ طور پر جاسوسوں کی اطلاعا ت تم تک پہنچ جائیں تو شہادت کے لیے بس اسے کافی سمجھنا اسے جسمانی طور پر سزا دینا اور جو کچھ اس نے اپنے عہدہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمیٹا ہے ,اسے واپس لینا اور اسے ذلت کی منزل پر کھڑا کردینا ,اور خیانت کی رسوائیوں کے ساتھ اسے روشناس کرانا اور ننگ ورسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا.

مالگذاری کے معاملہ میں مالگذاری ادا کرنے والوں کا معاذ پیش نظر رکھنا ,کیونکہ باج اور یا جگزاروں کی بدولت ہی دوسروں کے حالات درست کئے جاسکتے ہیں سب اسی خرا ج اور خراج دینے والوں کے سہارے پر جیتے ہیں .اور خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا خیا ل رکھنا کیونکہ خرا ج بھی تو زمین کی آبادی ہی سے حاصل ہوسکتا ہے اور جو آباد کئے بغیر خراج چاہتا ہے وہ ملک کی بربادی اور بندگان خدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں رہ سکتی .

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب اگر وہ خراج کی گرانبازی یا کسی آفت ناگہانی یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آب پاشی یا ختم ہونے یازمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی نہ ہونے کے با عث ا س کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کردو جس سے تمہیں ان کے حالات کے سدھر نے کی توقع ہو اور ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے سے تمہیں گرانی نہ محسوس ہو ,کیونکہ انہیں زیر باری سے بچانا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جو تمہارے ملک کی آبادی اور تمہارے قلم و حکومت کی زیب و زینت کی صورت تمہیں پلٹا دیں گے اور اس کے ساتھ تم ان سے خراج تحسین اور عدل قائم کرنے کی وجہ سے مسرت بے پایاں بھی حاصل کرسکو گے اور اپنے اس حسن سلوک کی وجہ سے تم (آڑے وقت)میں ان کی قوت کے بل بوتے پر بھروسہ کر سکو گے اور رحم ورافت کے جلو میں جس سیرت عادلانہ کاتم نے انہیں خو گر بنایا ہے ,اس کے سبب سے تمہیںان پر وثوق و اعتماد ہوسکے گا .اس کے بعد ممکن ہے کہ ایسے حالات بھی پیش آئیں کہ جن میں تمہیں ان پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہو تو وہ انہیں بطیب خاطر جھیل لے جائیں گے .کیونکہ ملک آباد ہے تو جیسا بوجھ اس پر لادو گے ,وہ اٹھا لے گا ,اور زمین کی تباہی تواس سے آتی ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہوجائیں اور ان کی تنگ دستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ حکام مال و دولت کے سمیٹنے پر تل جاتے ہیں اور انہیں اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور عبرتوں سے بہت کم فائدہ اٹھا نا چاہتے ہیں .

پھر یہ کہ اپنے منشیان دفاترکی اہمیت پر نظر رکھنا اپنے معاملا ت ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں اور اپنے ان فرامین کو جن میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

مخفی تدابیر اور (مملکت کے)رموز و اسرردرج ہوتے ہیں .
خصوصیت کے ساتھ ان کے حوالے کرنا جو سب سے زیادہ اچھے
اخلاق کے مالک ہوں .جنہیں اعزازکا حاصل ہو نا سرکش نہ بنائے
کہ وہ بھری محفلوں میں تمہارے خلا ف کچھ کہنے کی جرات
کرنے لگیں اور ایسے بے پروا نہ ہوں کہ لین دین کے بارے میں جوتم
سے متعلق ہو ں تمہارے کارندوں کے خطوط تمہارے سامنے پیش کرنے
اور ان کے مناسب جوابات روانہ کرنے میں کوتاہی کرتے ہوں اور وہ
تمہارے حق میں جو معاہدہ کریں اس میں کوئی خامی نہ رہنے دیں
اور نہ تمہارے خلاف کسی ساز باز کا توڑ کرنے اور مقام سے ناآشنا
نہ ہو ں کیونکہ جو اپنا صحیح مقام نہیں پہچانتا وہ دوسروں کے
قدرو مقام سے اوربھی زیادہ ناواقف ہو گا .پھر یہ کہ ان کا انتخاب
تمہیں اپنی فراست, خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنا ئ پر نہ
کرنا چاہیے کیونکہ لو گ تصنع اور حسن خدمات کے ذریعہ حکمرانو
ں کی نظروں میں سما کر تعارف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں .
حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذ بہ نہیں
ہو تا .لیکن تم انہیں ان خدمات سے پرکھو .جو تم سے پہلے وہ نیک
حاکموں کے ماتحت رہ کر انجا م دے چکے ہوں تو جو عوام میں
نیک نام اور امانت دار ی کے اعتبا ر سے زیادہ مشہور ہوں ان کی
طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرو .اس لیے کہ ایسا کرنا اس کی
دلیل ہو گا کہ تم اللہ کے مخلص بندے اور اپنے امام کے خیر خواہ
ہو. تمہیں محکمہ تحریر کے ہر شعبہ پر ایک ایک افسر مقرر کرنا
چاہیے .جو اس شعبہ کے بڑ ے سے بڑ ے کام سے عاجز نہ ہو اور کا م
کی زیادتی سے بوکھلا نہ اٹھے .یا د رکھو !کہ ان مشینوں میں بھی
جو عیب ہو گا .اورتم اس سے آنکھ بند رکھو گے .اس کی ذمہ داری

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تم پر ہو گی.

پھرتمہیںتاجروں اور صناعوں کے خیا ل اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمہیں دوسروں کو ان کے متعلق ہدایت کرنا ہے خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری)سے کمانے والے ہوں, کیونکہ یہی لوگ منافع کا سر چشمہ اور ضروریات کے مہیا کر نے کا ذریعہ ہوتے ہیں .یہ لوگ ان ضروریات کوخشکیوں تریوں ,میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیںاور ایسی جگہوں سے کہ جہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہاں جانے کی ہمت کرسکتے ہیں .یہ لوگ امن پسند اورصلح جو ہوتے ہیں .ان سے کسی فساد اور شورش کا اند یشہ نہیں ہوتا .یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسر ے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں .تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا .ہاں !اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں .جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہیں جو نفع کے لیے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کر لیتے ہیں .یہ چیز عوام کے لیے نقصان دہ ,اور حکا م کی بد نامی کا باعث ہوتی ہے .لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا ,کیو نکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہوتو اس کو مناسب حد تک سزا دینا .پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا پسماندہ و افتادہ طبقہ کے بارے میں جن کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

کوئی سہارا نہیں ہوتا .وہ مسکینوں محتاجوں, فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے ان میں سے کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اورکچھ کی صورت حال سوال ہوتی ہے .اللہ کی خاطران بے کسوں کے بارے میں اس کے حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے .ان کے لیے ایک حصہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہو ا ہو, کیو نکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں اکا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنا ئے گئے ہو .لہٰذا تمہیں دولت کی سر مستی ان سے غافل نہ کر دے کیونکہ کسی معمولی بات کوا س لیے نظرانداز نہیں کیا جائے گا کہ تم نے بہت سے اہم کاموں کو پوراکردیا ہے .لہٰذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اورنہ تکبر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رخ پھیرنا اور خصوصیت کے ساتھ خبر رکھو .ایسے افراد کی جو تم تک پہنچ نہیں سکتے .جنہیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہو ں گی اور لو گ انہیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے .تم ان کے لیے اپنے کسی بھروسے کے آدمی کو جو خوف خد ارکھنے والا اور متواضع ہو مقرر کر دینا کہ وہ ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیارکرنا جس سے کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حجت پیش کر سکو کیونکہ رعیت میں دوسروں سے زیادہ یہ انصاف کے محتاج ہیں اوریوں تو سب ہی ایسے ہیں کہ تمہیں ان کے حقوق سے عہدہ برآہوکر اللہ کے سامنے سرخرو ہونا ہے اور دیکھو یتیموں اور سال خوردہ بوڑھوں کا خیا ل رکھنا, کہ جو کو ئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لیے اٹھتے ہیں اور یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزراکرتا ہے .

jabir.abbas@yahoo.com

ہاں خدا ان لوگوں کے لیے جوعقبیٰ کے طلب گا ر رہتے ہیں .اس کی گرانیوں کو ہلکا کر دیتا ہے وہ اسے اپنی ذات پر جھیل لے جاتے ہیں اور اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا ہے اس کی سچائی پربھروسہ رکھتے ہیں .

اور تم اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجتمندوں کے لیے معین بنا دینا جس میں سب کا م چھوڑ کر انہی کے لیے مخصوص ہو جانا اور ان کے لیے ایک عام دربار کر نا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لیے تواضع و انکساری سے کام لینا اور فوجیوں ,نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تاکہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں .کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی موقعوں پر فرماتے سنا ہے کہ اس قوم میں پاکیزگی نہیں آسکتی جس میں کمزوروں کو کھل کر طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا ,پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا صا ف صاف مطلب نہ کہہ سکیں ,تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے مقابلہ میں پاس نہ آنے دینا .اس کی وجہ سے اللہ تم پر رحمت کے دامنوں کوپھیلا دے گا ,اور اپنی فرماں برداری کاتمہیں ضرور اجر دے گا اور جوحسن سلوک کرنا اس طرح کہ چہرے پر شکن نہ آئے اور نہ دینا تو اچھے طریقے سے عذر خواہی کر لینا .

پھر کچھ امور ایسے ہیں کہ جنہیں خود تم ہی کو انجا م دیناچاہئیں . ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا ہے جو تمہارے منشیوں کے بس میں نہ ہو ں اور ایک لو گوں کی حاجتیں جب تمہارے سامنے پیش ہو ں اور تمہارے عملہ کے ارکان ان سے جی چرائیں تو خود انہیں انجا م دینا ہے .روز کا کام اسی روز ختم کر

jabir.abbas@yahoo.com

دیاکرو ,کیونکه ہر دن اپنے ہی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے اور اپنے اوقات کا بہتر و افضل حصه الله کی عبادت کے لیے خاص کر دینا . اگر چه وه تمام کا م بھی الله ہی کے لیے ہیں جب نیت بخیر ہو اور ان سے رعیت کی خوش حالی ہو .

ان مخصوص اشغال میں سے که جن کے ساتھ تم خلوص کے ساتھ الله کے لیے اپنے دینی فریضه کو ادا کرتے ہو ان واجبات کی انجا م دہی ہونا چاہیے جو اس کی ذات سے مخصوص ہیں تم شب و رو ز کے اوقات میں اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصه الله کے سپر د کر دو اور جو عبادت بھی تقریب الہی کی غرض سے بجا لانا ایسی ہو که نه اس میں کو خلل ہو اور نه کو ئی نقص چاہے اس میں تمہیں کتنی جسمانی زحمت اٹھانا پڑے اوردیکھو!جب لو گو ں کو نماز پڑھانا تو ایسی نہیں که (طول دے کر)لوگوںکو بے زار کردو ,اور نه ایسی مختصر که نماز برباد ہوجائے اس لیے که نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایسے بھی جنہیں ضرورت درپیش ہوتی ہے .چنانچه جب مجھے رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے یمن کی طرف روانه کیا تو میں نے آپ سے دریافت کیا که انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں توفرمایا که جیسی ان میں سب سے زیاده کمزور و ناتواں کی نماز ہوسکتی ہے ,اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہیے .

اس کے بعد یه خیال رہے که رعایا سے عرصه تک رو پوشی اختیا رنه کرنا کیونکه حکمرانوں کا رعایا سے چھپ کر رہنا ایک طرح کی تنگ دلی اور معاملات سے بے خبر رہنے کا سبب ہے اور یه رو پوشی انہیں بھی ان امو ر پر مطلع ہونے سے روکتی ہے که جن سے وه

jabir.abbas@yahoo.com

ناواقف ہیں جس کی وجه سے بڑی چیزان کی نگاه میں چھوٹی
اورچھوٹی چیز بڑی ,اچھائی برائی اور برائی اچھائی ہوجایا کرتی ہے
.اور حق باطل کے ساتھ مل جل جاتاہے اور حکمران بھی ایسا ہی بشر
ہوتا ہے .جو ناواقف رہے گا ان معاملات سے جو لوگ اس سے
پوشیده کریں ,اور حق کی پیشانی پر کوئی نشان نہیں ہوا کرتے که
جس کے ذریعے جھوٹ سے سچ کی قسموں کو الگ کرکے پہچان لیا
جائے .اور پھر تم دو ہی طرح کے آدمی ہو سکتے ہو .یا تو تم ایسے
ہو که تمہارا نفس حق کی ادائیگی کے لیے آماده ہے تو پھر واجب
حقوق ادا کرنے اور اچھے کام کرگذرنے سے منه چھپانے کی ضرورت
کیا؟

اور یا تم ایسے لوگوں کو تم سے کورا جواب ہی ملنا ہے تو جب لوگ
تمہار ی عطا سے مایوس ہو جائیں گے تو خود ہی بہت جلد تم سے
مانگنا چھوڑدیں گے اور پھر یه که لوگوں کی اکثر ضرورتیں ایسی
ہوں گی .جن سے تمہاری جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا .جیسے کسی
کے ظلم کی شکایت یا کسی معامله میں انصاف کا مطالبه .

اس کے بعدمعلوم ہونا چاہیے که حکام کے کچھ خواص اورسر
چڑھے لوگ ہو ا کرتے ہیں جن میں خود غرضی دست درازی اور بد
معاملگی ہو ا کرتی ہے .تم کو ان حالات کے پیداہونے کی وجوه ختم
کرکے ا س گندے مواد کو ختم کر دینا چاہیے اور دیکھو!اپنے کسی
حاشیه نشین اور قرابت دارکو جاگیرنه دینا اور اسے تم سے توقع نه
بندھانا چاہیے .کسی ایسی زمین پر قبضه کرنے کی جو آبپاشی یا کسی
مشترکه معامله میں اس کے آس پا س کے لوگوں کے لیے ضرر کی
باعث ہو ,یوںکه اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دے اس صورت میں ا

jabir.abbas@yahoo.com

س کے خوش گوار مزے تو اس کے لیے ہوں گے نہ تمہارے لیے مگر اس کا بدنما دھبہ دنیا و آخرت میں تمہارے دامن پررہ جائے گا .

اورجس پر جو حق عائد ہوتا ہو اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہیے وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امید وار رہناچاہیے اور اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیزیا کسی مصاحب خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو اور اس کے اخر وی نتیجہ کو پیش نظررکھنا کہ اس کا انجام بہرحال اچھا ہو گا .

اور اگر رعیت کو تمہارے بارے میں کبھی یہ بد گمانی ہو جائے کہ تم نے ا س پر ظلم و زیادتی کی ہے تو اپنے عذر کو واضح طور سے پیش کردو ,اور عذر واضح کر کے ان کے خیالات کو بدل دو ,اس سے تمہارے نفس کی تربیت ہو گی اور رعایا پر مہر بانی ثابت ہو گی اور اس عذر آوری سے ان کو حق پر استوار کرنے کا مقصد تمہارا پورا ہو گا .

اگر دشمن ایسی صلح کی تمہیں دعوت دے کہ جس میں اللہ کی رضا مند ی ہو ,تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا .کیونکہ صلح میں تمہارے لشکر کے لیے آرام و راحت خود تمہارے لیے فکروں سے نجات اور شہروں کے لیے امن کا سامان ہے .لیکن صلح کے بعد دشمن سے چوکنا اور خوب ہوشیار رہنے کی ضرور ت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قرب حاصل کرتا ہے تاکہ تمہاری غفلت سے فائد ہ اٹھائے لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو ,اوراس بارے میں حسن ظن سے کام نہ لو .اور اگر اپنے دشمن کے درمیان کو ئی معاہدہ کرو ,یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو ,تو پھر عہد کی پابند ی کرو ,وعدہ کا لحاظ

jabir.abbas@yahoo.com

رکھو .اور اپنے قول و قرار کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو سپر بنادو .کیونکہ اللہ فرائض میں سے ایفائے عہد کی ایسی کو ئی چیز نہیں کہ جس کی اہمیت پر دنیا اپنے الگ الگ نظریوں اور مختلف رایوں کے باوجود یکجہتی سے متفق ہو ,اور مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے .اس لیے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں انہوں نے تباہیوں کا اندازہ کیا تھالہٰذا اپنے عہد و پیمان میں غداری اور قول و قرار میں بد عہدی نہ کرنا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا .کیونکہ اللہ پر جرات جاہل بدبخت کے علاوہ دوسرا نہیں کر سکتا ,اور اللہ نے عہدو پیمان کی پابند ی کوامن کا پیغام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کردیا ہے ,اورایسی پناہ گاہ بنا یا ہے کہ جس کے دامن حفاظت میں پناہ لیتے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لیے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جعلسازی , فریب کاری اور مکاری نہ ہونا چاہیے اور ایسا معاہدہ کرو ہی نہ جس میں تاویلوں کی ضرورت پڑنے کاامکان ہو ,اور معاہدہ کے پختہ اور طے ہوجانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ کے دوسرے معنی نکال کر فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو ,اور اس عہدوپیمان خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہیے کہ تم اسے ناحق منسوخ کرنے کی کوشش کرو .کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی امید ہو .اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے جس کے برے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تم سے اس پرکوئی جواب دہی ہوگی اور اس طرح تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی ہوگی .

jabir.abbas@yahoo.com

دیکھو!ناحق خونریزوں سے دامن بچائے رکھنا کیونکہ عذاب الہی سے قریب اور پاداش کے لحاظ سے سخت اور نعمتوں کے سلب ہونے اور عمر کے خاتمہ کا سبب ناحق خونریزی سے زیادہ کو ئی شے ئ نہیں ہے .اور قیامت کے دن اللہ سبحانہسب سے پہلے جو فیصلہ کرے گا وہ انہیں خونوں کا جو بندگان خدا نے ایک دوسرے کے بہائے ہیں . لہٰذاناحق خون بہاکر اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کی کبھی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ چیز اقتدار کو کمزور اور کھوکھلا کر دینے والی ہوتی ہے .بلکہ اس کی بنیادوں سے ہلاکر سونپ دینے والی اور جان بوجھ کر قتل کے جرم میں اللہ کے سامنے تمہارا کو ئی عذر چل سکے گا ,نہ میرے سامنے کیو نکہ اس میں قصاص ضروری ہے اور اگر غلطی سے تم اس کے مرتکب ہوجاؤ , اور سزا دینے میں تمہارا کوڑا یا تلوار یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے اس لیے کہ کبھی گھونسا اور اس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب ہو جا یا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اقتدار کے نشہ میں بے خود ہو کر مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کرنا .

اور دیکھو خود پسند ی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا,کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں .ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکو کاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے.

اور رعایا کے ساتھ نیکی کر کے کبھی احسان نہ جتانا اور جوان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسے زیادہ نہ سمجھنا اور ان سے وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی نہ کرنا.کیونکہ احسان جتانا نیکی کو

jabir.abbas@yahoo.com

اکارت کردیتا ہے اور اپنی بھلائی کو زیادہ خیال کر نا حق کی روشنی کو ختم کردیناہے اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور بندے بھی چنانچہ اللہ سبحانہ خود فرماتا ہے »خدا کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی چیز ہے کہ تم جو کہو اسے کرو نہیں «.

اوردیکھو!وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ کرنا .اورجب اس کا موقع آجائے توپھر کمزوری نہ دکھانا اور جب صحیح صورت سمجھ میں نہ آئے تو پھر سستی نہ کرنامطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو ا س کی جگہ پر رکھو ,اور ہر کام کو اس کے موقع پر انجام دو .

اور دیکھو!جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لیے مخصوص نہ کر لینا اور قابل لحاظ حقوق سے غفلت نہ برتنا جو نظروں کے سامنے نمایاں ہو ں کیونکہ دوسروں کے لیے یہ ذمہ داری تم پرعائد ہے .اور مستقبل قریب میں تمام معاملات پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور تم سے مظلوم کی داد خواہی کر لی جائے گی .

دیکھو !غضب کی تندی ,سرکشی کے جوش ہاتھ کی جنبش اور زبان کی تیزی پر ہمیشہ قابو میں رکھو .اور ان چیز وں سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جلد باز ی سے کام نہ لو اور سزا دینے میں دیر کرو یہاں تک کہ تمہاراغصہ کم ہو جائے اور تم اپنے اوپر قابو پالو,اور کبھی یہ بات تم اپنے نفس میں پورے طور پر پیدا نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی طرف اپنی باز گشت کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان تصورات کو قائم نہ رکھو.

اور تمہیں لازم ہے کہ گذشتہ زمانہ کی چیزوں کو یاد رکھو خوا ہ کسی عادل حکومت کا طریق کار ہو ,یا کوئی اچھا عمل درآمد ہو یا رسول صلعم کی کو ئی حدیث ہو ,یاکتاب اللہ میں درج شدہ.

jabir.abbas@yahoo.com

کوئی فریضہ ہو تو ,ان چیزوں کی پیروی کرو ,جن پرعمل کرتے ہوئے ہمیں دیکھا ہے اور ان ہدایات پر عمل کرتے رہنا جو میں نے اس عہد نامہ میں درج کی ہیں .اور ان کے ذریعہ سے میں نے اپنی حجت تم پر قائم کر دی ہے .تاکہ تمہارا نفس اپنی خواہشا ت کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہو .

اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی وسیع رحمت اورہر حاجت کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اس سے سوال کر تا ہوں , کہ وہ مجھے اورتمہیں اس کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضا مند ی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اس کے بندوں کے سامنے ایک کھلا ہو ا عذر قائم کرکے سرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اس کی نعمت میں فراوائی اور روز افزوں عزت کو قائم رکھیں اور یہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر ہو ,بیشک ہمیں اسی کی طر ف پلٹنا ہے والسلام علیٰ رسولہؐ صلی اللہ علیہ وآلہؐ طیبین الطاہرین و سلم تسلیما ًکثیرا.والسلام .

#1یہ عہد نامہ جسے اسلام کا دستور اساسی کہا جاسکتا ہے .ا س ہستی کا ترتیب دیا ہو اہے جو قانون الٰہی کا سب سے بڑ اواقف کا ر اور سب سے زیادہ اس پرعمل پیرا تھا .ان اوراق سے امیرالمومنین علیہ السلام کے طرز جہانبانی کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے پیش نظر صرف قانون الٰہی کانفاذ اور اصلاح معاشرت تھا .نہ امن عامہ میں خلل ڈالنا ,نہ لوٹ کھسوٹ سے خزانوں کا منہ بھرنا اور نہ توسیع سلطنت کے لیے جائز و ناجائز وسائل سے آنکھ بند کر کے سعی و کوشش کرنا .دنیاوی حکومتیں عموماًاس طرح کا قانون بنایا کرتی ہیں .جس سے زیادہ حکومت کو فائدہ پہنچے اور ہر ایسے قانون کو بدلنے کی کوشش کیا کرتی ہیں جو اس کے مفاد سے متصادم اور اس کے مقصد کے لیے نقصان رساں ہو مگر اس دستور و آئین کی ہر دفعہ مفاد عمومی کی نگہبان اور نظام اجتماعی کی محافظ ہے .اس کے نفاذو اجرا میں نہ خود غرضی کالگاؤ ہے اور نہ مفا د پرستی کا شائبہ .اس میں اللہ کے فرائض کی نگہداشت اور بلاتفریق مذہب و ملت حقو ق انسانیت کی حفاظت اور شکستہ حال و فاقہ کش افراد کی خبر گیری اور پسماندہ و افتادہ طبقہ کے ساتھ حسن سلو ک کی ہدایت ایسے بنیادی اصول ہیں جن سے حق و عدالت کے نشر ,امن وسلامتی کے

jabir.abbas@yahoo.com

قیام اور رعیت کی فلاح ببہود کے سلسلہ میں پوری رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے .

جب 83ئھج میں مالک ابن حارث اشتر رحمتہ اللہ مصرکی حکومت پر فائز ہوئے تو حضرت علیہ السلام نے یہ عہد نامہ ان کے لیے قلمبند فرمایا:مالک اشتر امیرالمومنین علیہ السلام کے ان خواص اصحاب میں سے تھے جو استقلال و پامردی کے جوہر دکھا کر کامل وثوق و اعتماد اور اپنے اخلاق و کردارکو حضرت کے اخلاق و کردار کے سانچے میں ڈھال کر انتہائی قرب واختصاص حاصل کر چکے تھے ,جس کا اندازہ حضرت کے لحاظ الفاظ سے کیا ہے کہ »لقد کان لی مثل ماکنت لرسول اللہ «مالک میری نظروں میں ایسے تھے .جیسا مین رسول اللہ کی نظر میں تھا چنانچہ انہوں نے بے لوث جذبہ خدمت سے متاثر ہوکر جنگی مہمات میں بڑ ھ چڑھ کر حصہ لیا .اور تمام معرکوں اورمہموں میں حضرت علیہ السلام کے دست بازو ثابت ہوئے اور ہمت و جرات کے وہ جوہر دکھائے کہ تمام عرب پر ان کی شجاعت کی دھاک بندھ گئی .اس غیر معمولی شجاعت کے ساتھ حلم و بر د باری میں بھی بلند امتیاز کے حامل تھے .چنانچہ و رام ابن ابی فراس نے اپنے مجموعہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ ایک دفعہ ٹاٹ کا پیراہن پہنے اور ٹاٹ ہی کا عمامہ باندھے ہوئے بازار کوفہ سے گزر رہے تھے کہ ایک سرپھرے دوکاندار نے آپ کو اس وضع و لباس میں دیکھ کر کچھ گلے سڑے پتے اور شاخیں آپ کے اوپر پھینک دیں .مگر ناشائستہ حرکت سے آپ کی پیشانی پر نہ بل آیا اور نہ ہی نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا بلکہ خاموشی کے ساتھ آگے بڑ ھ گئے کہ ایک شخص نے اس دوکاندار سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ گستاخی تم نے کس کے ساتھ کی ہے .اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون تھے کہا کہ یہ مالک اشتر تھے یہ سن کر ہوش وحواس اڑگئے اور اسی وقت ان کے پیچھے دوڑا تاکہ ان سے ا س گستاخی و اہانت کی معافی مانگے ,چنانچہ تلاش کرتا ہوا ایک مسجد میں پہنچا جہاں وہ نماز پڑھ رہے تھے .جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ آگے بڑ ھ کر ان کے قدموں پر گر پڑا ,اور نہایت الحاح و زاری سے عفو کا طالب ہوا .آپ نے اس کے سر کو اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں مسجد میں اس غرض سے آیا ہوں کہ تمہارے لیے بارگاہ خداوند ی میں دعائے مغفرت کروں ,میں نے تو تمہیں اسی وقت معاف کر دیا تھا اور امید ہے کہ اللہ بھی تمہیں معاف کردے گا .یہ ہے اس نبرد آزما کا عفو و درگزر جس کے نام سے بہادروں کے زہرے آب ہوجاتے تھے اور جس کی تلوار نے شجاعان عرب سے اپنا لوہا منوالیا تھا اور شجاعت کا اصلی جوہر یہی ہے کہ انسان غیظ وغضب کی تلخیوں میں ضبط سے کام لے اور ناگواریوں کوصبر و سکون کے ساتھ جھیل لے جائے چنانچہ حضرت کا ارشاد ہے کہ .

لوگوں میں بڑھ چڑھ کر شجاع وہ ہے جو ہو انفس پر غلبہ پائے.

بہرحال خصوصیات و اوصاف کے علاوہ وہ نظم و انصرام مملکت کی بھی پوری صلاحیت رکھتے تھے .چنانچہ جب مصر میں عثمانی گرو ہ نے تخریبی جراثیم پھیلانا شروع کئے اور شرو فساد سے ملک کے نظم و نسق کو درہم برہم کرنا چاہا ,تو حضرت نے محمد ابن ابی بکر کو وہاں کی حکومت سے الگ کر کے آپ ہی کے تقرر کا فیصلہ کیا اگرچہ وہ اس وقت نصیبین میں گورنر کی حیثیت سے مقیم تھے .مگر حضرت نے انہیں طلب فرمایا کہ وہ نصیبینمیں کسی کو اپنا نائب مقرر کرکے ان کے پا س پہنچیں .مالک نے اس فرمان کے بعدشبیبابن عامر ازدی کو اپنی جگہ پر متعین کیا اور خود امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے .حضرت نے انہیں حکومت کا پروانہ لکھ کر مصر روانہ

کیا اور اہل مصر کو ان کی اطاعت فرمانبرداری کا تحریری حکم بھیجا .جب معاویہ کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ مالک اشتر کے تقرر کا علم ہوا تو وہ چکر ا ساگیا کیونکہ وہ عمرو ابن عاص سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ وہ اسے اس کی کار کردگیوں کے صلہ میں مصر کی حکومت دے گا .اور اسے یہ توقع تھی کہ عمرو ابن عاص محمد ابن ابی بکر کو بآسانی شکست دے کر ان کے ہاتھ سے اقتدار چھین لے گا .مگر مالک اشتر کو مغلوب کرکے مصرکو فتح کرنے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا .لہٰذا اس نے یہ تہیا کر لیا کہ قبل اس کے کہ ان کے ہاتھوں میں اقتدار منتقل ہو انہیں ٹھکانے لگا دے چنانچہ اس نے شہر عریش کے ایک تعلقہ دا ر سے یہ ساز باز کی کہ جب مالک مصر جاتے ہوئے عریش سے گزریں تو وہ کسی تدبیر سے انہیں ہلاک کر دے اور ا س کے عوض اس کی جائیداد کا مالیہ و اگذار کردیا جائے گا.چنانچہ مالک اشتر جب اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ عریش پہنچے .تو اس نے بڑی آؤبھگت کی اورآپ کی مہمان ٹھہرانے پر مصر ہوا ,آپ اس کی دعوت کو منظور فرماتے ہوئے اس کے ہاں فرو کش ہوئے اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے شہد کے شربت میں زہر کی آمیزش کر کے آپ کے سامنے پیش کیا جس کے پیتے ہی زہر کا اثر شروع ہو گیا.اور دیکھتے ہی دیکھتے تلواروں کے سایہ میں کھیلنے والا اور دشمن کی صفوں کو الٹ دینے والا خاموشی سے موت کی آغوش میں سو گیا .

جب معاویہ کو اپنی اس دسیسہ کا ری میں کامیابی کی اطلاع ہوئی تو مسر ت سے جھوم اٹھا اور خوشی کا نعرہ لگاتے ہوئے کہنے لگا .الا دان للہ جنوداًمن عسل شہد بھی اللہ کا ایک لشکر ہے .اور پھر ایک خطبہ کے دوران میں کہاکہ .

علی ابن ابی طالب کے دودست راست ایک صفین کے دن کٹ گیا اور وہ عمار یاسر تھے ,اوردوسرا بھی قطع ہو گیا . اور وہ مالک اشتر تھے.

54 مکتوب جو عمر ان ابن حصین خزاعی کے ہاتھ طلحہ و زبیر کے پاس بھیجا

.اس خط کو ابو جعفر اسکافی نے اپنی کتاب مقامات میں کہ امیرا لمو منین علیہ السلام کے فضائل میں ہے ذکر کیا ہے .چاہے تم کتنا ہی چھپاؤ مگر تم دونوں واقف ہو کہ میں لوگوں کی طرف نہیں بڑھا .بلکہ وہ بڑھ کر میری طرف آئے.میں نے اپنا ہاتھ بیعت لینے کے لیے نہیں بڑھایا ,بلکہ انہوں نے خود میرے ہاتھ پر بیعت کی ,اور تم دونوں بھی انہی لوگوں میں سے ہو کہ جو میری طرف بڑھ کر آئے

jabir.abbas@yahoo.com

تھے .اور بیعت تھی اور عوام نے میرے ہاتھ پر نہ تسلط و اقتدار (کے
خوف)سے بیعت تھی اور نہ مال ودولت کے لالچ میں .اب اگر تم
دونوں نے اپنی رضا مند ی سے بیعت تھی .تو اس (عہد شکنی)سے
پلٹو اور جلد اللہ کی بارگا ہ میں توبہ کرو ,اور اگر ناگواری کے
ساتھ بیعت تھی تو اطاعت کو ظاہر کرے.

اور نافرمانی کو چھپاکر تم نے اپنے خلاف میرے لیے حجت قائم
کردی ہے .اور 2#مجھے اپنی زند گی کی قسم کہ تم قلبی کیفیت
پرپردہ ڈالنے اور اسے چھپانے میں دوسرے مہاجرین سے زیادہ سزاوار
نہ تھے اور بیعتکرنے سے پہلے اسے رد کر نے کی تمہارے لیے اس سے
زیادہ گنجائش تھی کہ اب اقرار کے بعد ا س سے نکلنے کی کو شش
کرو ,اور تم نے یہ خیال ظاہرکیا ہے کہ میں نے عثمان کو قتل کیا ہے .
ہمارے اور تمہارے درمیان مدینہ کے وہ لو گ جوتم سے بھی اور ہم
سے بھی کنارہ کش ہیں گواہی دینے کو موجود ہیں .اس کے بعد جس
نے جتنا حصہ لیا ہو اتنے کا اسے ذمہ دار سمجھا جائے گا .بزرگوار
و!اپنے اس رویہ سے باز آؤ.کیونکہ ابھی تم دونوں کے سامنے ننگ و
عار ہی کابڑا مرحلہ ہے .مگر اس کے بعد تو اس ننگ وعار کے ساتھ
(دوزخ کی)آگ بھی جمع ہوجائے گی .والسلام.

#1عمران ابن حصین خزاعی بلند پایہ صحابی ,علم وفضل میں ممتا ز اور نقلی حدیث میں بہت محتاط تھے .خیبر والے سال ایمان لائے اور پیغمبر کے ساتھ شریک جہاد رہے .کوفہ میں منصب قضا پر فائز ہوئے ,اور 25ئھج میں بصرہ میں رحلت فرمائی.

#2یعنی تم دونوں تو دولت و ثروت اور قوم وقبیلہ والے تھے تمہیں اس دوزخی کی کیا ضرورت تھی کہ قلبی کیفیت کو چھپاتے ہوئے اطاعت کا اظہار کرتے اور ناگواری و مجبوری سے بیعتکرتے .البتہ تمہارے علاوہ کوئی اور کمزور و ناتوانیہ کہتا کہ وہ بیعتپر مجبور تھا ,تو کسی حد تک یہ بات تسلیم کی جاسکتی تھی ,مگر جب کسی دوسر ے نے

jabir.abbas@yahoo.com

اپنے مجبور و بے بس ہونے کا اظہار نہیں کیا تو یہ مجبوری تمہارے ہی سر کیوں پڑی کہ اپنی بیعتکو مجبوری کا نتیجہ قرا ر دو.

55 مکتوب معاویہ کے نام :

بعد حمد وصلوٰۃ معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند عالم نے دنیا اس کے بعد کی منزل کے لیے بنائی ہے اوراس میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ یہ معلوم ہوکہ ان میں سے کس کے اعمال بہتر ہیں .اور ہم دنیا کے لیے پیدا نہیںکئے گئے اور نہ اس میں تگ و دو کا ہمیں حکم دیا گیا ہے .ہم تو یہاں اس لیے لائے گئے ہیں تاکہ اس کے ذریعے ہماری آزمائش ہو .چنانچہ اللہ نے تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے .اور ایک دوسرے پر حجت ٹھہرایا ہے مگر تم قرآن کی (غلط سلط)تاویلیں کرکے دنیا پر چھاپہ مارنے لگے اور مجھ سے اس چیز کا مواخذہ کرنے لگے جس میں میرا ہاتھ اور زبان دونوں بے گناہ تھے .مگر تم نے اور شامیوں نے مل کر اسے میرے سر منڈھ دیا تم میں کے واقف کاروں نے ناواقفوں کو اور کھڑے ہوؤں نے بیٹھے ہوؤں کوآمادہ پیکا ر کردیا .اپنے دل میں کچھ اللہ کا خوف کر و .شیطان سے اپنی باگ چھڑانے کی کوشش کرو , اورآخرت کی طر ف اپنا رخ موڑ و .کیونکہ ہمار ااور تمہا را راستہ وہی ہے اور اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں کسی ایسی ناگہانی مصیبت میں نہ جکڑلے کہ جس سے نہ تمہار ی جڑرہے نہ شاخ .میں تم سے قسم کھا تا ہوں ,ایسی قسم کہ جس کے ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اگر اسبا ب تقدیر نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ جمع کر دیا ,تو اس وقت تک تمہارے مقابلہ میں میدان نہیں چھوڑوں

jabir.abbas@yahoo.com

گا ,جب تک که خدا ہمارے درمیان فیصلہ نه کردے اور وه بہترین فیصلہ کرنے والا ہے .

56 مکتوب جب شریح ابن ہانی کو شا م جانے والے لشکر کے آگے دسته (مقدمته الجیش)کا سردار مقرر کیا ,تو انہیں یه ہدایت فرمائی.

صبح وشام برابر الله کا خوف رکھنا اور اس فریب کار دنیا سے ڈرتے رہنا اور کسی حالت میں اس سے مطمئن نه ہونا .اگر تم نے کسی ناگواری کے خوگ سے اپنے نفس کو بہت دل پسند باتوں سے نه روکا تو تمہاری نفسانی خواہشیں تمہیں بہت سے نقصانات میں ڈال دیں گی .لہٰذا اپنے نفس کو روکتے ٹوکتے اور غصه کے وقت اپنی جست و خیز کو دباتے کچلتے رہنا.

jabir.abbas@yahoo.com

57 مکتو ب مدینه سے بصره کی طرف روانه ہوتے وقت اہل کوفه کے نام:

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو که د وہی صورتیں ہیں یا تومیں اپنے قوم قبیلے کے شہر سے نکلا ہوں یا ظالمانه حیثیت سے مظلوم کی حیثیت سے ہیں باغی ہوں یا دوسروں نے میرے خلاف بغاوت کی ہے .بہر صورت جن جن کے پاس میرا یه خط پہنچے انہیں الله کا واسطه دیتا ہوں که وه آئیں اور اگرمیں صحیح راه پر ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں غلط راسته پر جارہا ہوں تو مجھے اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کریں

58 مکتوب جو مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفین کی روئداد سے مطلع کرنے کے لیے تحریر فرمایا.

ابتدائی صورت حال یہ تھی کہ ہم اورشام والے آمنے سامنے آئے.اس حالت میں کہ ہمار ا اللہ ایک ,نبی ایک اور دعوت اسلام ایک تھی , نہ ہم ایمان باللہ اور اس کے رسول کی تصدیق میں ان سے کچھ زیادتی چاہتے تھے اور نہ وہ ہم سے اضافہ لے طالب تھے بالکل اتحاد تھا سوا اس اختلاف کے جو ہم میں خون عثمان کے بارے میں ہو گیاتھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بالکل بری الذمہ تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ آؤفتنہ کی آگ بجھا کر اور لوگوں کاجوش ٹھنڈا کر کے اس مرض کا وقتی مداوا کریں ,جس کا پورا استیصال ابھی نہیں ہو سکتا تھا.یہاں تک کہ صورت حال استوار و ہموار ہوجائے اور سکون و اطمینان حاصل ہوجائے.اس وقت ہمیں اس کی قوت ہو گی کہ ہم حق کو اس کی جگہ پررکھ سکیں لیکن ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کا علاج جنگ و جدل سے کریں گے اور جب انہوں نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا .تو جنگ نے اپنے پر پھیلا دیئے اور جم کر کھڑی ہو گئی سا کے شعلے بھڑک اٹھے اور شدت بڑھ گئی اب جب اس نے ہمیں اور انہیں دانتوں سے کاٹا اور اپنے پنجوں میں جکڑلیا تو وہ اس بات پر اتر آئے جس کی طرف ہم خود انہیں بلا چکے تھے .چنانچہ ہم نے ان کی پیشکش کو مان لیا اور ان کی خواہش کو جلدی سے قبو ل کرلیا .اس طرح ان پر حجت پورے طور سے واضح ہو گئی اور ان کے لیے کسی عذر کی گنجائش نہ رہی .اب ان میں سے جو اپنے عہدپر جما رہے گا .وہ وہ ہو گا جسے اللہ نے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہلاکت سے بچایا ہے اور جو ہٹ دھرمی کرتے ہوئے گمراہی میں
دھنستا جائے گا, تو وہ عہد شکن ہو گا جس کے دل پر اللہ نے
مہرلگادی ہے اور زمانہ کے حوادث اس کے سرپر منڈلاتے رہیں گے .

59 مکتوب اسودا ابن قطیبہ والی حلوان کے نام:

دیکھو !جب حاکم کے رجحانات (مختلف اشخاص کے لحاظ سے)
مختلف ہوںگے تو یہ امر اس کو اکثر انصاف پروری سے مائع ہو گا
.لہٰذا حق کی رو سے سب لوگو ں کا معاملہ تمہاری نظروں میں
برابرہونا چاہیے کیو نکہ ظلم انصاف کا قائم مقام کبھی نہیں ہوسکتا
اوردوسروں کے جن کاموں کو تم برا سمجھتے ہو ان سے اپنا دامن
بچا کر رکھو ,اور جو کچھ خدانے تم پرواجب کیا ہے .اسے انہماک
سے بجالاتے رہو ,اور اس کے ثواب کی امید اورسزا کا خوف قائم
رکھو ,یاد رکھو کہ دنیا آزمائش کاگھر ہے جو بھی اس میں اپنی کو
ئی گھڑی بے کار ی میں گزارے گا تو قیامت کے دن وہ بے کار ی
اس کے لیے حسرت کا سبب بن جائے گی اور دیکھو کو ئی چیز
تمہیں حق سے بے نیاز بنا سکتی اور یہی بھی ایک حق ہے تم پر کہ تم
اپنے نفس کی حفاظت کرو اور مقدور بھر رعایا کی نگرانی رکھو
اس طرح جو فائدہ تم کو اس سے پہنچے گا وہ اس فائدہ سے کہیں بڑھ
چڑھ کر ہو گا جو تم سے پہلے پہنچے گا .والسلام .

jabir.abbas@yahoo.com

60 مکتوب ان اعمال حکومت کی طر ف جن کا علاقہ فوج کی گزر گاہ میں پڑتا تھا.

خدا کے بندے علی امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے ان خر اج جمع کرنے والوں اورشہروں کے عاملوں کو جن کے علاقہ سے فوج گزرے گی .

بعد حمدوصلوٰۃ معلوم ہو کہ میں نے کچھ فوجیں روانہ کی ہیں جو خدا نے چاہا تو عنقریب تمہارے علاقہ سے عبور کریں گی .میں نے انہیں ہدایت کردی ہے ا س کی جو اللہ کی طرف سے ان پر لازم ہے کہ وہ کسی کو ستائیں نہیں اور کسی کو تکلیف نہ دیں اور میں تمہیں اور تمہارے اہل ذمہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ فو ج والے کوئی دست درازی کریں تو اس سے میں بے تعلق ہوں .سوااس صورت کے جب کہ کوئی بھو ک سے حالت اضطر ار میں ہو اور پیٹ بھرنے کی کوئی صورت اسے نظر نہ آئے اس کے علاوہ ان میں سے کو ئی دراز دستی کرے تو تمہیں اس کی اسے سزا دینا چاہیے .لیکن اپنے سرپھروں کے ہاتھ بھی روکنا ک وہ ان سے نہ ٹکرائیں اور جس چیز کی ہم نے اجازت دی ہے اس میں ان سے تعرض نہ کریں اور میں تو فوج کے اندر موجود ہی ہوں .لہٰذا جو زیادتیا ں ہو ں یا ایسی سختی تم پر ہو کہ جس کی رو ک تھا م کے لیے تمہیں اللہ کی مدد اورمیری طرف رجوع ہونے کی ضرور ت ہو تو مجھے اطلاع دینا .میں انشاء اللہ تعالیٰ کی مد د سے ٹھیک کردوں گا .

jabir.abbas@yahoo.com

61 مکتوب والی ہیت کمیل ابن زیاد نحعی کے نام:

اس میں ان کے اس طرز عمل پر ناپسندید گی کا اظہار فرمایا ہے کہ جب دشمن کی فوجیں لوٹ مار کے قصد سے ان کے علاقہ کی طرف سے گزریں, توانہوں نے ان کو روکا نہیں .آدمی کا اس کام کو نظرانداز کر دینا کہ جواسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دوسروں سے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تبا ہ کن فکر ہے .تمہار ا اہل قرقیساد پر دھاوا بول دینا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا جب کہ وہاں نہ کو ئی حفاظت کرنے والا ہے نہ دشمن کی سپاہ کوروکنے والا ہے, ایک پریشان خیالی کا مظاہر ہ تھا .اس طرح تم اپنے دشمنوں کے لیے پل بن گئے جو تمہارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں .اس عالم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے نہ تمہارا کچھ رعب ودبدبہ ہے, نہ تم دشمن کا راستہ روکنے والے ہو, نہ اس کا زور توڑنے والے ہو نہ اپنے شہر والوں کے کام آنے والے ہو اورنہ اپنے امیرکی طرف سے کوئی کام انجام دینے والے ہو.

62 مکتوب جب مالک اشتر کو مصر کا حاکم تجویز فرمایا تو ان کے ہاتھ اہل مصر کو بھیجا :

اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کا (ان کی بداعمالیوں کی پاداش سے)ڈرانے والااور تمام رسولوں پر گواہ بنا کر بھیجا .پھر جب 1#رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ان کے بعد مسلمانوں نے خلافت کے بارے میں کھینچا

jabir.abbas@yahoo.com

تانی شروع کردی اس موقع پر بخدا مجھے یہ کبھی تصور بھی نہیں
ہوا تھا اور نہ میرے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد عرب کا رخ ان کے اہل بیت سے موڑدیں گے
اور نہ یہ کہ ان کے بعد اسے مجھ سے ہٹا دیں گے .مگر ایک دم میرے
سامنے یہ منظر آیا کہ لوگ فلا ں شخص کے ہاتھ بیعت کرنے کے لیے
دوڑپڑے .ان حالات میں میں نے اپنا ہاتھ دوکے رکھا یہاں تک کہ میں
نے دیکھا کہ مرتد ہونے والے اسلام سے مرتد ہوکر محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے دین کو مٹا ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں .اب میں
ڈرا کہ اگر کوئی رخنہ یا خرابی دیکھتے ہوئے میں اسلام اور اہل
اسلام کی مدد نہ کروں گا تو یہ میرے لیے اس سے بڑھ کر مصیبت
ہوگی جتنی یہ مصیبت کہ تمہاری یہ حکومت میرے ہاتھ سے چلی
جائے جو تھوڑے دنوں کا اثاثہ ہے اس میں کی ہر چیز زائل ہوجائے
گی .اس طرح جیسے سراب بے حقیقت ثابت ہوتا ہے یا جس طرح
بدلی چھٹ جاتی ہے .چنانچہ میں ان بدعتوں کے ہجوم میں اٹھ کھڑا
ہوا .یہا ں تک کہ باطل دب کر فنا ہوگیا اور دین محفوظ ہوکر
تباہی سے بچ گیا .

اسی خط کا ایک حصہ یہ ہے :بخد ااگر میں تن تنہا ان سے مقابلہ کے
لیے نکلوں اور زمین کی سار ی وسعتیں ان سے چھلک رہی ہوں ,
جب بھی میں پروا نہ کروں اور نہ پریشان ہوں اورمیں جس
گمراہی میں وہ ہیں اور جس ہدایت پر میں ہوں .اس کے متعلق
پوری بصیرت اور اپنے پروردگار کے فضل و کر م سے یقین
رکھتاہوں ,اور میں اللہ کے حضورمیں پہنچنے کا مشتاق اور اس کے
حسن ثواب کے لیے دامن امیدپھیلائے ہوئے منتظر ہوں .مگر مجھے

jabir.abbas@yahoo.com

اس کی فکر ہے کہ اس قوم پر حکومت کریں بدمغز اور بد کردار لوگ اور وہ اللہ کے مال کو اپنی املاک اور اس کے بندوں کو غلام بنالیں نیکیوں سے بر سر پیکار رہیں اور بدکرداروں کو اپنے جتھے میں رکھیں کیونکہ ان میں بعض #3کا مشاہدہ تمہیں ہو چکا ہے کہ اس نے تمہارے امذر شراب نوشی کی اور اسلامی حد کے سلسلہ میں اسے کوڑے لگائے گئے اوران میں ایسا شخص بھی ہے جو اس وقت تک اسلام نہیں لایا, جب تک اسے آمدنیاں نہیں ہوئیں اگر اس کی فکر مجھے نہ ہوتی تو میں اس طرح تمہیں (جہاد پر)نہ آمادہ کرتا نہ اس طرح جھنجھوڑتا نہ تمہیں اکٹھا کر نے اور شوق دلانے کی کو شش کرتا, بلکہ تم سرتابی اور کوتاہی کرتے تو تم کو تمہارے حال پر چھوڑدیتا .

کیاتم دیکھتے نہیں کہ تمہارے شہروں کے حدود (روز بروز)کم ہوتے جارہے ہیں اور تمہارے ملک کے مختلف حصوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے تمہاری ملکیتیں چھن رہی ہیں .اور تمہارے شہروں پر چڑھائیاں ہو رہی ہیں .خدا تم پر رحم کرے .اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لیے چل پڑو اور سست ہو کر زمین سے چمٹے نہ رہو .ورنہ یا د رکھو کہ ظلم و ستم سہتے رہو گے اور ذلت میں پڑے رہو گے, اور تمہاراحصہ انتہائی پست ہو گا .سنو!جنگ آزما ہوشیار و بیدار رہا کرتاہے اور جو سوجاتا ہے دشمن اس سے غافل ہو کر سویا نہیں کرتا .والسلام.

#1پیغمبر اکرم نے امیرالمومنین علیہ السلام کے بارے میں » ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم«(یہ میرا بھائی,میرا وصی اور تم لوگوں میں میرا جانشین ہے)اور حجتہ الوداع سے پلٹتے ہوئے غدیر خم کے مقام پر »من کنت مولا ہ فعلی مولاہ«فرما کرنیابت و جانشینی کا مسئلہ طے کر دیاتھا .جس کے بعد کسی جدید انتخاب کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ یہ تصور و خیال کیا جاسکتا تھاکہ اہل مدینہ انتخاب کی ضرورت محسو س کریںگے.مگرکچھ اقتدار پرست افراد

نے ان واضح ارشادات کو اس طرح نظر انداز کر دیا کہ گویا ان کے کان کبھی ان سے آشنا ہوئے ہی نہ تھے اور انتخاب کو اس درجہ ضروری سمجھا کہ تجہیزوتکفین پیغمبر کو چھوڑچھاڑ کر سقیفہ بنیساعدہ میں جمع ہو گئے اور جمہوریت کے نام پر حضرت ابو بکر کوخلیفہ منتخب کرلیا .یہ موقع امیر المومنین علیہ السلام کے لیے انتہائی کشمکش کا تھا کیونکہ ایک طرف کچھ مفادپرست لوگ یہ چاہ رہے تھے کہ آپ شمشیر بکف میدان میں اترآئیں اور اور دوسری طرف آپ یہ دیکھ رہے تھے ک وہ عرب جو اسلام کی طاقت سے مرعوب ہو کراسلام لائے تھے ,مرتد ہوتے جارہے تھے اور مسیلمہ کذاب و طلیحہ ابن خویلد قبیلوں کے قبیلوں کو گمراہی کی طرف جھونک رہے ہیں . ان حالات میں اگر خانہ جنگی شروع ہوگئی اورمسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں کے مقابلے میں بے نیام ترجیح دی اور وحدت اسلامی کو برقرار رکھنے کے لیے تلوار کا سہارا لینے کے بجائے خاموشی کے ساتھ احتجاج کا فی سمجھا ,کیونکہ آپ کو ظاہر ی اقتدار اتنا عزیز نہ تھا .جتنی ملت کی فلاح و بہبود عزیزتھی اور منافقین کی ریشہ دوانیوں کے سدباب اورفتنہ پروازوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے سوا چارہ نہ تھا کہ آپ اپنے حق سے دستبردار ہوکر جنگ کو ہوا نہ دیں اور یہ بقائے ملت و اسلام کے سلسلہ میں اتنا بڑا کارنامہ ہے جس کا تمام فرق اسلامیہ کو اعتراف ہے .

#2میں شراب نوشی کرنے والے سے مراد ولید ابن عقبیٰ ہے .جس نے کوفہ میں شراب پی اور نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی اور اس کی پاداش میں اسے کوڑے لگائے گئے .چنانچہ ابن ابی الحدید نے ابو الفرج اصفہانی سے نقل کیا ہے.

ولید بدکا ر اور شراب خوار تھا .ا س نے کو فہ میں شراب پی,اور مسجد جامع میں لوگوں کو صبح کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھادی .پھر ان کی طرف توجہ ہو ا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو کچھ اور بڑھا دو اور مالی انتفاع کی وجہ سے ایمان لانے والے سے مراد معاویہ ہے کہ جو صرف دنیاوی انتفاعات کی وجہ سے اپنا رشتہ اسلام سے جوڑے ہوئے تھا .

63 مکتوب عامل کوفہ ابوموسیٰ اشعری کے نام :

جب حضرت کو خبر پہنچی کہ وہ اہل کو فہ کوجنگ کے سلسلہ میں جب آپ نے انہیں مدد کے لیے بلایاتھا.روک رہا ہے .

خداکے بندے علی امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف سے عبداللہ ابن قیس (ابو موسیٰ)کے نام :

مجھے تمہاری طرف سے ایسی بات کی خبر ملی ہے .جو تمہارے حق میں بھی ہوسکتی ہے .اور تمہارے خلاف بھی پڑسکتی ہے .جب میرا

jabir.abbas@yahoo.com

قاصد تمہارے پاس پہنچے تو جہاد کے لیے دامن گردا ن لو, کمر کس لو,اور اپنے بل سے باہر نکل آؤ ,اور اپنے ساتھ والوں کو بھی دعوت دو , اور اگرحق تمہارے نزدیک ثابت ہے تو کھڑے ہو ,اور اگر بودا پن دکھانا ہے تو (ہماری نظروں سے)دور ہوجاؤ .خدا کی قسم تم گھیر گھار کر لائے جاؤ گے خواہ کہیں بھی ہو اور چھوڑے نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ تم اپنی دو عملی کی وجہ سے بوکھلا اٹھو گے اور تمہارا سارا تار پود بکھر جائے گا یہاں تک کہ تمہیںاطمینان سے بیٹھنا بھی نصیب نہ ہو گا اور سامنے سے بھی اسی طرح ڈرو گے جس طرح اپنے پیچھے سے ڈرتے ہو جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے یہ کوئی آسان بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک بڑی مصیبت ہے .جس کے اونٹ پر بہرحال سوار ہونا پڑے گا.اور اس کی دشواریوں کو ہموا ر کیا جائے گا اور اس پہاڑ کو سرکیا جائے گا .لہٰذا اپنی عقل کو ٹھکانے پر لاؤ اپنے حالات پر قابو حاصل کرو اور اپنا خط و نصیب لےنے کی کوشش کرو ,اور اگر یہ ناگوار ہے توادھر دفان ہو جہاں نہ تمہارے لیے آؤ بھگت ہے نہ, تمہارے لیے چھٹکارے کی کو ئی صورت .اب یہی مناسب ہے کہ تمہیں بے ضرورت سمجھ کر نظر انداز کیا جائے .مزے سے سوئے پڑے رہو کو ئی یہ بھی تو نہ پوچھے گا کہ فلاں ہے کہاں . خدا کی قسم یہ حق پرست کا صحیح اقدام ہے اور ہمیں بے دینوں کے کرتوتوں کی کوئی پروا نہیں ہوسکتی .والسلام .

#1جب امیر المومنین علیہ السلام نے اہل بصرہ کی فتنہ انگیزی کو دبانے کے لیے قدم اٹھا نا چاہا تو امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ یہ مکتوب عامل کوفہ ابو موسیٰ اشعری کے نام بھیجا جس میں اس کی دورنگی اور متضاد روشن پر تہدید و سر زنش کرتے ہوئے اسے آمادہ جہاد کرنا چاہا ہے .کیونکہ وہ ایک طرف تو ی کہتا تھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام امام برحق ہیں اور ان کی بیعت صحیح ہے اور دوسری طرف یہ کہتا تھا .کہ ان کے ساتھ ہوکر اہل قبلہ سے

jabir.abbas@yahoo.com

جنگ کر نا درست نہیں ہے بلکه یه ایک فتنه ہے اور اس فتنه سے الگ تھلگ رہنا چاہیے چنانچه اس متضاد قول کی طرف حضرت علیه السلام نے ہولک وعلیک سے اشاره کیا ہے مطلب یه ہے که جب وه حضرت کو امام برحق سمجھتا ہے .تو پھر ان کے ساتھ ہو کر جنگ کرنا صحیح نہیں ہے ,توآپ علیه السلام کو امام برحق سمجھنے کے کیا معنی .

بہرحال اس کے جنگ سے روکنے اورقدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کرنے کے باوجود اہل کوفه جو ق درجوق اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کی سپاه میں شامل ہو کر جنگ میں پورا حصه لیا اور اہل بصره کو ایسی شکست دی که وه پھر فتنه انگیزی کے لیے کھڑے ہونے کی جرات نه کر سکے .

64 مکتوب بجواب معاویه :

جیسا که تم نے لکھا ہے (اسلام سے پہلے)ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاق و اتحادتھا .لیکن کل ہم اورتم قریش میں تفرقه یه پڑا که ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار کیا اور آج یه ہے که ہم حق پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور تم فتنوں میں پڑگئے ہو,اور تم میں سے جو بھی اسلام لایا تھا وه مجبوری کے سے,اور وه اس وقت که جب تمام (اشراف عرب)اسلام لا کر رسول الله صلی علیه وآله وسلم کے ساتھ ہوچکے تھے تم نے (اپنے خط میں)ذکر کیاہے که میں نے طلحه و زبیر کو قتل کیا اور عائشه کو گھر سے نکالا اور مدینه چھوڑ کر کوفه و بصره میں قیام کیا مگریه وه باتیں ہیں جن کا تم سے کوئی واسطه نہیں نه تم پر کو ئی زیادتی ہے نه کو ئی عذر خواہی کی اس میں ضرورت ہے .

اور تم نے یه بھی ذکر کیا ہے که تم مہاجرین و انصار کے جتھے کے ساتھ مجھ سے ملنے (مقابله)کو نکلنے والے ہو.لیکن ہجرت کا دروازه تو اسی روز بند ہوگیا تھا جس دن تمہارا بھائی گرفتا ر کرلیا گیا تھا .اگر جنگ کی تمہیں اتنی ہی جلدی ہے تو ذرادم لو ,ہوسکتا ہے که

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں خود تم سے ملنے آجاؤں اور یہ ٹھیک ہو گا اس اعتبار سے کہ اللہ نے تمہیں سزا دینے کے لیے مجھے مقرر کیا ہو گا اور اگر تم مجھ سے ملنے کو آئے ,تو وہ ہو گاجو شاعر بنیاسد نے کہا .

»وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کر رہے ہیں جو نشیبوں اورچٹانوں میں ان سنگریزوں کی بارش کر رہی ہیں «.

میرے ہاتھ میں وہی تلوار ہے جس کی گزند سے تمہارے نانا, تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کو ایک ہی جگہ پہنچاچکا ہوں, خدا کی قسم تم جیسامیں جانتا ہوں ایسے ہو جس کے دل پر تہپلچڑھی ہوئی ہیں .اور جس کی عقل بہت محدو ہے .تمہارے بارے میں یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تم ایک ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جہاں پر سے تمہارے لیے بر ا منظر پیش نظر ہوسکتا ہے جس میں تمہارا برا ہی ہو گا . بھلا نہیں ہو گا .کیونکہ غیر کی کھوئی ہوئی چیز کی جستجو میں ہو اور دوقسرے کے چوپائے چرانے لگے ہو ,اور ایسی چیز کے لیے ہاتھ پیر مار رہے ہو جس کے نہ تم اہل ہو اور نہ تمہارا اس سے کوئی بنیادی لگاؤ ہے .تمہارے قول و فعل میں کتنا فرق ہے اورتمہیں اپنے ان چچاؤں اور ماموؤں سے کتنی قریبی شباہت ہے . جنہیں بدبختیو آرزوئے باطل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکا ر پر ابھار اتھا .جس کے انجام میں وہ قتل ہو ہو کر گرے .اور جیسا تمہیں معلوم ہے کہ نہ کسی بلا کو وہ ٹال سکے اور نہ اپنے محفوظ احاطہ کی حفاظت کرسکے ان تلواروں کی مار سے جن سے میدان و غا خالی نہیں ہوتا اور جن میں سستی کا گزر نہیں.

اور تم نے عثمان کے قاتلوں کے بار ے میں بہت کچھ لکھا ہے تو پہلے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ جس میں سب داخل ہو چکے ہیں .

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

پھر میری عدالت میں ان لوگوں پر مقدمہ دائر کرنا .تو میں کتاب خدا کی رو سے تمہارا اور ان کا فیصلہ کر دوں گا. لیکن یہ جو تم چاہ رہے ہو تو یہ وہ دھوکا ہے جو بچہ کو دودھ سے روکنے کے لیے دیاجاتا ہے .سلام ان پر جو اس کا اہل ہو.

#1معاویہ نے امیرالمومنین علیہ السلام کو ایک خط تحریر کیا تھا .جس میں باہمی یکجہتی و اتفاق کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ پر طلحہ و زبیر کے قتل اور امیر المومنین علیہ السلام عائشہ کو گھر سے بے گھر کرنے کا الزام لگا یا ,اور مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو مرکز قرار دینے پر اعتراض کیا اور آخر میں جنگ کی دھمکی دیتے ہوئے لکھا کہ میں انصار و مہاجرین کے جتھے کے ساتھ جنگ کے لیے نکلنے والا ہوں .حضرت علیہ السلام نے اس کے جواب میں یہ مکتوب اس کے نام لکھا جس میں یہ دعوی اتحاد ویک جہتی پر تبصرہ کرتے فرماتے ہیں کہ یہ مانا کہ ہم میں اور تم میں اتحاد ہوگا .مگر اسلام کے بعد ہم میں اور تم میں ایسی خلیج حائل ہو چکی ہے جسے پاٹا نہیں جاسکتا ,اور ایسا تفرقہ پڑگیا ہے جسے مٹایا نہیں جاسکتا وہ اس طرح کہ ہم نے پیغمبر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام میں سبقت کی اور تمہاری حالت یہ تھی کہ تم اس وقت کفر وجہالت میں پڑے ہوئے تھے جس سے ہماری راہیں الگ الگ ہوگئیں .البتہ جب اسلام کے قدم جم گئے اور اشراف,عرب حلقہ بگوش اسلا م ہوچکے ,تم نے مجبوری کے عالم میں اطاعت قبول کر لی ,اور چہروں پر اسلام کی نقاب ڈال کر اپنی جانوں کا تحفظ کر لیا .مگر درپردہ ا س کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے کے لیے فتنوں کو ہوا دیتے رہے اور ہم نے چونکہ رضا ؤرغبت سے اسلام قبول کیا تھا اس لیے راہ حق پر جمے رہے اور کسی مرحلہ پر ہمارے ثابت قدم میں جنبش نہ آئی لہٰذا تمہارا اسلام لانا بھی ہمیں تمہار ا ہمنوا نہ بنا سکا .

اب رہا اس کا یہ الزام کہ حضرت علیہ السلام نے طلحہ و زبیر کے قتل کا سروسامان کیا تو اگر اس الزام کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ انہوں نے حضرت کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کی تھی اور بیعتتوڑکر جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے .لہٰذا اگروہ بغاوت کے سلسلہ میں مارے گئے تو ان کاخون رائیگا ں سمجھا جائے گا اور قتل کرنے والے پر یہ الزام عائد نہ ہوگا .کیونکہ امام برحق کے خلاف بغاوت کر نے والے کی سزا قتل اور اس سے جنگ و قتال بلاشبہ جائز ہے اوراصل واقعہ یہ ہے کہ اس الزام کی کوئی اصلیت ہی نہیں ہے کیونکہ اپنےہی گروہ کے ایک فرد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے .چنانچہ صاحب استیعاب تحریر فرماتے ہیں .

مروان نے طلحہ کو تیر سے مارا اور پھر ابا ن ابن عثمان سے کہا کہ ہم تمہارے باپ کے بعض قاتلوں سے بدلہ لے کر تمہیں اس مہم سے سبکدوش کر دیا ہے .

اور زبیر بصرہ سے پلٹتے ہوئے وادی السباع میں عمرو ابن عاص ابن جرموز کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے.جس میں امیر المومنین علیہ السلام کا کوئی ایمانہ تھا .اسی طرح حضرت عائشہ اس باغی گروہ کی سربراہ بن کر خود سے نکل

jabir.abbas@yahoo.com

کھڑی ہوئی تھیں .اور امیرالمومنین علیہ السلام نے انہیں متعدد دفعہ سمجھایا کہ وہ اپنے موقف کو پہچانیں اور اپنے حدود کا ر سے قدم باہر نہ نکالیں .مگر ان پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہو ا .

اسی نوعیت کی یہ نکتہ چینی ہے کہ حضرت نے مدینہ کوچھوڑ کر کو فہ کو اس لیے دارالخلافہ بنا یا کہ مدینہ بروں کو اپنے سے الگ کر دیتا ہے اور گندگی کو چھانٹ دیتا ہے اس کا جواب تو بس اتنا ہی ہے کہ وہ خود بھی تو مدینہ کو چھوڑ کر ہمیشہ شام ہی کو اپنا مرکز بنائے رہا تو اس صورت میں اسے حضرت کے مرکز کو بدلنے پر کیا حق ,اعتراض پہنچتا ہے کہ اگر حضرت نے مدینہ کو چھوڑ ا تو اس کی وجہ شورشیں تھیں جو ہر طرف سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں جن کی روک تھا م کے لیے ایسے ہی مقام کو مرکز قرار دینا مفید ثابت ہو سکتا تھا کہ جہاں سے ہر وقت فوجی امداد حاصل کی جاسکے .

چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ جمل کے موقع پر دیکھ لیا تھا کہ اہل کو فہ کی خاصی بڑی اکثریت نے آپ کے ساتھ تعاون کیا ہے لہٰذا اسے فوجی چھاؤنی قرار دے کر بڑی آسانی سے دشمن کا دفاع کیا جاسکتا ہے اور مدینہ نہ فوجی کمک کے اعتبار سے ,اور نہ رسد رسانی کے لحاظ سے مفید تھا.

آخرمیں معاویہ کی یہ دھمکی کہ وہ مہاجرین و انصار کے گروہ کے ساتھ نکلنے والا ہے ,توحضرت نے اس کا بڑے لطیف پیرا یہ میں یہ جواب دیا ہے کہ اب تم مہاجرین کہاں سے لاؤ گے جب کہ ہجرت کا دروازہ اسی دن بند ہو گیا تھا کہ جب تمہار ا بھا ئی یزید ابن ابی سفیان اسیر ہوا تھا اور یہ فتح مکہ کے موقع پر گرفتار ہوا تھا .اور فتح مکہ کے بعد ہجرت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ کو ئی مہاجر کہلا سکے .چنانچہ پیغمبر اکر م صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لاھجرۃ بعد الفتح فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے .

65 مکتوب معاویہ کے نام :

اب اس کا وقت ہے کہ روشن حقیقتوں کو دیکھ کر ان سے فائدہ اٹھا لو ,مگر تم باطل دعوی کر نے کذب و فریب میں لوگوں کو جھونکنے اپنی حیثیت سے بلند چیز کا ادعا کرنے اور ممنوعہ چیزوں کو ہتھیا لینے میں اپنے بزرگوں کے مسلک پر چل رہے ہو .یہ اس لیے کہ حق سے بھاگنا چاہتے ہو اور ان چیزوں سے کہ جو گوشت و خون سے چمٹی ہوئی ہیں اور تمہارے کانوں میں محفوظ اور سینے میں بھری ہوئی ہیں .انکار کرنا چاہتے ہو تو حق کو چھوڑنے کے

jabir.abbas@yahoo.com

بعد کھلی ہو ئی گمراہی اور بیان حقیقت کے نظر انداز کئے جانے کے بعد سراسر فریب کاری کے سوا اور ہے ہی کیا ؟لہٰذاشبہات اور ان کی تلبیس کا ریوں سے بچو .کیونکہ فتنے مدت سے دامن لٹکائے ہو ئے ہیں اور ان کے اند ھیروں نے آنکھوں کو چندھیا رکھا ہے .

تمہارا خط مجھے ملا ہے ایسا کہ جس میں قسم قسم کی بے جو ڑ باتیں ہیں جن سے صلح دامن کے مقصدکو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی اور اس میں ایسے خر افات ہیں کہ جن کے تانے بانے کو علم ودانائی سے نہیں بنا .تم تو ا ن باتوں کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہو جیسے کو دلدل میں دھنستا جارہا ہو اوراندھے کنویں میں ہاتھ پیر مار رہا ہو .تم اپنے کو اونچا کرکے ایسی بلند بام کردہ نشان چوٹی تک لے گئے ہو کہ عقاب بھی وہاں پر نہیں مار سکتا اور ستارہ عیوق کی بلندی سے ٹکر لے رہی ہے .

حاشاوکلایہ کہاں ہو سکتا ہے کہ تم میرے بااقتدار ہونے کے بعد مسلمانوں کے حل وعقد کے مالکبنو ,یامیں تمہیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کا کو ئی پر وانہ یا دستاویز لکھ دوں خیر !اب کے سہی .اپنے نفس کو بچاؤ اور اس کی دیکھ بھال کر و .کیونکہ اگر تم نے اس وقت تک کوتا ہی کی کہ جب خدا کے بند ے تمہارے مقابلہ کو اٹھ کھڑے ہوئے پھر تمہاری ساری راہیں بند ہوجائیں گی اور جو صورت تم سے آج قبول کی جاسکتی ہے اس وقت قبول نہ کی جائے گی .والسلام .

#1جنگ خوارج کے اختتام پر معاویہ نے امیرالمومنین علیہ السلام کو ایک خط تحریر کیا جس میں حسب عادت الزام تراشی سے کا م لیا . اس کے جواب میں حضرت علیہ السلام نے یہ مکتوب اس کے نام لکھا .اس میں جس روشن حقیقت کی طرف معاویہ کو متوجہ کر نا چاہا ہے .وہ یہی خوارج کی جنگ اور اس میں آپ کی نمایاں کامیابی ہے

کیونکہ یہ جنگ پیغمبر کی پیشن گوئی کے نتیجہ میں واقع ہوئی تھی اور خود حضرت بھی اس جنگ کے واقع ہو نے سے قبل فرما چکے تھے کہ مجھے اصحاب جمل و صفین کے علاوہ ایک اور گروہ سے بھی لڑنا ہے اور وہ مارقین (دین سے برگشتہ ہو نے والے خوارج)کا ہے .لہٰذا اس جنگ کا واقع ہونا اور پیغمبر کی پیشن گوئی کے مطابق ذو الثدیہ کا مار اجانا حضرت کی صداقت کی ایک روشن دلیل تھا .اگر معاویہ شخصی نموداور ملک گیری کی ہوس میں مبتلا نہ ہوتا اور اپنے اسلاف ابوسفیان و عتنہ کی طرح حق سے چشم پوشی نہ کر تا تو وہ حق کو دیکھ کر اس کی راہ پر آسکتا تھا .مگر وہ اپنی افتادہ و طبع سے مجبور ہوکر ہمیشہ حق و صداقت سے پہلو بچاتا رہا اور ان ارشادات سے جو حجرت کی امامت و وصایت پر روشنی ڈالتے تھے آنکھ بند کئے پڑا رہا .حالانکہ حجتہ الوداع میں شریک ہونے کی وجہ سے پیغمبر کا یہ قول من کنت مولا ہ فعلی مولاہ اور غزوہ تبو ک کے موقع پر موجود ہونے کی وجہ سے یاعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اس سے مخفی نہ تھا .لیکن اس کے باوجود وہ حق پوشی و باطل کوشی میں زندگی کے لمحات بسرکرتا رہا .یہ کسی غلط فہمی کا نتیجہ نہ تھا .بلکہ صرف ہوس اقتدار سے حق و انصاف کے کچلنے اور دبانے پر ابھارتی رہی .

66 مکتوب عبداللہ ابن عباس کے نام:

یہ خط اس سے پہلے دوسری عبارت میں درج کیا جاچکا ہے.

بند ہ کبھی اس شے کو پاکر خوش ہونے لگتا جو اس کے ہاتھ سے جانے والی تھی ہی نہیں .اور ایسی چیز کی وجہ سے رنجیدہ ہوتا ہے جو اسے ملنے والی ہی نہ تھی لہٰذا لذت کا حصول اور جذبہ انتقام کو فرو کرنا ہی تمہاری نظروں میں دنیا کی بہترین نعمت نہ ہو ,بلکہ باطل کو مٹا نا اور حق کو زندہ کرنا ہو .اور تمہاری خوشی اس ذخیرہ پر ہونا چاہیے جو تم آخرت کے لیے فراہم کی اہے اور تمہار ا رنج اس سرمایہ پر ہو نا چاہیے جسے صحیح مصرف میں صرف کئے بغیر چھوڑرہے ہو .اور تمہیں فکر صرف موت کے بعد کی ہو نی چاہیے .

jabir.abbas@yahoo.com

67 مکتوب والی مکہ قثم ابن عباس کے نام :

لو گوں کے لیے حج کے قیا م کا سروسامان کرو .اور اللہ کے یاد گاردنوں کی یاد دلاؤ.اورلو گوں کے لیے صبح و شام اپنی نشست قرار دو مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتا ؤاور جاہل کوتعلیم د واور عالم سے تبادلہ خیالات کر و .اور دیکھو لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے تمہاری زبان کے سوا کوئی سفیر نہ ہو نا چاہیے .اور تمہارے چہرے کے سوا کوئی تمہارا دربان نہ ہونا چاہیے اور کسی ضرور ت مند کو اپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا اس لیے کہ پہلی دفعہ اگر حاجت تمہارے دروازوں سے ناکا م واپس کر دی گئی .تو بعد میں اسے پورا کردینے سے بھی تمہاری تعریف نہ ہو گی .

اور دیکھو تمہارے پاس جو اللہ کامال جمع ہو اسے اپنی طرف کے عیال داروں اور بھوکو ں ننگوں تک پہنچاؤ .اس لحاظ کے ساتھ کہ وہ استحقاق اور احتیاج کے صحیح مرکزوں تک پہنچے اور جو اس سے بچ رہے اسے ہما ری طرف بھیج دو .تاکہ ہم اسے ان لوگوں میں بانٹیں جو ہمارے گرد جمع ہیں .

اور مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آکر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں .کیونکہ اللہ سبحانہفرماتا ہے کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں .عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو.اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہو .خدا وند عالم ہمیں اور تمہیں پسندیدہ کاموں کی توفیق دے .والسلام

jabir.abbas@yahoo.com

68 مکتوب اپنے زمانہ خلافت سے قبل سلمان فارسی رحمتہ اللہ کے نام سے تحریر فرمایا تھا .

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے . مگر اس کا زہر مہلک ہو تا ہے .لہٰذا دنیا میں جو چیزیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے منہ موڑے رہنا کیونکہ ان میں سے تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں . اس کی فکر وں کو اپنے سے دور رکھو .کیو نکہ تمہیں اس کے جدا ہوجانے اور اس کے حالات کے پلٹا کھانے کا یقین ہے اور جس وقت اس سے بہت زیادہ وابستگی محسوس کرو اسی وقت اس سے زیادہ پریشان ہو ,کیونکہ جب بھی دنیا دار اس کی مسرت پر مطمئن ہوجاتا ہے تو وہ اسے سختیوں میں جھونک دیتی ہے یا اس کے انس پر بھروسہ کر لیتا تو وہ اس کے انس کو وحشت و ہراس سے بدل دیتی ہے.

jabir.abbas@yahoo.com

69 مکتوب حارث ہمدانی کے نام :

قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھا م لو ,اس سے پند و نصیحت حاصل کر و .اس کے حلال کو حلال اور حرا م کوحرام سمجھو ,اور گز شتہ حق کی باتوں کی تصدیق کرو ,اور گز ری ہو ئی دنیا سے باقی دنیا کے بارے میں عبرت حاصل کر و کیو نکہ اس کا ہر دور دوسرے دور سے ملتا جلتا ہے اور اس کا آخر بھی اپنے اوّل سے جاملنے والا ہے اور یہ دنیا سب کی سب فنا ہونے والی اور بچھڑ جانے والی ہے دیکھو!اللہ کی عظمت کے پیش نظر حق بات کے علاوہ ا سکے نام کی قسم نہ کھاؤ.موت اور موت کے بعد کی منزل کو بہت زیادہ یاد

کرو .موت کے طلب گا ر نہ بنو ,مگر قابل اطمینان شرائط کے ساتھ اور ہر اس کا م سے بچو جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہو ,اور عام مسلمانوں کے لیے اسے ناپسند کرتا ہو .ہر اس کا م سے دور رہو جو چوری چھپے کیا جاسکتا ہو ,مگر اعلانیہ کرنے میں شرم دامن گیر ہوتی ہو اور ہر اس فعل سے کنارہ کش رہو کہ جب اس کے مر تکب ہونے والے سے جواب طلب کیا جائے تو وہ خود بھی اسے بڑا قرار دے .یا معذرت کرنے کی ضرورت پڑے اپنی عزت و آبر و کو چہ میگوئیو ں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ جو سنو اسے لوگوں سے واقعہ کی حیثیت سے بیان نہ کرتے پھرو کہ جھوٹا قرار پانے کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا .اور لوگوں کو ان کی ہر بات میں جھٹلانے بھی نہ لگو کہ یہ پوری جہالت ہے .غصہ کو ضبط کر و ,اور اختیار واقتدار کے ہوتے ہوئے معاف کرو تو انجا م کی کامیابی تمہارے ہاتھ رہے گی , اور اللہ نے جو نعمتیں تمہیںبخشی ہیں (ان پر شکر بجالاتے ہوئے)ان کی بہبودی چاہو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو ضائع نہ کرو.اور اس نے جو انعامات تمہیں بخشے ہیں ان کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیے .

اور یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف اور اپنے اہل وعیال اورمال کی طر ف سے خیرات کرے , کیونکہ تم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دو گے ,وہ خیر بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے دوسر ے فائد ہ اٹھائیں گے اور اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال برے ہوں کیونکہ آدمی کا اس کے ساتھی پر قیاس کیا جاتا ہے .بڑے شہروں میں رہائش رکھو کیونکہ وہ

jabir.abbas@yahoo.com

مسلمانو ں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں .غفلت اوور بیوفائی کی جگہوں اور ان مقامات سے کہ جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی کمی ہو ,پرہیز کرو ,اور صرف مطلب کی باتوں میں اپنی فکر پیمائی کو محدود رکھو ,اور بازاری اڈوں میں اٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو .کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگا ہیں ہوتی ہیں اور جولوگ تم سے پست حیثیت کے ہیں .انہی کو زیادہ دیکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے لیے شکر کا ایک راستہ ہے .جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا ,مگر یہ کہ خداکی راہ میں جہاد کے لیے جانا ہو یا کو ئی معذوری درپیش ہو ,اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو.کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے .اپنے نفس کو بہانے کرکرکے عبادت کی را ہ پر لاؤ.اور اس وقت اس سے عبادت کا کام لو.مگر جو واجب عبادتیں ہیں ان کی بات دوسری ہے .انہیں تو بہرحال ادا کرنا ہے اور وقت پر بجالانا ہے . اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت تم پر آپڑے اس حال میں کہ تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو ,اور فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا کیونکہ برائی برائی کی طرف بڑھا کر تی ہے اور اللہ کی عظمت و توقیر کا خیا ل رکھو ,اور اس کے دوستوں سے دوستی کرو اور غصے سے ڈرو ,کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے .

70 مکتوب والی مدینہ سہل ابن حنیف ا نصاری کے نام :

مدینے کے کچھ باشندوں کے بار ے میں جو معاویہ سے جاکر مل

jabir.abbas@yahoo.com

گئے تھے.

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لو گ چپکے چپکے معاویہ کی طرف کھسک رہے ہیں .تم اس تعداد پر کہ جو نکل گئی ہے ,اور اس کمک پر کہ جو جاتی رہی ہے ذرا افسوس نہ کر و ,ان کے گمراہ ہو جا نے اور تمہارے قلق و اندوہ سے چھٹکارا پانے کے لیے یہی بہت ہے کہ وہ حق و ہدایت کی طرف سے بھا گ رہے ہیں اور جہالت و گمراہی کی طرف دوڑ رہے ہیں .یہ دنیا دار ہیں جو دنیا کی طرف جھک رہے ہیں اوراسی کی طرف تیزی سے لپک رہے ہیں .انہوں نے عدل کو پہچانا ,دیکھا ,سنا اور محفوظ کیا اور اسے خوب سمجھ لیا کہ یہاں حق کے اعتبار سے سب برابر سمجھے جاتے ہیں .لہٰذا وہ ادھر بھا گ کھڑے ہوئے جہا ں جنبہ داری و تخصیص برتی جاتی ہے .س خدا کی قسم وہ ظلم سے نہیں بھاگے اور عدل سے جاکر نہیں چمٹے اور ہم امید وارہیں کہ اللہ اس معاملہ کی ہر سختی کو آسان اور اس سنگلاخ زمین کو ہمارے لیے ہموار کرے گا .انشائ اللہ .

jabir.abbas@yahoo.com

71 مکتوب منذر ابن جارو عبدی کے نام جب کہ اس نے خیانت کی بعض ان چیزوں میں جن کا انتظام آپ نے اس کے سپرد کیا تھا .

واقعہ یہ ہے کہ تمہارے باپ کی سلامت روی نے مجھے تمہارے بارے میں دھوکا دیا .میں یہ خیال کرتا تھا کہ تم بھی ان کی روش کی پیروی کرتے اور ان کی راہ پر چلتے ہو گے .مگر اچانک مجھے تمہارے متعلق ایسی اطلاعات ملی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم اپنی خواہش نفسانی کی پیروی سے ہاتھ نہیں اٹھاتے اور آخر ت کے لیے

کوئی توشہ باقی رکھنا نہیں‌چاہتے تم اپنی آخرت گنو اکر دنیا بنا رہے ہو اور دین سے رشتہ توڑ کر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کررہے ہو ,جومجھے معلوم ہوا ہے اگر وہ سچ ہے تو تمہارے گھر والوں کا اونٹ تمہاری جوتی کا تسمہ بھی تم سے بہتر ہے .جو تمہارے طور طریقے کا آدمی ہو وہ اس لائق نہیں کہ اس کے ذریعہ کسی رخنہ کو پاٹا جائے یا کوئی کام انجا م دیا جائے یا اس کا رتبہ بڑھایا جائے اسے امانت میں شریک کیا جائے یا خیانت کی روک تھام کے لیے اس پر اطمینان کیا جائے لہٰذا جب میرا یہ خط ملے تو فوراًمیرے پاس حاضر جاؤ .انشائ اللہ .

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ منذر وہی ہے کہ جس کے بارے میں امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ ادھر ادھر اپنے بازوؤں کو بہت دیکھتا ہے اور اپنی دونوں چادروں میں غرو ر سے جھومتا ہو ا چلتا ہے اور اپنی جوتی کے تسموں پر پھونک مارتا رہتا ہے .(کہ کہیں اس پر گرد نہ جم جائے).

72 مکتوب عبداللہ ابن عباس رحمتہ اللہ کے نام :

تم اپنی زندگی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ اس چیز کو حاصل کر سکتے ہوجو تمہارے مقد ر میں نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ زمانہ دو 2دنوں پر تقسیم ہے ایک دن تمہارے موافق اور ایک دن تمہارا مخالف اور دنیا مملکتوں کے انقلاب و انتقال کا گھر ہے.اس میں جوچیز تمہارے فائدہ کی ہوگی وہ تمہاری کمزوری و ناتوانی کے باوجود پہنچ کر رہے گی اور جو چیز تمہارے نقصان کی ہوگی اسے تم قوت و طاقت سے بھی نہیں ہٹا سکتے .

jabir.abbas@yahoo.com

73 مکتوب معاویہ کے نام :

میں تم سے سوال وجواب کے تبادلہ اور تمہارے خطوں کو توجہ کے ساتھ سننے میں اپنے طریقہ کار کی کمزور ی اور اپنی سمجھ کی غلطی کا احسا س کر رہا ہوں اور تم اپنی جو خواہشوں کے منوانے کے مجھ سے درپے ہو تے ہو اور مجھ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کئے ہوئے ہو تو ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا خواب دیکھ رہا ہو اور بعد میں اس کے خواب بے حقیقت ثابت ہوں یا جیسے کوئی حیرت زدہ منہ اٹھائے کھڑا ہوکہ نہ اس کے لیے جائے رفتن ہو نہ پائے ماندن اورا سے کچھ خبر نہ ہو کہ سامنے والی چیز اسے فائدہ دے گی یا نقصا ن پہنچائے گی .ایسا نہیں کہ تم بالکل ہی یہ شخص ہو .بلکہ وہ تمہارے مانند ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کسی حد تک طرح دنیا میں مناسب نہ سمجھتا ہوتا تومیری طرف سے ایسی تباہیوں کا تمہیں سامنا کرنا پڑتا ,جو ہڈیوں کو توڑ دیتیں اور جسم پر گوشت کا نام ونشان نہ چھوڑتیں .اس بات کو خوب سمجھ لو کہ شیطان نے تمہیں اچھے کاموں کی طرف رجوع ہونے اور نصیحت کی باتیں سننے سے روک دیا ہے .سلام اس پر جو سلام کے قابل ہے .

jabir.abbas@yahoo.com

74 نوشتہ جو حضرت نے قبیلہ ربیعہ اور اہل یمن کے مابین بطور معاہدہ تحریر فرمایا (اسے ہشام ابن سائب کلبی کی تحریر نقل کیا گیا ہے).

یہ ہے وہ عہد جس پر اہل یمن نے وہ شہر ی ہوں یا دیہاتی اور قبیلہ

ربیعہنے وہ شہر میں آباد ہو ں یا بادیہ نشین اتفاق کیا ہے کہ وہ سب کہ سب کتاب اللہ پرثابت قدم رہیں گے .اسی طرف دعوت دیںگے اسی کے ساتھ حکم دیں گے اور جو اس کی طرف دعوت دے گا اور اس کی رو سے حکم دے گا ,اس کی آواز پر لبیک کہیں گے ,نہ اس کے عوض کو ئی فائدہ چاہیںگے ,اور نہ اس کے کسی بدل پر راضی ہوں گے اور جو کتاب اللہ کے خلاف چلے گا اور اسے چھوڑ دے گا .اس کے مقابلہ میں متحد ہوکرایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے ان کی آواز ایک ہوگی اور وہ کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش کی وجہ سے کسی غصہ کرنے والے کے غصہ کی وجہ سے اور ایک گروہ کے دوسرے گروہ کوذلیل کرنے کی وجہ سے اور ایک جماعت کے دوسری جماعت کو گالی دینے سے اس عہد کو نہیں توڑیں گے .بلکہ حاضر ,کم عقل ,عالم,بردبا ر ,جاہل سب اس کے پابند رہیں گے .پھر اسی عہد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عہد وپیمان بھی لازم ہو گیا ہے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا .

(کاتب سطور علی ابن ابی طالب)

jabir.abbas@yahoo.com

75 مکتوب شروع شروع میں جب آپ کی بیعت کی گئی تو آپ نے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام تحریر فرمایا .

(اسے واقدی نے کتاب الجمل میں تحریر کیا ہے)

خدا کے بندے علی امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام :-

تمہیں معلوم ہے کہ میں نے لوگوں کے بارے میں پورے طور سے حجت ختم کردی اور تمہارے معاملات سے چشم پوشی کرتا رہا . یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوکر رہا کہ جسے ہونا تھا .یہ قصہ لمبا ہے اور باتیں بہت ہیں .بہرحال جو گزرنا تھا گزر گیا .اور جسے آنا تھا آگیالہٰذا اٹھو اور اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت حاصل کر و , اور اپنے ساتھیوںکے وفد کے ساتھ میرے پاس پہنچو .والسلام .

76 وصیت عبداللہ ابن عباس کے نام جب کہ انہیں بصرہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا :

لوگوں سے کشادہ روئی سے پیش آؤ .اپنی مجلس میں لوگوں کوراہ دو .حکم میں تنگی روا نہ رکھو .غصہ سے پرہیز کرو .کیونکہ شیطان کے لیے شگون نیک ہے اور اس بات کو جانے رہو کہ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کرتی ہے وہ دوزخ سے دور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دور کرتی ہے وہ دوزخ سے قریب کرتی ہے .

77 ہدایت جو عبداللہ ابن عباس کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجتے وقت فرمائی .

تم ان سے قرآن کی رو سے بحث نہ کرنا ,کیونکہ قرآن بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور بہت سی وجہیں رکھتا ہے .تم اپنی کہتے رہو گے ,وہ اپنی کہتے رہیں گے بلکہ تم حدیث سے ان کے سامنے استدلال کرنا ,وہ اس سے گریز کی کوئی راہ نہ پاسکیں گے .

jabir.abbas@yahoo.com

78 ابو موسیٰ اشعری کے نام، حکمین کے سلسلے میں ان کے ایک خط کے جواب میں

(اسے سعید ابن یحییٰ اپنی کتاب المغازی میں درج کیا ہے):

کتنے ہی لوگ ہیں جو کہ آخرت کی بہت سے سعادتوں سے محروم ہو کر رہے گئے ہیں۔ وہ دنیا کے ساتھ ہو لیے اور خواہشِ نفسانی سے بولنے لگے۔ میں اس وجہ سے حیرت اور استعجاب کی منزل میں ہوں کہ جہاں ایسے لوگ اکھٹے ہوں گے جو خورد بینی اور خود پسندی میں مبتلا ہیں۔ میں انکے زخموں کا مداوا تو کر رہا ہوں مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ منجمد خون کی شکل اختیار کر لے لاعلاج نہ ہو جائے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ مجھ سے زیادہ کوئی بھی شخص امت محمد ﷺ کی جماعت بندی اور اتحادِ باہمی کا خواہشمند نہیں ہے جس سے میری غرض صرف حسن ثواب اور آخرت کی کامیابی ہے۔ میں نے جو عہد کیا ہے وہ پورا کر کے رہوں گا۔ اگرچہ تم اس نیک خیال سے کہ جو مجح سے آخری ملاقات تک تمہارا تھا، اب پلٹ جاؤ، یقیناً وہ بدبخت ہے کہ جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے اس کے فوائد سے محروم رہے۔ میں تو اس بات پر پیش و تاب کھاتا ہوں کہ کوئی کہنے والا باطل بات کہے، یا کسی ایسے معاملے کو خراب ہونے دوں کہ جسے اللہ درست کر چکا ہو۔ لہذا جو بات کو تم نہیں جانتے اُس کے درپے نہ ہو۔ کیونکہ شریر لوگ بری باتیں تم تک پہنچانے کے لیے اڑ کر پہنچا کریں گے۔ والسلام۔

jabir.abbas@yahoo.com

79 مکتوب جو ظاہری خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوجی سپہ سالاروں کو تحریر فرمایا:

اگلے لوگوں کو اس بات نے تباہ کیا کہ انہوں نے لوگوں کے حق روک
لیے تو انہوں نے (رشوتیں دے دے کر) اسے خریدا، اور انہیں باطل کا
پابند بنایا، تو وہ ان کے پیچھے انہی راستوں پر چل کھڑے ہوئے۔

اللہ محمد و آلِ محمد پر اور آپ سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ امین۔

تَمَّ بابُ الکتب بحمد للہ

jabir.abbas@yahoo.com